فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ

تو جو نیک بیبیاں ہیں وہ مردوں کے حکم پر چلتی ہیں اور ان کے پیٹھ پیچھے خدا کی حفاظت میں (مال وآبرو کی) خبرداری کرتی ہیں۔

خواتین کے لئے منتخب تقاریر

یعنی بیاناتِ درمجالسِ مستورات

شیخِ طریقت حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی ایم ڈی حفظہ اللہ چرتھاولی

خلیفہ ومجاز حضرت حاذق الامتؒ پرنامبٹ (خلیفہ ومجاز حضرت مسیح الامتؒ جلال آبادی) مدیر دار العلوم محمدیہ بنگلور

مُرتب کردہ

ڈاکٹر قرۃ العین المعروف فاطمہ عثمان

سابق معلمہ الحسنات الباقیات جانسٹھ

ناشر

مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور 247554 (یوپی)

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	:	خواتین کیلئے منتخب تقاریر
خطبات	:	حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم محمد ادریس حبان رحیمی
مرتب	:	محترمہ ڈاکٹر قرۃ العین المعروف فاطمہ عثمان صاحبہ
کتابت وتزئین	:	مولانا عبید الرحمٰن قاسمی حبان گرافکس بنگلور
باہتمام	:	مولانا محمد طیب قاسمی
تعداد	:	تین ہزار (۳۰۰۰)
قیمت	:	
ناشر	:	مکتبہ طیبہ نزد سفید مسجد، دیوبند، سہارنپور-247554 (یوپی)

﴿مرتب کا مکمل پتہ﴾

RAHEEMI SHIFA KHANA

#248, 6th Cross, Gangondanahalli Main Road,
Nayandhalli Post, Maysore Road
BANGALORE - 560039 (INDIA)
Ph.: 080-23180000, 23397836/72
www.raheemishifakhana.com
E-mail.: raheemishifakhana@yahoo.com

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
1	انتساب	10
2	ارشادِ فاروقی	11
3	حروفِ فاطمی	12
4	**محدثۂ اول حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا**	14
	صدیقہ رضی اللہ عنہا حرم نبوی میں	16
	آپ کی گونا گوں بیاں	17
	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد محترم کا قبول اسلام	17
	اہم مسائل میں صحابہ رضی اللہ عنہم رجوع فرماتے	18
	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت بے مثال	19
	خدمت حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حصہ	19
	روایات عائشہ رضی اللہ عنہا پہلی صدی ہجری میں	21
	عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خصوصی امتیازات	22
	حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب	23
5	**علوم وفنون میں عورتوں کا حصہ**	25
	علم وفضل میں عورتوں کے کارنامے	27
	فن حدیث میں عورتوں کا درجہ	28

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
	اگر کوئی کرنے پر آئے تو سب آسان ہے	29
	جہاد میں عورتوں کی خدمات	29
	حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کا صبر واستقامت	30
	آج بھی عورتیں اپنے ماضی کو زندہ کر سکتی ہیں	31
6	**نکاح کی فضیلت اور احکام**	33
	نکاح میری سنت ہے	35
	نکاح کے ارکان وشرائط اور لغوی تشریح	36
	مہر کی اہمیت	37
	نکاح کا اثر	38
	تین آدمیوں کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد کرتا ہے	39
	نکاح سے پاکدامنی اور گناہوں سے حفاظت	40
	ایک مفلس عابد کا واقعہ	41
	نکاح کے لئے کیسی لڑکی کا انتخاب کیا جائے؟	41
	کیا امیر المومنین دیکھ رہے ہیں؟	42
	سر پرستوں کی رضامندی	43
	عشق ومحبت کی شادی کا نتیجہ	44
	بلوغ کے بعد شادی	45
	تین چیزوں میں جلدی کرو	46
	تاخیر سے شادی کے نقصانات	47
	میاں بیوی ایک دوسرے کے رازداں	48

7	**دین میں خواتین کا حصہ**	49
	عورتیں بھی دین کا کام کریں	52
	رحمت الٰہی میں مساوات کامل ہے	53
	عمل کا نتیجہ دنیا میں بھی نکلے گا اور آخرت میں بھی	55
	عورتیں ولایت کے میدان میں بھی پیچھے نہیں	55
8	**رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی زندگی عورتوں کے لئے مشعل راہ**	58
	میری جو نیکی ظاہر ہو جائے میں اسے نیکی نہیں شمار کرتی	60
	حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی پیدائش اور افلاس وتنگدستی	61
	رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے ساتھ ان کی بہنوں کا سکون	62
	شب و روز کی عبادت	62
	بڑے بڑے اولیاء اور علماء نے آپ سے کسب فیض کیا	63
	صابرہ وشاکرہ	63
	اللہ جس حال میں مجھے رکھے میں راضی ہوں	64
	کلم الناس علی قدر عقولھم	65
	عورت کا مرتبہ بھی بہت بڑا ہے	65
	مجھے نار جہنم کا لقمہ بنا دے	66
	مولا کی ناراضگی سے طبیعت علیل	66
	چور کے حق میں دعائے خیر	67
	جانور بھی آپ سے محبت کرتے تھے	67
	قرآن کریم کے الفاظ میں گفتگو	68
	کرامت	68

	وفات	69
9	**بیٹی کی پیدائش، مغفرت کا سامان**	71
	بیٹی دوزخ سے نجات کا ذریعہ	73
	لڑکا لڑکی کے درمیان ماں کا طرز عمل	74
	لڑکی بوجھ نہیں خوشی کا سامان ہے	74
	ساری اولاد یں مساوات	75
	لڑکی کی اچھی تربیت پر جنت کا وعدہ	76
	لڑکی کے تعلق سے والدین کی ذمہ داریاں	77
	بیٹا اور بیٹی سے برابر کی محبت کرے	78
	داد و دہش میں برابری نہ کرنے کا انجام اچھا نہیں	78
	بہترین سامان نیک عورت ہے	79
	بیویوں کے حسن سلوک کی اعلیٰ مثال	80
10	**خواتین اخلاق حسنہ سے آراستہ ہوں**	81
	ہم اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کریں	82
	غفلت وکوتاہی	83
	غیر مسلم ان اخلاقی قدروں کو اپنا رہے ہیں	84
	نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر عمل کریں	85
	سچائی تمام فضائل کی جڑ ہے	85
	سچ خیر خواہی کی تعلیم دیتا ہے	86
	سچائی نفاق کو دور کرتی ہے	87
	سچی عورت دوسروں کو حقیر نہیں سمجھتی	87

	سچی عورت بدظنی سے کوسوں دور ہوتی ہے	88
	سچی عورت سے دل میں خوف خدا ہوتا ہے	88
	ہماری ذمہ داریاں	89
11	**کلام الٰہی کی عارفہ علوم نبوی علیہ السلام کی ماہرہ حضرت عائشہ ؓ**	90
	بنت صدیق باشعور و باکمال تھیں	92
	۹ برس میں رخصتی	92
	حضرت عائشہ ؓ کے نکاح سے بہت سے مسائل حل ہوئے	93
	حضرت عائشہ ؓ کی شادی سے جاہلانہ رسوم کا خاتمہ	94
	جاہلی رسوم و رواج	95
	عائشہ صدیقہ ؓ سے حضور ﷺ کو زیادہ محبت کیوں؟	96
	حضرت عائشہ ؓ بڑے بڑے صحابہ سے بھی فائق	97
	حضرت عائشہ ؓ علمی گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں	98
	آپ ؓ کے والد بزرگوار سب سے بڑے عالم تھے	98
	حضرت عائشہ ؓ پردے کا اہتمام کرتی تھیں	100
	شرم و حیا کا جنازہ نکل رہا ہے	100
	ہر غیر محرم سے پردہ ضروری	101
	فکر آخرت پر گریہ وزاری	102
	بے شمار فضائل و مناقب کے باوجود.....	102
12	**لایعنی گفتگو سے پرہیز اور ذکر اللہ کی کثرت کیجئے**	104
	دلوں کو سکون اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی ملتا ہے	109
	تلاوت قرآن سب سے بڑا ذکر	111

13	**شہیدۃ الحجاب حضرت محترمہ مروہ شیرینی ؒ کی قربانی**	113
14	**مولانا ابوالکلام آزاد کی اہلیہ زلیخا بیگم ؒ کی ملک و ملت کیلئے**	121
	مولانا ابوالکلام آزاد ؒ ملک کی تقسیم کے مخالف تھے	129
15	**ادب لازوال نعمت ہے**	131
	اولاد کے لئے سب سے بڑا عطیہ تعلیم و تربیت	132
	اہل و عیال کی بابت آخرت میں سوال	133
16	**طالبان علوم نبوت کی قربانیاں**	135
	طلبِ علم کے لئے اکابر و اسلاف کی قربانیاں	136
	علم محنت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا	137
	مفتی کفایت اللہ صاحب ؒ اور شیخ محمد زکریا صاحب ؒ کی قربانیاں	138
	امام شافعی ؒ کی محبت اور شفقت	139
	اکابر کی قربانیوں کا نتیجہ	141
17	**صحابہ کرام ؓ طلبہ کے لئے مشعل راہ**	142
	نوجوان ہی کے ذریعہ اسلام کو سربلندی	144
	فاتح سندھ محمد بن قاسم ؒ	145
	ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس ؓ کی دینی خدمات	146
18	**دین کے لئے مجدد الف ثانی ؒ کی جدوجہد**	147
	مجدد الف ثانی ؒ کی ولادت باسعادت	148
	فساد کی اصل بنیاد	149
	ہندوستانی مسلمانوں پر عظیم احسانات	150

19	حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی خاص نصیحت	152
	سود کی تباہ کاریاں	157
20	اسلام کا نظریہ تعلیم وتربیت	159
	عمر بھر علم حاصل کرو	163
21	نیک لوگوں کی علامات	165
	تہجد گذاری	166
	صدقہ وخیرات کرنا	166
	نفل روزے رکھنا	167
	زہد فی الدنیا	167
	موت کی یاد	167
	نیک لوگوں کی علامتیں	168
22	مدارس کی اہمیت	169
	دنیا اولیاء اللہ کی وجہ سے ہی قائم ہے	171
	معاشی اور عصری علوم مدارس کے لئے سم قاتل	171
	مدارس سے مسلمانوں کو گہرا تعلق ہے	173
	امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ	174
	اخروی علوم ہی ذریعہ نجات	175

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ ''خواتین کیلئے منتخب تقاریر'' کا

انتساب

اس اہم شخصیت کے نام معنون کررہی ہوں جن کی آغوش میں پرورش پائی جن کی تربیت سے شعور وآگہی حاصل ہوئی۔ اور جنہوں نے زندگی کا ہر چھوٹا بڑا کام کرنے کا طریقہ سکھایا۔ جنہوں نے قلم پکڑنا سکھایا۔ جن کو دیکھ کر آج بھی میری آنکھیں خیرہ ہوجاتی ہیں۔ دل باغ باغ ہوجاتا ہے۔ جن کے طفیل معاشرہ میں عزت نصیب ہوگی اور جنہوں نے علم جیسی لازوال دولت سے نوازا وہ مہربان میری والدہ (امی جان) محترمہ الحاج شاہ جہاں سیما صاحبہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کا سایہ میرے پورے خاندان پر تادیر قائم ودائم رکھے۔ آمین!

امی جان کی ادنی بیٹی
قرۃ العین عرف فاطمہ عثمان
عالمی منزل شاہ گنج دہلی ۶
یکم فروری ۲۰۱۳ء
مطابق ۱۹؍ربیع الاول ۱۴۳۴ھ
بروز جمعہ بعد نماز عشاء

ارشادِ فاروقی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَآلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ

اصلاح وتربیت سے مزین ہونا ہر اولاد کا بنیادی حق ہے۔ اور آج کی مادہ پرست دنیا میں نیک ماؤں کا ہونا لازمی ہے۔ اور نیک مائیں اسی وقت بن سکتی ہیں جب کہ بچوں کی تربیت اور ان کی تعلیم پر خصوصی توجہ دے کر ان کو آنے والی نسل کے لئے تیار کیا جائے۔ ایسے ہی خطبات یعنی منتخب تقاریر کا مجموعہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ جس کو ترتیب دیا ہے عزیزہ ہمشیرہ قرۃ العین المعروف فاطمہ عثمان صاحبہ نے، یہ دراصل والد بزرگوار حبیب الامت عمت فیوضھم کے بیان پر مشتمل ''خواتین کیلئے منتخب تقاریر'' کا مجموعہ ہے میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ موصوفہ کی اس مبارک سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور عوام وخواص کیلئے نافع بنائے۔ موصوفہ اور ہم سب کیلئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین!

والسلام

ڈاکٹر محمد فاروق اعظم حبان قاسمی
نائب مہتمم دارالعلوم محمدیہ بنگلور
۱۰/مارچ ۲۰۱۳ء بروز اتوار

حروفِ فاطمی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہٖ الْکَرِیْم اَمَّا بَعْدُ

انسان کی زندگی ایک پانی کے بلبلے کی طرح ہے، لیکن اس بلبلہ میں اللہ تعالیٰ نے ایک ولولہ اور جذبہ رکھا ہے جو انسان کو فکر آخرت عطا کرتا ہے اور اپنے رب کے حضور حاضری کا تصور پیدا کرتا ہے اور یہی تصور عقیدہ اور ایمان کو مضبوط بنا دیتا ہے۔

بچپن میں والدین جیسی تربیت بچے کی کرتے ہیں وہ بڑا ہو کر اسی کے مطابق زندگی گذارتا ہے، میرے اور میری دیگر بہنوں پر اللہ رب العزت کا یہ خصوصی کرم رہا کہ ایسے والدین عطا ہوئے کہ جنہوں نے ہمیشہ فکر آخرت اور آخرت کی دائمی زندگی کا ایسا تصور ذہن میں بٹھا دیا کہ جس کا ادراک دن رات رہتا ہے۔ مسلمان کا عقیدہ ہے ''والقدر خیرہٖ وشرہٖ من الہ تعالیٰ والبعث بعد الموت'' یہ فکر امت کی بیٹیوں کو نصیب ہو جائے تو ہر گھر جنت کا نمونہ بن جائے۔ اس لئے کہ مسلمان کے لئے متاعِ خاص آخرت ہے اور دنیا متاعِ قلیل ہے۔

مسلم بچیوں کی تعلیم وتربیت کو مدنظر رکھتے ہوئے والد بزرگوار حضرت حبیب الامت عمت فیوضہم کے وعظ اور تقاریر کو جمع کرنے اور ترتیب دینے کی سعادت حاصل ہوئی، والدہ محترمہ نے اس کا نام ''خواتین کیلئے منتخب تقاریر'' تجویز فرمایا۔ اللہ تعالیٰ خوب خوب قبول فرمائے، آمین!

بارگاہِ ایزدی میں شکر گذار ہوں کہ مجھ جیسی حقیر اور کم علم سے اللہ تعالیٰ نے ایسا علمی کام لے لیا، اللہ تعالیٰ ریاکاری سے حفاظت فرمائے اور اس حقیر کاوش کو خواتین اور طالبات کے لئے نافع بنائے، میرے لئے اور میرے والدین کے لئے توشۂ آخرت بنائے، آمین یارب العالمین!

والدین کی حقیر بیٹی
قرۃ العین عرف فاطمہ عثمان
عالمی منزل شاہ گنج دہلی ۶
یکم فروری ۲۰۱۳ء
مطابق ۱۹؍ربیع الاول ۱۴۳۴ھ
بروز جمعہ بعد نماز عشاء

محدثۂ اوّل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ، اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ، اِقْرَاْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ، الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ، عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ مَا اَشْکَلَ عَلَیْنَا اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَدِیْثٌ قِطُّ نَسْئَالَنَا عَائِشَةَ اِلَّا وَجَدْنَا عِنْدَهَا مِنْهُ عِلْمًا.

محترم خواتین اسلام آج ہم اس معزز و محترم اور پاکیزہ خاتون کی سیرت کا تذکرہ چھیڑ کر اس محفل کو معطر کرنا چاہتے ہیں جس نے خواتین کا مرتبہ بہت بلند کیا اور احساس کمتری سے نکال کر احساس برتری عطا کیا اور اپنے عمل و کردار اور خداداد صلاحیت کے ذریعہ دنیا کے تمام انسانوں کو یہ باور کرا دیا کہ عورت بھی اگر اپنی پوشیدہ صلاحیتوں اور خوبیوں کو بروئے کار لائے تو ہزاروں مردوں پر فائق اور بھاری ہوسکتی ہے۔سب سے پہلے میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں ان لوگوں کے تاثرات پیش کر رہا ہوں جو حضرت عائشہ سے سب سے زیادہ قریب تھے اور جنکو علمی استفادہ کا بکثرت موقع ملا۔

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھانجے ہیں اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بکثرت روایتیں انہیں سے مروی ہیں وہ فرماتے ہیں مَارَأَیْتُ اَحَدًا اَعْلَمُ بِالْقُرْآنِ وَلَابِفَرِیْضَةٍ وَلَا بِحَرَامٍ وَلَابِحَلَالٍ وَلَابِفِقْهٍ وَلَابِشِعْرٍ وَلَابِطِبٍّ وَلَا بِحَدِیْثِ الْعَرَبِ وَلَانَسَبٍ مِّنْ عَائِشَةَ ۔ترجمہ میں نے کسی ایسے شخص کو نہیں دیکھا جو اللہ کی کتاب قرآن پاک اور فرائض کے بارے میں اور حلال و حرام اور فقہ کے بارے میں اور شعر اور طب کے بارے میں اور عربوں کے واقعات اور تاریخ کے بارے میں اور انساب کے بارے میں ہماری خالہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ علم رکھتا ہو۔

عطاء بن ابی رباح تابعی کا بیان ہے کہ کَانَتْ عَائِشَةُ اَفْقَهُ النَّاسِ اَعْلَمُ النَّاسِ وَاَحْسَنُ النَّاسِ رَأْیًا فِیْ الْعَامَّةِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی فقیہہ تھیں اور بڑی علّام اور عام لوگوں کی رائے انکے بارے میں بہت اچھی تھی کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وَاللّٰہِ مَارَأَیْتُ خَطِیْبًا قَطُّ اَبْلَغُ وَلَا اَفْصَحُ وَلَا اَفْطِنُ مِنْ

عَائِشَةَ خدا کی قسم میں نے کوئی خطیب نہیں دیکھا جو فصاحت و بلاغت اور فطانت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فائق ہو۔

صدیقہ رضی اللہ عنہ حرم نبوی میں

بعثت کے چوتھے سال پیدا ہوئیں جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سودہ بنت رفعہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کے تعلق بات کی اسی موقع پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے لیے بھی بات چیت کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بارہا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شکل و صورت خواب میں دکھلائی گئی تھی کہ یہی آپ کی دنیا و آخرت کی زوجہ اور شریکۂ دارین ہونگی پھر حضرت خولہ کا نکاح کیلئے پیش کش کرنا کہ یارسول اللہ آپ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کر لیجئے درحقیقت یہ عالم غیب میں جو فیصلہ ہو چکا تھا اسکے عمل میں آنیکا ذریعہ خولہ بنت حکم تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خولہ سے کہا کہ تم ہی میری طرف سے عائشہ کیلئے پیغام پہونچا دو جب انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام پہونچایا تو انہوں نے کہا کہ عائشہ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت میں منہ بولے بھائی کی بیٹی کی حیثیت حقیقی بھائی کی ہوا کرتی تھی تو خولہ بنت حکم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا کر عرض کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ میری حقیقی بھتیجی نہیں ہے اسلئے میرے نکاح میں آسکتی ہے،تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بڑے خوش ہوئے لیکن ایک رکاوٹ یہ تھی کہ جیران مطعم سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بات ہو چکی تھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ اسکو جا کر پہلے راضی کر لیں چنانچہ مطعم بن عدی کے مکان پر پہونچے اور کہا کہ تمہاری عائشہ کے بارے میں اب کیا رائے ہے؟ تو مطعم کی بیوی بھی پاس بیٹھی ہوئی تھی مطعم نے اپنی بیوی سے پوچھا تمہاری کیا رائے ہے تو اسکی بیوی نے کہا کہ

میں نہیں چاہتی کہ یہ بچی میرے گھر میں آئے کیونکہ جب وہ آئیگی تو اسلام کے قدم بھی میرے گھر میں آئیں گے اور میں اپنے باپ دادا کے مذہب کو چھوڑنا نہیں چاہتی ہوں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مطعم سے پوچھا کہ تمہاری کیا رائے ہے تو اس نے کہا کہ میری بھی وہی رائے ہے جو میری بیوی کی ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ لوٹے اور آپ ﷺ کو بلوا کر خطبۂ نکاح پڑھا۔

عائشہ نام، صدیقہ اور حمیراء لقب، ام المومنین خطاب، اور ام عبداللہ کنیت ہے، ہجرت سے تین برس قبل چھے سال کی عمر میں بیاہی گئیں، شوال ۱ھ میں ۹ برس کی تھیں کہ رخصتی ہوئی، ماہ ربیع الاول ۱۱ھ میں بیوہ ہوگئیں اور ۵۸ھ میں وفات پائی۔

آپ کی گوناگوں خوبیاں

اخلاق و کردار کی پاکیزگی، زہد وورع، جود وسخا، راست گفتاری، شیریں کلامی، فصیح وبلیغ طرز ادا، ژرف نگہی، دقیقہ سنجی، زبردست حافظہ، ملکۂ استنباطِ مسائل وحلِ مشکلات، مجتہدانہ بصیرت وعملی فیضان میں اپنے معاصرین سے ممتاز تھیں، علم تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، تصوف واخلاق، سیر وتاریخ اور شعر وادب ہر گوشہ وشعبۂ علم میں ائمہ فن آپ کی عبقریت وعظمت، اور جلالت وامامت کے معترف نظر آتے ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد محترم کا قبولِ اسلام

آپ کا بچپن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی آغوش میں گزرا جن کا دولت کدہ دور جاہلی اور ابتداء عہد اسلامی میں مادی وروحانی غذا کا مرکز تھا، حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دولت کدہ سے قریش دوگونہ صفاتِ

علم وطعام کی وجہ سے مانوس تھے، چنانچہ وہ جب اسلام لائے تو ان کے ساتھ جن کا اٹھنا بیٹھنا تھا وہ سب مسلمان ہوگئے (سیر اعلام النبلاء تالیف/علامہ شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۰/۲)

اہم مسائل میں صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین رجوع فرماتے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا شماران بلند پایہ راویان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں کیا گیا ہے جن کے سینوں میں احادیث رسول اللہ ﷺ کا ذخیرہ سب سے زیادہ محفوظ تھا، بکثرت فتوے ان سے منقول ہیں نیز وہ پیش آمدہ مسائل کے حل میں بہت ممتاز تھیں، چنانچہ علامہ علی ابن حزم اندلسی المتوفی سنہ ۴۵۶ھ ''الاحکام فی اصول الاحکام ۹۲/۵ پر رقم طراز ہیں: ''صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں جن سے بکثرت فتاویٰ منقول ہیں ان میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، ان کے فرزند عبداللہ رضی اللہ عنہ، حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ وہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں کہ اگر ان میں سے ہر ایک صحابی کے فتوے جمع کیے جائیں تو ایک ضخیم کتاب الفتاویٰ تیار ہوسکتی ہے۔

اسی مجتہدانہ صفت کی بنا پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرجع خلائق بنی ہوئی تھیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دینی امور میں ان سے مشورہ کرتے اور مشکل مسائل ان سے پوچھتے، ان کی رائے وفتوے پر عمل کرتے تھے، چنانچہ صحابی رسول حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے۔'' ہم اصحاب محمد ﷺ کے سامنے جب کوئی نیا مسئلہ آیا ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کے متعلق پوچھا، ان کے پاس علمی حل پایا۔ (الطبقات الکبریٰ لابن سعد ۶۵/۸)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نامور تلمیذ مسروق بن اجدع کا بیان ہے: ''میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرائض کے مسائل پوچھتے ہوئے بڑے بڑے صحابہ کو دیکھا

ہے۔(مسند احمد بن حنبل ۶/۶۷) خلیل الصفدی کی کتاب ''الوافی بالوفیات ۱۶/۵۹۷ میں امام زہری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن بلکہ جملہ خواتین کا علم اگر جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا علم سب سے افضل ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت بے مثال

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت علمی حیثیت سے بہت بلند اور جامعہ شخصیت تھی، عہد رسالت میں ایسی جامع حیثیت شخصیت کوئی نہ تھی، یہی وجہ ہے کہ تفسیر، حدیث، فقہ، کلام، تصوف واخلاق، سیر وتاریخ اور شعر وادب ہر شعبۂ علم میں ائمہ فن آپ کی گراں قدر معلومات اور افکار ونظریات سے بحث کرتے ہیں۔ جو ان کی عبقریت اور اسلامی علوم وفنون کی تاسیس میں ان کی مساعی جمیلہ کی شاہد وعدل ہے۔

خدمت حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حصہ

خدمت حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ بکثرت احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے روایت کرنے والوں میں حضرت ابو ہریرہؓ کے بعد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نام آتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کل تین ہزار تین سو ستر احادیث روایت کی گئی ہیں اوران کے تلامذہ سے زیادہ ہے، فرق یہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ممتاز مجتہدین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں شمار نہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی احادیث کی مجموعی تعداد دوہزار اکیاسی ہے۔ جب کہ صحاح ستہ میں روایت کرنے والے تلامذہ کی تعداد ۲۲۴ ہے ان میں سب سے زیادہ روایت کرنے والے مندرجہ ذیل تلامذہ ہیں۔

۱۔عروہ بن زبیر المتوفی سنہ ۹۳ھ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک ہزار پچاس احادیث روایت کی ہیں۔

۲۔اسود بن یزید بن قیس نخعی کوفی المتوفی سنہ ۷۵ھ نے ایک سو ستر احادیث روایت کی ہیں۔

۳۔ابراہیم بن یزید بن قیس نخعی کوفی المتوفی سنہ ۹۶ھ نے سات سو ستائیس حدیثیں روایت کی ہیں۔

۴۔قاسم بن محمد بن ابی بکر المتوفی سنہ ۱۰۶ھ نے ایک سو سینتیس حدیثیں روایت کی ہیں۔

۵۔عمرہ بن عبدالرحمٰن انصاریہ نے بہتر (۷۲) احادیث روایت کی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ذخیرۂ احادیث میں ایک سو چوہتر حدیثیں متفق علیہ ہیں۔ امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے انہیں اپنی کتاب کی زینت بنایا اور ۵۴ روایتیں ایسی ہیں جنہیں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں نقل کیا اور انہتر روایتیں ایسی ہیں جنہیں امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں نقل کیا ہے، اور بقیہ روایات سنن اربعہ میں منقول ہیں۔ (سیر اعلام النبلاء ۲/۱۳۹)

مکثرین صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین (بکثرت روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم) واکابر تابعین کم وبیش حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے شاگرد تھے۔ اس سے یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ قرآن وسنت کی اشاعت اور فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی تعلیم وتربیت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمات حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمات کے ہم پایہ ہیں۔ اس امر کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ خواتین میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تین خاتون شاگردوں سے بڑھ کر کوئی عالمہ نہ تھیں چنانچہ مورخ کبیر حافظ ابن کثیر ''البدایہ والنہایہ ۸/۹۲'' میں رقمطراز ہیں:

عورتوں میں انکی (حضرت عائشہ کی) شاگردوں میں عمرہ بنت عبدالرحمٰن، حفصہ بنت سیرین، اور عائشہ بنت طلحہ رضی اللہ عنہن سے زیادہ علم رکھنے والی کوئی اور خاتون نہ تھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خصوصیت یہ بھی ہے کہ انہوں نے اپنے معاصرین پر علمی گرفتیں کیں، ان کی تصحیح کی، ان پر استدراک کیا، چنانچہ مورخ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ''ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بعض مسائل میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مفرد ہیں جو ان کے سوا کسی اور کے پاس نہیں مل سکتے، ان کے بعض مختار مسائل ہیں جن میں وہ منفرد ہیں۔

روایات عائشہ رضی اللہ عنہا پہلی صدی ہجری میں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات پہلی صدی ہجری میں قید تحریر میں آ گئی تھیں، چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جن کا دور خلافت ۹۹ تا ۱۰۱ھ ہے قاضی مدینہ ابوبکر بن محمد بن حزم المتوفی سنہ ۱۱۷ھ کو فرمان بھیجا تھا کہ جو ذخیرہ حدیث بروایت عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاریہ المتوفی ۹۸ھ ''عن عائشہ'' آپ کے پاس محفوظ ہے قلمبند فرما کر ارسال فرمائیں، اسی طرح کا فرمان قاسم بن محمد ۱۰۷ھ کو بھیجا تھا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے تلامذہ کی کثرت پھر تلامذہ کی جلالت قدر روشان تفقہ واجتہاد اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایات کی کتابی صورت میں تدوین کا راز یہ تھا کہ انہوں نے رسالت مآب ﷺ کے پاکیزہ علم سے اپنے قلب ونظر کو ایسا منور کیا تھا کہ اس سے روشنی حاصل کرنے کا ہر محدث وفقیہ محتاج، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عظمت وجلالت علمی ان کی شہرت وقبولیت کی ایک بڑی وجہ یہی علم تھا چنانچہ علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسالت مآب ﷺ سے بہت زیادہ پاکیزہ و بابرکت علم نقل کیا ہے''۔

ان ہی وجوہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت وبرتری سب پر عیاں ہے صحیحین میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: مردوں میں بہت کامل ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ کے سوا کوئی کامل نہیں ہوئی، عورتوں پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت بقیہ کھانوں پر۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خصوصی امتیازات

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مندرجہ ذیل ایسی خصوصیات حاصل تھیں جن میں امت میں کوئی ان کا سہیم وشریک نہیں۔ چنانچہ وہ فرماتی تھیں:

۱۔ فرشتہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں میری تصویر لے کر حاضر ہوا۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا جب میں سات برس کی تھی۔

۳۔ میں نو برس کی عمر میں آپ ﷺ کے حرم میں داخل ہوئی۔

۴۔ باکرہ خواتین میں مجھ سے شادی ہوئی اور کسی سے نہیں۔

۵۔ رسالت مآب ﷺ جب میرے ساتھ استراحت فرماتے میرے لحاف میں وحی آتی تھیں۔

۶۔ میں خواتین وازواج مطہرات میں آپ ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھی۔

۷۔ میری وجہ سے امت کو تیمّم کی رخصت ملی۔

۸۔ جبریل امین کو میں نے دیکھا۔

۹۔ میری پاک دامنی وبرأت میں دس قرآنی آیات نازل ہوئیں۔

(الحاکم النیسابوری ۴/۱۰)

اس کے علاوہ چند اور بھی فضیلتیں اور امتیازات آپ کو حاصل تھے۔

۱۰۔انہیں اپنی باری میں دو دن ملے تھے اس لئے کہ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اپنی باری کا دن بھی انہیں دے دیا تھا۔

۱۱۔رسالت مآب ﷺ نے انتقال کے وقت مسواک کرنا چاہی تو آپ رضی اللہ عنہا نے اسے چبا کر نرم کر کے سرکار دو عالم کے دہن مبارک میں رکھا، اس طرح دام واپسیں آپ ﷺ کے لعاب دہن کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا لعاب دہن یکجا ہوا۔ (البدایہ والنہایہ ۹۲/۸)

۱۲۔رسالت مآب ﷺ کی وفات بھی ان ہی کی باری کے دن ہوئی تھی۔

۱۳۔ان ہی کے حجرہ میں آپ ﷺ کی تدفین ہوئی۔

۱۴۔آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے آغوش (بین سحری ونحری) میں انتقال فرمایا۔

۱۵۔وہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئیں، ماں باپ دونوں اسلام کی دولت سے سرشار تھے، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن میں یہ امتیاز بھی آپ ہی کو حاصل تھا۔

۱۶۔رسالت مآب ﷺ کی وفات کے دن ان کا گھر فرشتوں سے معمور تھا۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل ومناقب

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کو بے پناہ محبت اور لگاؤ بھی تھا ایک مرتبہ آپ ﷺ ارشاد فرمایا کَمُلَ مِنَ الرِّجَالِ کَثِیْرٌ وَلَمْ یَکْمُلْ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَرْیَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ وَاٰسِیَةُ اِمْرَاۃُ فِرْعَوْنَ وَفَضْلُ عَائِشَةَ عَلَی النِّسَاءِ کَفَضْلِ الثَّرِیْدِ عَلٰی سَائِرِ الطَّعَامِ مردوں میں تو بہت لوگ درجہ کمال کو پہونچے ہیں مگر عورتوں میں صرف مریم بنت عمران اور فرعون کی بیوی آسیہ ہی کامل ہوئی ہیں اور عائشہ کی فضیلت تمام عورتوں پر ایسی ہے جیسے کہ تمام کھانوں میں ثرید۔

تمام صحابہ کرام بھی اس بات کو بخوبی جانتے تھے کہ آپ ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بڑی محبت فرماتے ہیں اسی واسطے جب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی باری آتی تو صحابہ کرام بکثرت ہدایا تحائف آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے چونکہ ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے دو گروہ تھے ایک گروہ میں حضرت عائشہ صدیقہ، حفصہ، صفیہ، سودہ رضی اللہ عنہن اور دوسرے گروہ میں حضرت ام سلمہ اور دیگر ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن تھیں تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گروپ کی عورتوں نے ام سلمہ سے کہا کہ آپ ﷺ سے کہہ دیں کہ صحابہ کرام سے فرمادیں کہ اگر کوئی ہدیہ بھیجنا چاہے تو آپ جہاں کہیں بھی ہوں ہدیہ بھیجدیا کریں تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم مجھے عائشہ کے بارے میں اذیت مت دو یہ عائشہ ہی کی خصوصیت ہے کہ انہیں کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل ہوتی ہے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا اے اللہ کے رسول میں اللہ کے حضور آپ کو اذیت دینے سے توبہ کرتی ہوں پھر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی گروہ والی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن نے آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اسی عرض کیلئے آپ ﷺ کے پاس بھیجا چنانچہ انہوں نے بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وہی عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے بیٹی کیا تم اس سے محبت نہیں کرتی جس سے مجھے محبت ہے؟ عرض کیا کیوں نہیں آپ جس سے محبت کرتے ہیں اس سے ضرور محبت کرونگی آپ ﷺ نے فرمایا فَاَحِبِّیْ هٰذِهٖ تم اس عائشہ سے محبت کرو یہ ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مختصر سی سیرت انکی سیرت کو بیان کرنے کیلئے تو چند گھنٹے کیا کئی گھنٹے چاہئیں صرف انکی علمی خدمات پر اگر روشنی ڈالی جائے تو کئی کتابیں تصنیف کی جاسکتی ہیں دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ سب خواتین کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی سیرت مبارکہ پر عمل کر نیکی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ☆

علوم وفنون میں عورتوں کا حصہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہٗ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ. بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُوْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَاتَوَلّٰی وَنُصْلِہٖ جَھَنَّمَ وَسَائَتْ مَصِیْرًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ. اَوْکَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

’’جس شخص کے ساتھ اللہ خیر کا ارادہ کرتے ہیں اسکو دین کی سمجھ عطا فرما دیتے ہیں‘‘

محترم ماؤں اور خالاؤں، آج ’’علوم وفنون میں عورتوں کا حصہ‘‘ اس موضوع پر کچھ باتیں آپ تمام کے گوش گذار کرنا چاہتی ہوں سب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ علم کسی کی جاگیر اور میراث نہیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ ہے اَلْعِلْمُ لَایُعْطِیْکَ بَعْضَہٗ اِلَّا اِذَا اَعْطَیْتَہٗ کُلَّکَ فَاِنْ اَعْطَیْتَہٗ کُلَّکَ فَاَنْتَ مِنْ اَنْ یُّعْطِیْکَ بَعْضَہٗ عَلٰی خَطَرٍ علم اپنا تھوڑا سا حصہ بھی نہیں دے سکتا جبکہ اپنا پورا اسے نہ دیدو پھر جب اپنا پورا اسے دیدو گے تو امکان ہے کہ اپنا کچھ حصہ تمہیں دیدے۔ علم حاصل کرنے اور اس میں مہارت پیدا کرنے کیلئے مرد وعورت کی کوئی تخصیص نہیں ہے ارشاد نبوی ہے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے بعض روایتوں میں مسلم کے ساتھ مسلمة کا اضافہ بھی ہے مگر وہ ضعیف ہے جو حکم مردوں کیلئے ہے وہی حکم عورتوں کیلئے بھی ہے اسکے لئے الگ الفاظ لانے کی ضرورت نہیں ہے۔

تاریخ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح مردوں نے علوم وفنون میں مہارت پیدا کیں اور چہار دانگ عالم میں اپنے علم وفن کا سکہ بٹھایا تو عورتوں نے بھی بڑی حد تک اس عظیم فریضہ کو انجام دیا اور خیر القرون کی عورتوں کا تو کیا کہنا ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عورتوں کی بہت سے مردوں پر اپنی فقاہیت وذہانت اور خداداد صلاحیت میں فائق وبرتر تھیں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم صحابہ کرام جب کسی مسئلہ میں الجھ جاتے تھے اور حل نہیں ہوتا تھا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاتے تھے اور اس مسئلہ کا حل ضرور وہاں پاتے تھے اس معنی کر وہ تمام امت کی استانیہ ہوئیں اور بعد کے ادوار میں بھی عورتوں نے علوم وفنون میں اہم رول ادا کئے۔

علم وفضل میں عورتوں کے کارنامے

حضرت علی میاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علم کے سلسلہ میں مجھے افسوس ہے کہ فضلائے امت کی تو سیکڑوں تاریخیں ہیں، مگر فاضلات کی تاریخ بہت کم لکھی گئی ہے، اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہمارے مورخین کو، سوانح نگاروں کو جیسے ابن خلکان، **طبقات الشافعية الكبرى، طبقات حنابله** وغیرہ، انہوں نے عورتوں کو بالکل نظر انداز نہیں کیا، بلکہ ادبی تاریخوں میں ان کے نام آتے ہیں، صرف یہی ایک مثال دیتا ہوں شاید بہت سے لوگوں کیلئے انکشاف ہو، یعنی خواتین کی علمی کوششوں، علمی جدوجہد، علمی، ذوق وشوق اور شغف کی کامیابی کی ایک ایسی روشن مثال ہے جس سے آدمی پر ایک تحیر قائم ہوجاتا ہے، آپ سے پوچھوں کہ قرآن مجید کے بعد اسلام کے پورے کتب خانہ اور اس پورے علمی ذخیرہ میں جو رسول اللہ ﷺ کے صدقہ میں اس امت کو عطا ہوا ہے اس کی بنیاد ''عَلَّمَ بِالْقَلَمِ'' کی وحی سے پڑی ہے، اس کے قلم کی حرکت سے جو دنیا میں بے نظیر کتب خانہ تیار ہوا، اس میں کتاب اللہ کے بعد کسکا درجہ ہے؟ تو صحیح جواب ہوگا کہ صحیح بخاری کا درجہ ہے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ صحیح بخاری ہمارے ہندوستان میں ہر مدرسہ کیلئے معیار فضیلت ہے، اس کو علماء نے اصح کتاب بعد کتاب اللہ کہا ہے، اللہ کی کتاب کے بعد صحیح ترین کتاب، بخاری ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ نے صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے متعلق ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں لکھا ہے۔ مَنْ كَانَ يُهَوِّنُ شَانَهٗ فَهُوَ مُبْتَدِعٌ مُتَّبِعٌ غَيْرِ سَبِلِ الْمُؤْمِنِيْنَ جو انسان دونوں کتابوں کی تحقیر کرے اور دونوں کیساتھ خفاف کا معاملہ کرے ان کے لئے تنقیص کا کوئی لفظ استعمال کرے، یا اس کی اہمیت گھٹائے وہ مبتدع اور غیر سبیل المومنین کا متبع ہے اور اس نے مؤمنین کا راستہ چھوڑ دیا ہے۔

اور ایسے شخص کا ٹھکانہ جہنم ہے ارشاد ربانی ہے وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَاتَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآئَتْ مَصِيْرًا۔ اور جس کے ہدایت واضح ہوچکی اس کے بعد بھی رسول کی مخالفت کی اور مومنین کے راستہ کے علاوہ کوئی راستہ تلاش کیا تو ہم اسکو جو کچھ کررہا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کردیں گے اور جہنم برا ٹھکانا ہے اور جناب نبی کریم ﷺ نے فرمایا لَنْ تَجْتَمِعَ اُمَّتِیْ عَلَی الضَّلٰلَةِ میری پوری امت کبھی بھی ضلالت وگمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی ہے کہ ساری امت ہی گمراہی کے عمیق غار میں جاگرے بلکہ ایک بہت بڑا طبقہ مسلمانوں کا ایسا رہیگا جو ہمیشہ حق کا علمبردار اور دین کا فدائی و شیدائی رہیگا اور اس طبقہ کی اتباع وپیروی میں ہمارے لئے نجات اور کامیابی ہوگی اس آیت کریمہ اور حدیث شریفہ سے اجماع امت کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے صحابیات کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلیں اور دوسروں کو بھی اسی طرف راغب کریں۔

فن حدیث میں عورتوں کا درجہ

آج ہمارے مدارس میں بخاری شریف پڑھائی جاتی ہے اور پڑھائی جائے گی، آپ کے علم میں ہے کہ وہ بخاری شریف کس کی روایت سے ہے؟ وہ کریمہ کی روایت ہے، شیخ الہند حضرت مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے جو بخاری شریف پڑھی اور پڑھائی، اور شیخ حسین بن محسن انصاری نے بھوپال میں درس دیا، اور شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ جو بخاری شریف پڑھاتے رہے وہ کریمہ کی روایت ہے، ایسی مثال کوئی امت پیش کرسکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جیسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کی کوششوں کو بارآور کیا اور آج دنیا میں ان کا نام باقی ہے، ویسے ہی ان کی تلمیذات کی کوششوں کو کچھ زیادہ بارآور کیا، اور یہ چیز ہمارے اسلامی معاشرہ میں آخر تک باقی رہی۔

اگر کوئی کرنے پر آئے تو سب آسان ہے

غور کرنے کی بات ہے کہ آخر وہ بھی تو خواتین ہی تھیں انہوں نے حدیث کی وہ خدمات انجام دیں کہ آج تک لوگ اس سے مستفید ہو رہے ہیں اور افسوس ہے ہم پر کہ ہم کو کھانے پکانے اور گھر کے کام کاج سے فرصت ہی نہیں ملتی ہے کیا وہ گھر کے کام کاج نہیں کرتی تھیں کیا انکے لڑکے بچے اور شوہر نہیں تھے کیا اپنے بچوں کی تربیت نہیں کرتی تھیں سچ تو یہ ہے کہ ہم سے اچھی طرح وہ ہر کام کو انجام دیتی تھیں اور انکی تربیت ہی کا نتیجہ تھا کہ لڑکے لائق اور ہونہار پیدا ہوتے تھے دین کے خادم اور اسلام کے شیدائی ہوا کرتے تھے اور ہماری تو خود ہی تربیت نہیں تو بچوں کی تربیت کہاں سے کریں گے لیکن یہ سب نہ کرنے کی باتیں ہیں اگر آدمی کرنے پر آئے تو سب کچھ آسان ہے اور اگر نہ کرنا چاہے تو اسکے لئے ہزار بہانے ہیں اگر پہلے زمانہ میں خواتین ہر میدان میں اہم رول ادا کرتی تھیں تو آج بھی کرسکتی ہیں پہلے محدثہ ہوتی تھیں تو آج بھی ہوسکتی ہیں پہلے فقیہ ہوتی تھیں تو آج بھی ہوسکتی ہیں پہلے شاعرہ اور ادیبہ ہوا کرتی تھیں تو آج بھی کوئی مشکل نہیں لیکن اسکے لئے محنت اور کوشش شرط اول ہے۔

جہاد میں عورتوں کی خدمات

عورتوں کی شجاعت اور ہمت کی ایک مثال دینا چاہتا ہوں، آپ سب نے مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن زبیر ؓ کا نام سنا ہوگا۔ حضرت زبیر ؓ بن عوام جو صحابی جلیل ہیں اور عشرہ مبشرہ میں ہیں، ان دس خوش قسمت افراد میں ہیں، جن کا نام لے کر رسول ﷺ نے بشارت دی، ان کے صاحبزادہ حضرت عبداللہ بن زبیر ؒ

بڑے علامہ، بڑے فقیہ اور بڑے بہادر تھے، انہوں نے عبدالملک بن مروان کا مقابلہ کیا، اس کی حکومت نہج نبوت سے ہٹ گئی تھی تو آپ نے کوشش کی کہ اس کو منہاج نبوت پر لے آئیں، اور ان کا عبدالملک بن مروان کے گورنر حجاج بن یوسف ثقفی سے سخت مقابلہ ہوا اور وہ شہید ہوئے، اس نے عبداللہ بن زبیر ؒ کو پھانسی پر لٹکا دیا اور کہا کہ جب تک ان کی ماں سفارش نہیں کریں گی، انہیں نہیں اتاروں گا، عبداللہ ابن زبیر ؒ صحابی ہیں ان کی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر ؓ ذات النطاقین خلیفہ اول حضرت ابوبکر ؓ صدیق کی صاحبزادی ہیں، لوگوں سے یہ منظر دیکھا نہیں جاتا تھا، آنکھوں میں آنسو آجاتے تو کیا معنی، لوگ تڑپ تڑپ کر روتے تھے، مجبور ہوکر ان کی والدہ صاحبہ کے پاس آئے اور کہا، خدا کے لئے ہم پر رحم کھایئے، آپ کی ہمت میں تو کوئی فرق نہیں، کوئی فقرہ تو ایسا کہہ دیجئے، جس سے ہم یہ منظر دیکھنے سے محفوظ ہوجائیں، تو آپ جانتے ہیں کہ اللہ کی اس شیرنی نے، اللہ کی اس بندی نے کیا فقرہ کہا، اَلَمْ یَاْنِ لِهٰذَا الْفَارِسِ اَنْ یَتَرَجَّلَ'' کیا اس شہ سوار کے لئے ابھی وقت نہیں آیا ہے کہ وہ پیدل ہوجائے؟

کن لفظوں میں کہا، اس وقت بھی ان کی فراست، بہادری اور شجاعت کہ کیا ابھی اش شہ سوار کیلئے وقت نہیں آیا ہے کہ گھوڑے سے اترے، حجاج بھی انتظار میں تھا، اس کو بھی لعنت پڑ رہی تھی اور اس نے اس کو بہانہ بنالیا اور اتارنے کا حکم دیا۔

حضرت خنساء ؓ کا صبر و استقامت

آپ نے حضرت خنساء ؓ کا نام سنا ہوگا، عربی زبان کی لازوال اور غیر فانی شاعرات میں سے ہیں، ان کے دو بھائیوں کا انتقال ہو گیا تھا، ان کیلئے ایسے دلدوز مرثیے کہے کہ ان مرثیوں کی نظیر عربی مراثی ہی میں نہیں بلکہ عالمی مراثی کے

ذخیرہ میں ملنا مشکل ہے، میں عربی ادب کا طالب علم ہوں اس کو پڑھا ہے یاد کیا ہے،ان کا یہ واقعہ اسلام سے پہلے کا ہے، حضرت خنساء رضی اللہ عنہا جب اسلام لے آئیں، تو دیکھئے اسلام نے نفسیات میں کیا انقلاب کردیا کہ اللہ کی اس بندی نے اپنے بھائیوں پر رونا شعار بنالیا تھا، اور ایسے ایسے مرثیے کہے تھے کہ سننے والا رونے لگتا تھا، اوران کی شاعری اسی پر مرکوز ہوگئی تھی، لیکن بہرحال بھائی اور بیٹے میں فرق ہوتا ہے، بیٹا جگر کا ٹکڑا ہوتا ہے، ہزار بھائی سے محبت، لیکن بیٹا تو جسم کا ایک جزو ہوتا ہے، ایک غزوہ کے موقع پر اپنے بیٹوں کو بلایا اور ایک ایک کو رخصت کیاا اور کہا، بیٹا پیٹھ نہ دکھانا، میں نے اسی دن کیلئے تم کو دودھ پلایا تھا، اس کے بعد ایک ایک کی شہادت کی خبر سنتی رہیں، اور جب آخری بیٹے کی شہادت کی خبر سنی تو ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَکْرَمَنِیْ بِشَهَادَتِهِم'' اے خدا تیرا شکر ہے کہ تو نے ان کی شہادت سے مجھے سرفراز فرمایا اور اس سے عزت بخشی۔

آج بھی عورتیں اپنے ماضی کو زندہ کرسکتی ہیں

آج بھی جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کرسکتی ہیں انداز گلستاں پیدا

میری پیاری بہنو! آج بھی ہم اپنی ماضی کو دہرا سکتے ہیں وسائل کی کمی نہیں کتابوں کی فراہمی ہے کھانے پینے کی سہولیات ہیں رہنے سہنے کا معقول نظم ہے ارادے اور محنت کی ضرورت ہے اپنے اندر سے کم ہمتی اور احساس کمتری کو نکالدینے کی ضرورت ہے انسان کیلئے کوئی کام مشکل نہیں ہے شاعر کہتا ہے۔ ے

اولوالعزمان دانشمند جب کرنے پہ آتے ہیں
سمندر پاٹتے ہیں کوہ سے دریا بہاتے ہیں

آپ آگے پڑھیں عزم وارادہ لے کرانہیں کون سا ایسا کام ہے جو انسان نہ کرسکے اپنے ماضی سے سبق سیکھیں ماضی کو کبھی فراموش نہ کریں ماضی میں کیسی کیسی علم وفن کی ماہر خواتین گذری ہیں جنھوں نے دین اسلام کی عظیم خدمات انجام دیں مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی ماں قرآن کی حافظہ تھیں اور انکی بہن امۃ اللہ تسنیم جنہوں نے کئی ایک کتابیں تصنیف کی ہیں اردو ادب کی اچھی واقف کار اور شاعرہ تھیں اور حدیث کی کتاب ریاض الصالحین کا اردو میں ترجمہ بھی کیا جسکو سعودعرب شائع کررہا ہے یہ تو بالکل قریب زمانہ کی مثال ہے اللہ نے آپ کو بھی بڑی صلاحیتوں سے نوازہ ہے اسکی قدر کیجئے کاہلی اور سستی کو پاس نہ آنے دیجئے جس سے جس قدر ہوسکے خدمت دین کو اپنے لئے باعث فخر وافتخار اور سعادت عظمیٰ سمجھکر اسے پورے انہماک کے ساتھ انجام دینے کی کوشش کریں اللہ تعالیٰ آپ کو خدمت دین کیلئے قبول فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

نکاح کی فضیلت اور احکام

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o فَانْکِحُوْ مَا طَابَ لَکُمْ مِنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ o صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

معزز خواتین اسلام رسول اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے زمانہ جاہلیت میں مرد وعورت کے باہمی ملاپ اور تعلق کے بہت سے طریقے رائج تھے جن میں بعض بڑے ہی گندے اور شرمناک بھی تھے ان میں صرف ایک طریقہ صحیح اور درست تھا آپ ﷺ نے اس کی اصلاح فرما کر باقی تمام طریقوں کو باطل قرار دیا اور سنگین

جرم اور گناہ قرار دیا مرد وعورت کے باہمی تعلقات کا نام نکاح ہے آپ ﷺ نے نکاح پر زور دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اس امت میں رہبانیت نہیں اس کیلئے رہبانیت جہاد ہے رہبانیت کا مطلب یہ ہے کہ ہر چیز سے الگ تھلگ ہو کر جنگل وبیابان میں آدمی چلا جائے اور وہاں جا کر اللہ کی عبادت کرے اور دنیا ومافیہا سے لاتعلق ہو جائے مذہب اسلام اسکی اجازت نہیں دیتا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تَزَوَّجُوا الْوَدُوْدَ الْوَلُوْدَ ایسی عورتوں سے نکاح کرو جو شوہروں سے خوب محبت کرنیوالی ہوں اور خوب بچے جننے والی ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت پر فخر کرونگا خواہ ناقص بچہ ہی کیوں نہ ہو۔

شادی اور نکاح کا ایک اہم مقصد حصول اولاد ہے اولاد کی قدر وہی لوگ جانتے ہیں جن کی کوئی اولاد نہیں جب آدمی بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھتا ہے اور اسکے قویٰ کمزور ہو جاتے ہیں تو یہی اولاد اور اسکی بیوی ہی اسکا سہارا بنتی ہے اگر آدمی نکاح نہ کرے تو اس کو ذہنی انتشار اور پریشانیوں سے دو چار ہونا پڑتا ہے اور طرح طرح کے گندے خیالات ذہن میں آتے رہتے ہیں جو بسا اوقات گناہ اور گندے کاموں پر اس کو آمادہ اور برانگیختہ کرتے ہیں کیونکہ ساری ہی جاندار مخلوقات کے اندر اللہ تبارک وتعالیٰ نے خواہشات رکھی ہیں اور اسی کو ذریعہ بنایا گیا ہے توالد وتناسل کا انسان چونکہ اشرف المخلوقات ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ہاتھوں سے اسے پیدا فرمایا تو اسکو بقیہ مخلوق پر اعزاز وبرتری بھی حاصل ہے اس لئے انسانوں کے باہمی ملاپ اور تعلق کے کچھ وصول وضوابط بھی مقرر کر دیئے گئے تاکہ دیگر مخلوقات اور حیوانات کی طرح یہ اپنی خواہش کی تکمیل نہ کرے۔

نکاح میری سنت ہے

اسلام نے شادی کو خاندان و معاشرے کی تاسیس کی بنیاد قرار دیتا ہے اور اسے انسان کی جنسی فطرت کی تسکین کا سب سے بہتر ذریعہ بنانا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَھُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّیَّۃً تم سے پہلے بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے انکو بیوی اور بچوں والا بنایا نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا چار چیزیں انبیاء کی سنت رہی ہیں جن میں سے ایک نکاح بھی ہے آپ ﷺ نے اسے نصف دین قرار دیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب بندہ شادی کر لیتا ہے تو اس طرح گویا وہ اپنے دین کو مکمل کر لیتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَاَنْکِحُوا الْاَیَامٰی مِنْکُمْ اور تم میں سے جو بے نکاح ہوں انکا نکاح کر دو، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نوجوان کی عبادت اس وقت مکمل ہوتی ہے جب وہ نکاح کر لے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا نکاح میری سنت ہے جو شخص میرے دین سے محبت رکھے اسے چاہیے کہ وہ میرے طریقے پر چلے اسلئے نکاح بہت ہی اہم اور ضروری چیز ہے۔

غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ اسلامی معاشرے کا دار و مدار خاندان پر ہے اور خاندان کی ابتدا نکاح سے ہوتی ہے، اس کے ذریعہ ایک مرد کسی کا باپ بنتا ہے اور کسی کا بیٹا، اسی کے ذریعہ ایک عورت کسی کی بیٹی اور بیوی بنتی ہے اور کسی کی ماں، چچی اور خالہ بنتی ہے، غرض سارے رشتے نکاح کے ذریعہ وجود میں آتے ہیں اس لئے یہ رشتہ جتنا پاکیزہ اور دین واخلاق کا حامل ہوگا اسی اعتبار سے اچھا اور پاکیزہ خاندان بنے گا قرآن نے اچھے جوڑے کے انتخاب کا حکم دیا ہے، اور نبی کریم ﷺ نے اس کی مزید وضاحت فرمائی ہے۔

نکاح کے ارکان وشرائط اور لغوی تشریح

نکاح کے لغوی معنی عَقْدُ التَّزْوِیْجِ یعنی ''زوجیت کا معاہدہ'' ہے اور بیوی سے جماع کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔

نکاح کی تعریف اور اس کے اسلامی معنی: شادی کے معنی خوشی اور طبعی سکون کے ہیں اور نکاح سے وہ عقد مراد ہے جو توالد و تناسل کے جواز کے لئے شرعی ضابطے کے مطابق عمل میں آئے اسی طرح زوجین کے درمیان ایسا عہد و پیمان، جس میں ایک دوسرے سے لطف اندوز ہونے کے ساتھ شریف خاندان اور پاکیزہ ماحول کی تشکیل کی نیت ہو، اسے بھی اصطلاح شرع میں نکاح کہتے ہیں۔

اسی وجہ سے وہ نکاح شرعی نہ ہوگا جس میں صرف لطف اندوزی کا ارادہ ہو، بلکہ نکاح کو شرعی بنانے کے لئے شریف وصالح خاندان کی تشکیل اور پاکیزہ وصاف ستھرا ماحول و معاشرہ کا وجود پیش نظر ہو۔

ارکان نکاح: عقد نکاح کیلئے ایجاب وقبول کا ہونا ضروری ہے، ایجاب وقبول (بمعنی عاقدین کی رضامندی اور منظوری کا زبان سے اظہار) نکاح کے رکن ہیں۔

شرائط نکاح: عقد نکاح کے منعقد ہونے اور تشکیل پانے کے لئے کچھ شرطیں ہیں، اگر ان شرطوں میں سے کوئی شرط موجود نہ ہوگی تو نکاح منعقد نہ ہوگا۔

(۱) ہم دین یعنی مرد اور عورت کا ایک مذہب اسلام میں ہونا ضروری ہے البتہ مسلمان مرد کا نکاح کتابیہ عورت (یہودی یا عیسائی) سے جائز ہے۔

(۲) ایجاب وقبول کا ایک مجلس ہونا ضروری ہے یعنی ایجاب وقبول کے درمیان ایسا کوئی کام نہ ہو جس سے ایجاب وقبول کا غیر اہم اور نا منظور ہونا سمجھا جائے۔

(۳) ایجاب وقبول کرنے والوں کا عاقل ہونا ضروری ہے۔

(۴) ایجاب وقبول کے وقت کم از کم دو مسلم عاقل و بالغ گواہوں کی موجودگی ضروری ہے، اور وہ دونوں گواہ ایک ساتھ ایجاب وقبول کو سنیں اور سمجھیں، دونوں گواہ مرد ہوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں، اور وہ گواہ عاقدین سے واقف ہوں۔

(۵) یہ ضروری ہے کہ عاقدین میں سے کسی میں شرعی طور پر عدم قابلیت نہ پائی جائے مثلاً عورت محرمات میں سے نہ ہوں۔

(٦) نکاح صرف انسان مرد اور انسان عورت کے درمیان ہوسکتا ہے، انسان کا نکاح دوسری مخلوق مثلاً جن کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔ اس طرح مرد کا نکاح مرد کے ساتھ یا عورت کا نکاح عورت کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔

(۷) عقد نکاح میں عورت کے مہر کی صراحت ہونی چاہیے۔ اگر مہر کی صراحت نہیں کی تب بھی مہر مثل لازم ہوجائے گا۔

(۸) نکاح کسی مدت اور وقت کے ساتھ مقید نہ کیا جائے ورنہ نکاح منعقد نہ سمجھا جائے گا۔

مہر کی اہمیت

عورت کا مہر بہت ہی اہم چیز ہے جسکی طرف آج کل کے لوگوں کا ذہن ہی نہیں جاتا ہے قبل از بعثت جو بہت سارے طریقے رائج تھے تو ان میں جو شریفانہ طریقہ مروج تھا اس میں مہر کو لازم اور ضروری قرار دیا جاتا تھا۔ البتہ رسول اکرم ﷺ نے مہر کیلئے کوئی خاص مقدار متعین نہیں فرمائی ہے کیونکہ نکاح کرنیوالوں کے حالات مختلف ہوتے ہیں بعض بہت مالدار اور بعض بہت مفلس و نادار ہوتے ہیں خود آپ ﷺ نے اپنی صاحبزادیوں کا مہر پانچ سو درہم یا اس کے قریب مقرر فرمایا اور آپ ﷺ کی اکثر ازواج مطہرات کا بھی یہی مہر تھا مہر کی کسی خاص مقدار کو لازم

اور ضروری نہیں قرار دیا گیا البتہ قرآن وحدیث کی ہدایات سے پتہ چلتا ہے کہ مہر ایک فرضی اور رسمی چیز نہیں بلکہ شوہر کے ذمہ اسکی ادائیگی لازم اور ضروری ہے، ہاں اگر بیوی خود ہی نہ وصول کرنا چاہے تو الگ بات ہے قرآن پاک میں صراحۃ ارشاد ہے۔ اِلَّآ اَنْ یَّعْفُوْنَ مگر یہ کہ عورتیں مہر معاف کردیں تو شوہر کے ذمہ سے ادائیگی ساقط ہوجاتی ہے اور مہر کی ادائیگی کیلئے دوسری جگہ ارشاد ہے وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً اپنی بیویوں کے مہر خوشدلی سے انکوادا کرو اسلئے نکاح مہر کے بغیر نہیں ہونا چاہیے کیونکہ یہ ضروری ہے۔

نکاح کا اثر

شرعی ضابطہ کے مطابق ہونے والے نکاح کا اثر یہ ہوتا ہے کہ:

(۱) متعاقدین کا جنسی تعلق جائز قرار پاتا ہے۔

(۲) زوجہ کو نفقے (ضروریات زندگی) اور مہر کا حق حاصل ہوتا ہے۔

(۳) ان سے جو اولاد ہوتی ہے وہ ان کی جائز اولاد ہوتی ہے۔

(۴) قرابت کے تعلق سے جانبین کے لئے محارم کی رعایت لازم آتی ہے۔

(۵) جانبین کو استحقاق وراثت حاصل ہوتا ہے۔

اسکے علاوہ نکاح کے بیشمار فوائد ہیں سکون محبت اور رحمت وشفقت انسان کتنا ہی بڑا سرمایہ دار اور دولت وثروت کا مالک کیوں نہ بن جائے، بادشاہوں کے محلات میں ہی قیام کیوں نہ کرنے لگے مگر اسکو گھر کا سکون ہر وقت ستاتا ہے اور ہمیشہ اسکو یہ فکر دامن گیر رہتی ہے کہ جلدی سے میں گھر چلا جاؤں اور بیوی بچوں کیساتھ رہوں اور انکو ایک نظر دیکھ لوں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سکون واطمینان ازدواجی زندگی میں رکھا ہے بیوی صرف خواہشات نفسانی کے لئے تسکین ہی نہیں

بلکہ بیوی آدمی کی تمام زندگی کو پرسکون بناتی ہے لیکن یہی شرط ہے کہ بیوی نیک اورصالح ہونبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا اَلدُّنْیَا کُلُّھَا مَتَاعٌ وَ خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ ساری دنیاپونجی ہےاوربہترین پونجی نیک بیوی ہے جس آدمی کو نیک بیوی مل گئی تو اسکی دنیا ہی جنت ہے اور جس کو نیک بیوی نہ ملے بلکہ بدچلن اور بداخلاق بیوی مل جائے تو اسکے لئے دنیا ہی دوزخ ہے اس لئے شادی کی خاطر نیک بیوی کا انتخاب بھی بہت ضروری ہے۔

تین آدمیوں کی اللہ تعالیٰ ضرور مدد کرتا ہے

(۱) مجاہد فی سبیل اللہ۔

(۲) وہ مکاتب جو اپنے آقا کا حق ادا کرنے کی کوشش کرے۔

(۳) وہ آدمی جو محارم اللہ سے بچنے کے لئے پاکدامنی کی نیت سے شادی کرے۔ (ترمذی)

اس لئے جب شادی کی عمر ہو جائے تو شادی کر لینی چاہئے اور یہ خیال ہرگز نہ کرنا چاہیے کہ شادی کے بعد خرچہ کہاں سے آئیگا رزق کی ذمہ داری تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے لی ہے وَمَامِنْ دَآبَّۃٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزْقُھَا جتنے بھی جانور زمین پر چلنے والے ہیں ان سب کی روزی اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کے ذمہ ہے۔ وَیَرْزُقْہُ مِنْ حَیْثُ لَایَحْتَسِبُ اور اللہ تبارک وتعالیٰ ایسی جگہ سے اس کو رزق دیں گے کہ اسے احساس بھی نہ ہوگا شادی اگر صحیح اور خالص نیت سے کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی مدد اسکے ساتھ ہوتی ہے، آدمی کو حالی کو مستقبل پر قیاس کر کے شادی سے نہیں رکنا چاہئے، اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے شادی کر لینی چاہیے اللہ تعالیٰ ہر چیز کا انتظام کردیگا کوشش کرنا ہمارا کام ہے۔

نکاح سے پاکدامنی اور گناہوں سے حفاظت

نکاح کے بارے میں حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جب کسی بندۂ خدا نے نکاح کر لیا تو اس نے آدھے دین کی تکمیل کر لی، اب اسے باقی آدھے دین کے بارے میں خدا سے ڈرنا چاہئے (بیہقی)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے جو شخص نکاح کرنے کی قدرت رکھتا ہو اگر وہ نکاح نہیں کرتا تو وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (بیہقی)

اسلام نے پاکدامنی کی نیت سے نکاح کرنے کو برکت کا سبب قرار دیا ہے، نیز مشکلات اور پریشان کن حالات میں منجانب اللہ نصرت اور امداد کی خوشخبری دی ہے۔ آنحضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''جو شخص اپنی شرمگاہ کی حفاظت اور نگاہ کی شرم قائم رکھنے یا رشتہ داری ملانے کی غرض سے کسی عورت سے شادی کرے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے نکاح میں خیر و برکت عطا فرمائے گا۔ (طبرانی)

اگر آدمی مفلس ہے تو افلاس کیوجہ سے شادی ملتوی نہیں کرنی چاہیے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِھِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ (نور: ۳۲) اگر وہ مفلس ہونگے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے غنی کردیگا وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ اور اللہ پاک وسیع خزانوں والا اور جاننے والا ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نکاح کے ذریعہ رزق تلاش کرو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا عورتوں سے شادی کرو وہ تمہارے یہاں مال و دولت لانے کا ذریعہ بنیں گے یعنی اللہ پاک اسکی آمد کی وجہ سے روزی میں برکت دیگا۔

ایک مفلس عابد کا واقعہ

سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا پہلی امتوں میں ایک عابد تھا جو کہ عبادت کی وجہ سے زمانہ بھر میں مشہور تھا لیکن اس نے شادی نہیں کی تھی جب اس زمانہ کے نبی علیہ السلام کے سامنے اسکا تذکرہ کیا گیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ عابد بہت اچھا ہے اگر ایک سنت کا تارک نہ ہوتا جب اس عابد کو پتہ چلا تو بھاگا ہوا نبی کے پاس آیا اور عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی وہ کونسی سنت ہے جو میں چھوڑ رہا ہوں تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے شادی نہیں کی تو اس عابد نے کہا کہ میں شادی کو ناجائز اور حرام نہیں سمجھتا بلکہ میں ایک غریب اور مفلس آدمی ہوں شادی کی استطاعت نہیں رکھتا اسلئے میں نے شادی کا ارادہ ترک کر دیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنی بیٹی کا نکاح تم سے کرتا ہوں تو اس عابد نے نکاح کر لیا۔

نکاح کے لئے کیسی لڑکی کا انتخاب کیا جائے؟

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف نکاح کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ یہ بھی بتایا کہ رشتہ کرتے وقت کن باتوں کو مدنظر رکھنا چاہیے، اس سلسلہ میں اسلام نے دین کو مرکزی حیثیت دی، کہ جس لڑکے یا لڑکی سے نکاح کرنا ہو، سب سے پہلے اس کی دینداری، دیکھنی چاہئے، اگر دینی معیار پر رشتہ پورا نہیں اترتا، تو پھر اس کی عالی نسبی اور مالداری بیکار ہے، محض حسن و جمال، حسب نسب اور مال و دولت کی بنا پر نکاح نہیں کرنا چاہیے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ''تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِيْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ'' (مسلم ونسائی)
''چار چیزوں کی وجہ سے عورتوں سے نکاح کیا جاتا ہے، اس کے مال کی وجہ سے، حسب ونسب کی وجہ سے، حسن و جمال کی وجہ سے، دین کی وجہ سے، پس دین والی سے نکاح کر کے کامیاب ہو جاؤ''۔

چونکہ نکاح وقتی کھیل اور عارضی معاملہ نہیں، بلکہ انسانی زندگی کا بڑا نازک، حساس اور دوررس معاملہ ہے، ایسے رفیق یا رفیقۂ حیات کی تلاش کا مسئلہ ہے جس کے ساتھ زندگی کا نازک سفر طے کرنا اور ایک نیا خاندان تعمیر کرنا ہے، اس لئے اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ اس مسئلہ میں بالکل عجلت سے کام نہ لیا جائے، بلکہ پوری تحقیق اور اطمینان کے بعد ہی عقد نکاح کیا جائے، اور پھر اس سلسلہ میں لڑکے اور لڑکی کے والدین اور سرپرستوں کا اطمینان کافی نہیں، بلکہ لڑکا اور لڑکی بھی اس نکاح سے راضی اور مطمئن ہوں، بہتسے لوگوں میں نکاح کو خالص والدین کا حق تصور کیا جاتا ہے۔ یہ بالکل غیر اسلامی طریقہ ہے۔

کیا امیر المومنین دیکھ رہے ہیں؟

اس موقع پر ایک واقعہ پیش کر دینا مناسب اور موزوں سمجھتا ہوں خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رعایا کی خبر گیری کیلئے رات کے پچھلے پہر مدینے کی گلی سے گذر رہے تھے کہ ایک عورت کی آواز کان میں پڑی جو اپنی بیٹی سے کہہ رہی تھی کہ دودھ میں پانی جلد ملا دو صبح ہونیوالی ہے تو بیٹی نے کہا کہ امیر المومنین کا حکم ہے کہ دودھ میں پانی مت ملاؤ تو ماں نے جھنجھلا کر کہا کیا امیر المومنین دیکھ رہے ہیں؟ بیٹی نے کہا کہ جس خدا کے حکم سے امیر المومنین نے یہ حکم دیا ہے وہ خدا تو دیکھ رہا ہے اس لئے میں دودھ میں پانی نہیں ملا سکتی، امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو لڑکی کا یہ جواب بڑا پسند آیا اسکی جرأت سچائی پارسائی اور خداترسی سے بڑی مسرت ہوئی گھر واپس آئے اور اپنے بیٹوں کو جمع کر کے فرمایا کہ تم میں کون ہے جو اس غریب

اور بیوہ کی لڑکی سے نکاح کرلے تو انکے ایک فرزند عاصم کھڑے ہوئے اور کہا کہ امیر المومنین میں اس سے نکاح کرنے کیلئے تیار ہوں وہ حضرت فاروق اعظم جن کے نام سے بڑے بڑے بادشاہ کانپتے تھے، وہ بنفس نفیس بڑھیا کے خستہ حال مکان پر گئے اور اپنے بیٹے عاصم کا اس بڑھیا کی لڑکی کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا بڑھیا حیران و پریشان تھی کہ کہاں امیر المومنین اور کہاں میں ایک غریب اور مفلس عورت لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی سنجیدگی سے یقین ہوگیا بخوشی پیغام نکاح کو قبول کرلیا اور اپنی بیٹی کو خلیفۃ المسلمین کے بیٹے عاصم کے نکاح میں دیدیا کچھ دنوں بعد اس لڑکی کے بطن سے ایک لڑکی تولد ہوئی ام عاصم پھر بڑی ہونے پر اس لڑکی کا نکاح عبدالعزیز بن مروان سے کیا گیا پھر ام عاصم کے بطن مشہور زمانہ شخصیت حضرت عمر بن عبدالعزیز پیدا ہوئے جن کے عدل وانصاف سے دنیا اچھی طرح واقف ہے۔

سرپرستوں کی رضامندی

لیکن اس کے ساتھ اسلام اس کو پسند نہیں کرتا کہ لڑکے یا لڑکی نکاح کے بارے میں بالکل خود مختار ہوجائیں، جیسا کہ آج کل ماڈرن ماحول میں ہورہا ہے، لڑکے اور لڑکی چونکہ نو آزمودہ اور ناتجربہ کار ہیں نوعمری کی بنا پر معاملات کی گہرائی تک نہیں پہنچ پاتے، بلکہ اس کا اندیشہ ہوتا ہے کہ جنونِ شباب میں کہیں بے جوڑ نکاح نہ کرلیں، اس لئے اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمانیے کہ نکاح کا رشتہ ان کے اولیاء کی رضامندی سے طے ہو، کیوں کہ سرپرست جہاندیدہ اور تجربہ کار ہوتے ہیں اور خاندان اور افراد کے مزاج اور خصوصیات وعادات سے واقف، اس لئے کسی وقتی تحریک سے وہ لوگ نکاح نہیں طے کرتے، بلکہ اس معاملہ کے تمام پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہیں، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، ’’اَیُّمَا اِمْرَأَۃٌ نَکَحَتْ نَفْسَھَا بِغَیْرِ اِذْنِ وَلِیِّھَا

فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ فَنِکَاحُھَا بَاطِلٌ‘‘۔(ابوداؤد) اور جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر اپنا نکاح کیا، اس کا نکاح باطل ہے، باطل ہے۔ ولی کی اجازت کے بغیر بالغ لڑکی یا لڑکے نے اگر اپنا نکاح غیر کفو میں کرلیا تو بعض ائمہ کے نزدیک یہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نکاح تو ہوگیا، لیکن اس پر سب متفق ہیں کہ یہ پسندیدہ نکاح نہیں، اور اس میں خیر وبرکت کی امید نہیں۔

عشق ومحبت کی شادی کا نتیجہ

اسلام کا قانون ایسا ہے کہ آدمی اس پر عمل کرے تو بہت سی مشکلات میں پڑنے سے بچ جائیگا مذہب اسلا نے شادی کیلئے سرپرستوں کی رضامندی کی قید لگائی ہے آجکل یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آرہی ہے کہ کیونکہ محبت کی جو شادیاں وجود میں آرہی ہیں ان سے طرح طرح کے فتنے جنم لے رہے ہیں محبت میں تو شادی کرلیتے ہیں مگر اسکا انجام طلاق پر تمام ہوتا ہے کیونکہ نئے جوڑے ایک دوسرے سے ناواقف ہوتے اور ہر ایک دوسرے کی کسی ایک چیز پر فریفتہ اور عاشق ہوجاتا ہے اور ایک دوسرے کو دل دے بیٹھتے ہیں لیکن انکے مزاج سے واقفیت نہیں ہوتی اور کسی نقص اور عیب کا پتہ نہیں چلتا لیکن شادی کے بعد جب دونوں کو ایک ساتھ رہنے کا اتفاق پڑتا ہے تو ہر ایک کا عیب و ہنر دوسرے کیسامنے آتا ہے تو ناچاقیاں پیدا ہوجاتی ہے اور آئے دن اختلافات پیدا ہوتے رہتے ہیں کالج میں ایک لڑکا پڑھتا تھا اسکو ایک لڑکی سے عشق ہوگیا لڑکا چونکہ لکھنؤ کا رہنے والا اور لڑکی پنجاب کی رہنے والی تو ہر روز ان دونوں کی لڑائی اس بات پر کہ مصالح کیوں زیادہ یا کیوں کم ہے شوہر زیادہ مصالح کھانہیں سکتا اور عورت جب تک خوب زیادہ مصالح

نہ ہوتو اسکو کھانا ہی اچھا نہیں لگتا اور کم مصالح والے کھانے کو مریضوں کا کھانا بتاتی اسلئے ضروری ہے کہ نکاح سے پہلے پوری تحقیق کر لی جائے۔

بلوغ کے بعد شادی

اسلامی نقطۂ نگاہ سے بچے اور بچیوں کے بلوغ کے بعد شادی اور بیاہ کے معاملہ میں تاخیر کرنا درست نہیں ہے، حسب ضرورت وقت پر شادی کرنا واجب ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ’’مَنْ وَّلَدَ لَهُ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنِ اِسْمُهُ وَاَدَّبَهُ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْهُ فَاِنَّ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْهُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُ ذَالِکَ عَلٰی اَبِیْهِ‘‘ (مشکوۃ)

جس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوتو اس کا نام اچھا رکھا جائے، حسن ادب اور اچھی تعلیم دی جائے اور جب بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کر دی جائے، لیکن اگر بالغ ہو گیا اور اس کی شادی نہیں کی گئی اور وہ گناہ کر بیٹھا تو اس کے گناہ کا وبال اس کے باپ پر عائد ہوگا۔ (مشکوۃ)

قَالَ فِی التَّوْرَاۃِ مَکْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتْ بِنْتُهٗ اِثْنَتیْ عَشْرَۃَ سَنَۃً وَلَمْ یُزَوِّجْهَا فَاِثْمُ ذٰلِکَ عَلَیْهِ (بیہقی)

فرمایا توریت میں لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی لڑکی بارہ سال کی ہو جائے اور اس نے اس کی شادی نہیں کی تو اس کا گناہ اس کے والدین پر ہوگا۔

مذکورہ دونوں حدیثوں میں لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے بارے میں خصوصی توجہ دلائی گئی ہے کہ جب وہ بالغ ہو جائیں، تو ان کی شادیاں کرنے میں دیر نہ کی جائے اور خصوصاً اس دور میں بچے بہت جلد بچپن کی سرحد کو عبور کر جاتے ہیں، اس لئے سخت ضرورت ہے کہ آنحضرت ﷺ کی اس حکیمانہ تعلیم پر عمل کیا جائے۔

تین چیزوں میں جلدی کرو

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزوں میں جلدی کرنی چاہیے نماز جب اسکا وقت ہوجائے جنازہ جب آجائے بچے جب بالغ ہوجائیں ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے اس وقت پر جب وہ چیز انجام دی جاتی ہے تو زیادہ مناسب اور موزوں ہوا کرتی ہے، اسی طرح شادی کا معاملہ ہے جب لڑکی یا لڑکا بالغ ہوجائیں تو والدین مناسب رشتہ تلاش کر کے جلد از جلد ان کی شادی کر دیں شادی نہ کرنے کی وجہ سے بہت ساری بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

ایک بزرگ کا مقولہ ہے وہ فرماتے ہیں کہ اگر میری زندگی کا صرف ایک دن باقی رہے تو میں پسند کروں گا کہ شادی شدہ ہو کر مروں ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ اگر آدمی سکون قلب چاہتا ہے تو شادی کے بندھن میں جڑ جائے شادی کے بغیر قلبی سکون حاصل ہو ہی نہیں سکتا۔

نیویارک مینٹل ہاسپٹل کے میڈیکل انچارج ڈاکٹر ہاولیرگ کہتے ہیں، مینٹل ہاسپٹل میں عام طور پر مریض اس تناسب سے داخل ہوتے ہیں کہ ان میں ایک شادی شدہ ہوتا ہے تو چار غیر شادی شدہ ہوتے ہیں برتلن کے ترتیب دیئے ہوئے اعداد وشمار سے پتہ چلتا ہے کہ شادی شدہ جوڑے کی بہ نسبت غیر شادی شدہ کہیں زیادہ خودکشی کے مرتکب ہوتے ہیں جبکہ اکثر شادی شدہ افراد کی دماغی اور اخلاقی حالت نہایت متوازن اور ٹھوس ہوتی ہے انکی زندگی میں ٹھہراؤ ہوتا ہے شادی کرنے سے بہت سے فوائد اطباء نے لکھے ہیں۔

تاخیر سے شادی کے نقصانات

بالغ اولاد کی شادیوں میں ڈھیل دینے اور انہیں آزادی بخشنے انہیں ڈھیل دینے کا انجام بد آئے دن دیکھا اور سنا جارہا ہے، اور معاشرتی بگاڑ، اخلاق کی گراوٹ، رومانی لیٹریچر کی فراوانی، کولیشن کی کرم بازاری عام ہورہی ہے، اس تاخیر سے شادی نے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کو مخلوط تعلیم، مخلوط کلب، جاذب نظر قحبہ خانوں، تھیٹروں، میوزک ہالوں، نمائش گاہوں اور سنیما ہالوں میں بے محابا اور بے جھجک شرکت کی پُر فریب دعوت دی ہے، جس کی بنا پر معاشرہ کو کپکپا دینے والے حیرت انگیز واقعات صادر ہونے لگے ہیں، عفت وحیاء کے نفیس زیورات چھن چکے ہیں اور ان نجاستوں سے پورا گھرانہ ملوث ہوکر مغربی تہذیب کا گہوارہ بن گیا ہے۔

معمولی سمجھ رکھنے والا شخص بھی اس بات سے انکار نہیں کرسکتا کہ جس ملک اور جس علاقہ میں بالغہ لڑکیوں کو آزادی بخشی گئی اور تاخیر سے ان کی شادیاں کرنے کا رواج ہے وہاں آزاد شہوت رانی کے ہمہ گیر اثرات فرداً فرداً، پوری قوم، پورے سماج اور پورے ملک پر تیزی کے ساتھ مرتب ہورہے ہیں اب چاہے اس کا نام جنسی آزادی رکھ دیا جائے یا جنسی انارکی۔

بہر حال اتنا بھیانک اور خوفناک مرض کسی دور کی تاریخ نے آج تک نہ دیکھا ہوگا جسے آج کی تاریخ مشاہدہ کررہی ہے، تاخیر سے شادی، آزادی نسواں اور جنسی آزادی کی بدولت زنا، اغلام بازی، مشت زنی سے ہونے والے امراض (آتشک، ذیابیطس، لیکوریا، مثانہ کا ضعف، سرعت انزال، کثرت بول، قوت مردمی کا فقدان، اعصاب کی کمزوری، ایڈس، جریان اور رحم کی بیماریوں کا اثر سماجی اور قومی صحت پر بڑا تباہ کن پڑ رہا ہے۔

درحقیقت افعال بد میں مبتلا ہونے والے لڑکوں اور لڑکیوں، مردوں اور عورتوں کے لئے امراض کی شکل میں یہ ایسی من جانب اللہ روحانی اور جسمانی سزا ہے، جس سے زندگیاں بے کیف ہوجاتی ہیں اور مریض اپنی زندگی سے مایوس ہوکر گھٹ گھٹ کر آخری سانسیں لیتا ہوا دنیا سے رخصت ہوجاتا۔

میاں بیوی ایک دوسرے کے رازداں

شادی جتنا جلدی ہوسکے کردینا چاہیے اس کیلئے بہتر یہ ہے کہ بلوغیت سے پہلے جوڑے تلاش کئے جائیں تاکہ وقت پر شادی کی جاسکے چونکہ باتیں کافی لمبی ہوچکی ہیں اسلئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ تاخیر سے شادی کرنے کے نقصانات سے متعلق چند باتیں کہکر بیان ختم کروں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ عورت اور مرد دونوں ایک دوسرے کیلئے لباس ہیں گویا شادی شدہ رہنا بمنزلہ لباس کے ہے تو بغیر شادی اور نکاح کے رہنا عریانیت اور ننگا پن ہے تو اس میں اسطرف بھی اشارہ ہوگیا کہ عورت اور مرد کا بغیر شادی کے رہنا عیب کی بات ہے جب نکاح ضرورت کی چیز ہے تو نکاح نہ کرنا طرح طرح کے فتنوں کا دروازہ کھولنا ہے وساوس وخطرات کے نتیجے میں غلط کاموں کا صدور بھی ہوجاتا ہے اسلئے نکاح کرنا ان تمام خدشات کے دروازے کو بند کردیتا ہے اور اسکو صالح اور پاکیزہ معاشرہ عطا کرتا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شادیاں آسان طریقے سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

دین میں خواتین کا حصہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o مَاعِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ، وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَھُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ o صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہوجائیگا اور جو کچھ اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس ہے وہ باقی رہے گا اور ہم ان لوگوں کو جنہوں نے صبر کیا ضرور بالضرور ان کے کاموں کا اچھا اجر عطا فرمائیں گے۔

عفت مآب میری ماؤں اور بہنو! اللہ کا دین کامل ومکمل ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا آج میں نے تمہارے لئے تمہارے دین کو مکمل کردیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا، ایک یہودی نے جب یہ آیت کریمہ سنی تو کہنے لگا کہ اگر ہمارے دین ومذہب کے سلسلے میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ہوتی تو جس دن نازل ہوتی اس دن اور تاریخ کو خوشی اور عید کا دن بنالیتے تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دوعیدیں بنائی ہیں اسلیئے ہم کو مزید کچھ کرنے کی ضرورت نہیں اس لئے کہ جس دن یہ آیت کریم نازل ہوئی وہ عرفہ کا دن تھا دوسرے جمعہ کا دن تھا تو دوخوشی حاصل ہوئی تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ یہ دین کامل اور مکمل ہے یہ دین کسی کی خدمت کا محتاج نہیں اللہ تو اپنے دین کا کام غیروں سے بھی لے لیتا ہے ایک غزوہ میں ایک شخص بڑی جانبازی سے لڑرہا تھا اور کفار کو تہ تیغ کررہا تھا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو اس پر رشک آیا اور سول اکرم ﷺ سے تذکرہ کیا کہ فلاں شخص کس قدر بہادری دکھلا رہا ہے اور دشمنوں کے پرخچے اڑادیتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ شخص جہنمی ہے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بڑا تعجب ہوا تو ایک صحابی اسکے پیچھے لگ گئے کچھ دیر کے بعد کیا دیکھتے ہیں اس آدمی کو زخم لگا اور زخم کی تاب نہ لاکر خودکشی کرلی میری ماؤں اور بہنو آپ نے دیکھا کہ اللہ کا دین ہماری خدمت کا محتاج نہیں ہے بلکہ ہم اللہ کے دین کی خدمت کے محتاج ہیں اگر ہم دین کا کوئی کام انجام دیں تو اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے یہ کام لے لیا ہم تو اس لائق نہیں تھے کہ اس عظیم الشان کام کیلئے ہم کو چنا جائے۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمیں کنی
منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

احسان مت جتلا کہ تو بادشاہ کی خدمت کرتا ہے بلکہ احسان سمجھ اس نے تجھے اپنی خدمت کیلئے رکھ لیا اور یہ اللہ کا بے انتہا فضل وکرم ہے کہ اللہ کمزور صنف نازک عورتوں سے دین کا کام لے رہا ہے اور مردوں کو جس طرح اجر وثواب دینے وعدہ فرمایا ہے اسی طرح عورتوں کو بھی فرمایا ہے۔

مفکر اسلام حضرت علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ رحمت خداوندی مرد وعورت پر عام ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّی لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ (سورۃ آل عمران) اللہ تبارک وتعالیٰ نے پہلے اہل ایمان کی دعاؤں کا تذکرہ کیا ہے کہ ان اہل ایمان نے خوب دعائیں کیں، یہ معمولی دعائیں نہیں تھیں، بڑی مومنانہ، بڑی مبصرانہ، بڑی مردانہ دعائیں، مردانہ لفظ میں نے جان بوجھ کر استعمال کیا ہے۔ ''رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیاً یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ فَاٰمَنَّا'' ایک مردانہ دعا ہے۔ '' فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَ تَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ رَبَّنَا وَ اٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخْزِنَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ '' یہ ایک بلند ہستی کی دعائیں تھیں۔

انہوں نے ایک بات اور کہی ''رَبَّنَا اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیْ لِلْاِیْمَانِ '' ہم نے ایک پکارنے والے کو، ایک منادی کو پکارتے ہوئے سنا '' اٰمِنُوْا بِرَبِّکُمْ '' اپنے رب پر ایمان لاؤ! '' فَاٰمَنَّا '' ہم ایمان لائے ''وَکَفِّرْ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا '' ہمارے گناہوں کو معاف کر اور ہمارے گناہوں سے درگزر کر!

ظاہر ہے کہ ان دعاؤں میں ذہن مردوں ہی کی طرف جائے گا، منادی اور قبول کرنے والے مرد، اور میں یہ کہتا ہوں کہ پیش پیش رہنے والے اور اس کو مردانہ وار لبیک کہنے والے مرد تھے، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ جب اجر اور دعاؤں کی مقبولیت

کا ذکر کرتا ہے تو مردوں کے ساتھ عورتوں کا بھی ذکر کرتا ہے، حالانکہ وہاں پر کوئی سیاق وسباق اور قرینہ نہیں ہے، خاص طور سے مردوں کے ساتھ عورتوں کا ذکر کرتا ہے، فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ'' دعا کرنے والے مرد ہیں اور فرماتا ہے کہ اللہ نے ان کی دعا قبول کی، یہاں پر کوئی ادیب یا انشاء پرداز ہوتا، کوئی مقنن یا کوئی ماہر نفسیات ہوتا، کوئی عورتوں کی آزادی کا حامی اور محرک ہوتا تو مجھے یقین ہے کہ وہ یہاں پر عورتوں کو فراموش کر دیتا، یہ کیا موقع تھا، اور کیا ذکر تھا، ساری دعائیں مردوں کی اور سارے کام وہ جن میں مرد پیش پیش تھے، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت دیکھئے، وہ ذکور دونوں جنسوں کا خالق ہے، دونوں پر اسکی یکساں شفقت کی نظر ہے، وہ رب العلمین ہے، فرماتا ہے: فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّی لَاۤ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ (ان کے پروردگار نے انکی دعا قبول کی اور میں کسی کام کرنے والے کے کام کو ضائع نہیں کرتا، عامل کا لفظ تذکیر کا ہے، یہاں تک مردوں ہی کا ذکر تھا'' لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ ''میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے، کسی محنت کرنے والے، کسی کوشش کرنے والے کی کوشش، کسی قربانی دینے والے کی قربانی کو ضائع نہیں کرتا، فرماتا ہے'' مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی '' یہاں ایک دم سے عورتوں کو یاد فرماتا ہے اور ان کو شرف بخشتا ہے کہ وہ عمل کرنے والا، وہ دعا کرنے والا، چاہے مرد ہو یا عورت ہر ایک کو ایک ہی نظر سے دیکھتا ہے۔

عورتیں بھی دین کا کام کریں

قرآن کریم میں بیشتر مقامات پر عورتوں کو مردوں کے مساوی اور برابر کھڑا کیا ہے۔ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ مردوں کیلئے انکی کمائی کا حصہ ہے اور عورتوں کیلئے انکی کمائی کا حصہ ہے میراث میں

مردوں کا بھی حق رکھا ہے اور عورتوں کا بھی اسی طرح دین کے معاملے میں بھی مرد وعورت کو برابر قرار دیا مرد ہونا کوئی فضیلت کی بات نہیں اور عورت ہونا کوئی عیب کی بات نہیں ہے ہر کوئی اپنی صلاحیت واستعداد کے موافق دین کی خدمت انجام دینے کا مکلّف ہے میں جب تاریخ کا مطالعہ کرتا ہوں تو اس نتیجہ پر پہونچتا ہوں کہ جس طرح مردوں نے دین کا کام کیا اسی طرح عورتوں نے بھی دین کا کام انجام دیا عورتوں میں بڑی بڑی محدثہ فقیہہ اور قرآن کریم کی حافظہ گذری ہیں آج اس گئے گذرے زمانہ میں بھی اللہ کی بہت سی بندیاں ایسی بھی ہیں جو دین کی تبلیغ میں ہمہ تن مصروف ہیں مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی بہن امۃ اللہ قرآن کریم کی حافظہ تھیں اور کئی کتابوں کی مصنف اور شاعرہ تھیں اور تسنیم انکا تخلص تھا اور امام نووی کی کتاب ریاض الصالحین کا اردو میں ترجمہ کیا جو اتنا مقبول ہوا کہ عرب ممالک سے وہ کثیر مقدار میں شائع ہو رہا ہے۔ مظفر نگر سے قریب ایک گاؤں ''باغونوالی'' ہے ایک زمانہ میں وہاں عورتیں ایسی دیندار تھیں کہ ہر گھر سے صبح کے وقت قرآن کریم کی تلاوت کی آواز آتی تھی بتاتے ہیں کہ ڈھائی سو سے زائد عورتیں حفاظ تھیں جو رمضان میں باقاعدہ تراویح میں قرآن سناتی تھیں۔

رحمت الٰہی میں مساواتِ کامل ہے

میں اس کو پورے وثوق کیساتھ اور خم ٹھونک کر کہتا ہوں کہ اور کسی چیز میں مساوات ہو نا نہ ہو اور بعض چیزوں میں مساوات، اسلامی شریعت کے تحفظ اور فطرت انسانی کی معرفت پر مبنی بصیرت سے کام لیتی ہے، لیکن ایک چیز ڈنکے کی چوٹ پر کہی جاسکتی ہے کہ رحمت الٰہی اور بخشش الٰہی میں مساوات کامل ہے، اس میں کوئی تحفظ نہیں ہے، کسی قسم کا ریزرویشن اور کسی قسم کا کوئی امتیاز نہیں اور اس کی دلیل

یہ آیت ہے۔''فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ ''پورا سیاق وسباق دیکھئے تو آنکھیں کھل جائیں گی، اور اعجاز قرآنی سے بڑھ کر رحمت یزدانی کا قائل ہو جائے گا، اور کوئی جھوم اٹھے اور کسی پر وجد کی کیفیت طاری ہو جائے اور ان کے رونگٹے رونگٹے سے شکر کے ترانے نکلیں، یہاں یہ کوئی موقع نہ تھا مردوں نے بھی (اللہ ان کو معاف کرے) اپنی دعاؤں میں اپنی بہنوں کا تذکرہ نہیں کیا تھا، اپنی ماؤں تک کا تذکرہ نہیں کیا تھا، حالانکہ ماں تو ماں ہی ہے، انہوں نے دعا اپنے لئے کی تھی، ساری کی ساری چیزیں مذکر کی استعمال کی تھیں، لیکن اب اس رب العالمین کی رب العالمینی دیکھئے اور اس کی رحمۃ للعالمین دیکھئے فرماتا ہے'' فَاسْتَجَابَ لَهُمْ رَبُّهُمْ اَنِّی لاَ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی ''اور پھر اس کے بعد مہر لگاتا ہے ''بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ ''تم بھول کیوں گئے تھے گویا ان دعا کرنے والے مردوں کو تنبیہ کی گئی کہ تم اپنے جسم کے اتنے بڑے حصہ اور حیات انسانی کے ایک اتنے اہم عنصر کو بھول کیوں گئے تھے؟ اپنے لئے شرط حیات کو بھول گئے تھے تو تم بھولے ہم نہیں بھولے تم سو بار بھولو، ہزار بار بھولو لیکن ہم بھولنے والے نہیں ہیں۔

''فِیْ كِتَابٍ لَا یُضِلُّ رَبِّیْ وَ لَا یَنْسٰی ''حضرت موسیٰ نے جواب دیا تو ان کے رب العزت نے جواب دیا'' لاَ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْكُمْ ''میں تم میں سے کسی عمل کرنے والے کا عمل ضائع نہیں کرتا ہوں۔ بغیر سیاق وسباق کے فرماتا ہے''مِنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی'' چاہے وہ عمل کرنے والا مرد ہو یا عورت، کیا تعجب کی بات ہے؟ تم ہو ہی ایک دوسرے کے، تم ایک دوسرے سے مستغنی نہیں ہو، معاشرت انسانی بلکہ حیات انسانی ان دونوں عنصریوں سے مرکب ہے، ان کا انفصال ہو ہی نہیں سکتا ہے۔ جب تک اس دنیا کا وجود ہے اس وقت تک مرد وزن کا وجود ہے جب عورت کا وجود نہیں رہے گا اس وقت۔ دنیا بھی نہیں رہے گی عورت ہی کی وجہ

سے دنیا میں رونق ہے جس گھر میں عورت نہ ہو وہ گھر بالکل خراب اور ویران لگتا ہے لیکن یہ اسی وقت ہے جبکہ عورت کو بھی اپنی ذمہ داری کا احساس ہو اللہ و رسول کی اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ اس میں موجزن ہو شوہر کی ضروریات کی تکمیل کرنیوالی ہو اسکے بچوں کی صحیح دیکھ ریکھ کرنیوالی ہے اور اگر عورت ان اوصاف کی حامل نہیں ہے تو عورت کے رہتے ہوئے بھی وہ گھر ویران اور برباد معلوم ہوتا ہے۔

عمل کا نتیجہ دنیا میں بھی نکلے گا اور آخرت میں بھی

جب میرا ذہن اس آیت کی طرف گیا تو معانی اور مضامین کا ایک عالم سامنے آ گیا کہ '' لَا اُضِیعُ '' کی وسعت اور اسکی بے پایانی دیکھئے کہ '' لَا اُضِیعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ '' فرمایا ہے اور عربی کے لفظ ''اَضَاعَتْ'' کا استعمال ہوا ہے یعنی اس کی کوشش کا نتیجہ یہاں دنیا میں بھی ظاہر ہوگا اور آخرت میں بھی ہوگا، یہ آیت دنیا اور آخرت دنوں پر حاوی ہے۔

آیت یہ نہیں کہتی کہ عورتیں عبادت کر کے دنیا میں کوئی نتیجہ نہ پائیں گی، محنت کریں علم کے لئے اور علم حاصل نہیں ہوگا، محنت کریں تربیت میں اور اس کا نتیجہ حاصل نہیں ہوگا، محنت کریں زندگی کو پرلطف، بامعنی اور بارونق بنانے میں اور اس کا کوئی نتیجہ نہ نکلے، اور سارا اجر آخرت کے لئے اٹھا رکھا جائے، بلکہ فرمایا جس میدان میں تم دونوں محنت کرو گے، اس میں اپنی کوششوں کا نتیجہ دیکھو گے۔

عورتیں ولایت کے میدان میں بھی پیچھے نہیں

اس کا پورا امکان تھا ولایت کے میدان پر پوری اجارہ داری مردوں کی ہوتی، اس لئے کہ ولایت اور قبولیت عنداللہ کا یہ میدان بڑی خصوصیات کا طالب

ہے اور اس کو مردوں سے کچھ مناسبت ہے، مجاہدہ اور جہاد کرنا رات رات بھر نمازیں پڑھنا، روزے رکھنا، یہ مردوں کیلئے آسان ہے۔

عورتوں کی بہت سی صنفی خصوصیات ہیں، بہت سی خانگی ذمہ داریاں ہیں، تربیت و پرورش اولاد، کسی بچہ کو اپنے ساتھ سلانا ہے اور بچہ میٹھی نیند سو رہا ہے، بچہ کی بیماری میں تیمارداری کرنی ہے، اس کیلئے اتنی عبادت ممکن کہاں ہے جتنی مرد کے لئے، وہ مسجد سے آیا اور سو گیا، یا مسجد میں جا کر سو گیا، رات بھر عبادت کرے، ولایت کے سلسلے میں بالکل امکان تھا کہ ہم اولیاء اللہ سے واقف ہوتے، اور ایک عورت کا نام بھی نہ سنا ہوتا، سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبولیت عام اور ان کی مقبولیت عنداللہ اور مقبولیت عندالخلق اور ان کی ولایت کا جو شہرہ دنیا میں ہے (جب کہ پچھلی امتوں میں کسی ولی تک کا نام محفوظ نہیں ہے) اور سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو سو درجہ کی شہرت حاصل ہے تو میں عرض کروں گا اور اس میں گستاخی نہیں سمجھتا کہ پچاس درجہ کی شہرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا بصری کو بھی حاصل ہے۔

آپ کسی بھی مقام پر چلے جایئے، شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو بچہ بچہ جانتا ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دنیا کے کونے کونے میں جا کر دیکھا ہے، جہاں چار مسلمان رہتے ہیں وہاں سیدنا عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا نام کسی نہ کسی طریقہ سے خواہ اس پر شریعت کی رو سے کوئی پابندی عائد کی جائے اور اس پر کلام کیا جائے، مگر مختلف ناموں سے ان کو دنیا میں یاد کیا جاتا ہے، میں کہتا ہوں کہ دوسرے نمبر پر رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا بھی یہی حال ہے اور ہر پڑھا لکھا

آدمی کم از کم رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا سے تو ضرور واقف ہے، یہ بات عبادت و ریاضت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری ماؤں اور بہنوں کو بھی ماضی کی تابناک تاریخ کو دھرانے اور عہد اول و وسطیٰ کی خواتینِ اسلام کے کارناموں سے اپنی زندگی کو سنوارنے اور سجانے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی زندگی
عورتوں کیلئے مشعل راہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہِ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّی لَا اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی بَعْضُکُمْ مِّنْ بَعْضٍ o صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

میری معزز ماؤں اور بہنو! یہ دنیا اور دنیا کی ہر چیز فانی ہے دنیا میں جو بھی آتا ہے اسکو ایک نہ ایک دن جانا ہے بڑی بڑی ہستیاں اس آب وگل میں آئیں جنکی زندگیاں بڑی ہی معصوم ومقدس رہیں مگر دوام وبقا کی دولت کسی کو نہیں نصیب نہ ہوئی آنکھوں سے نظر آنے والی ہستیاں خدا کے برگزیدہ بندے پیغمبروں کی ہیں مگر وہ بھی ایک معین مدت تک کیلئے ہی اس دنیائے فانی میں رہیں سب تو سب ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھکر کوئی نہیں ہوسکتا اور کس آدمی کے دل میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دیدار ولقاء کا شوق اور جذبہ موجزن نہ ہوگا اگر دنیا میں کسی کو ہمیشہ رہنے کا حق تھا تو وہ آپ ﷺ کا حق تھا لیکن دنیا ہمیشہ رہنے کیلئے بنائی ہی نہیں گئی اللہ تعالیٰ نے ایک وقت مقررہ تک کیلئے انسان کو دنیا میں اپنی عبادت وبندگی کیلئے بھیجا ہے کہ انسان یہاں اپنی عارضی زندگی میں ہمیشہ اور ناختم ہونے والی زندگی یعنی آخرت کے سنوارنے اور اس کے بنانے کی فکر کرے اور آدمی کے کام آنے والے اسکے نیک اور اچھے اعمال ہیں۔ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا اور جو نیک کام ہمیشہ باقی رہنے والے ہیں وہ تمہارے رب کے پاس ثواب میں بہتر ہے، میری پیاری ماؤں اور بہنو! میں یہ عرض کررہی تھی کہ دنیا اور اسکی ہر چیز فانی اسی لئے ہمیں اس تھوڑی سی مدت میں ایسے اعمال کرنے چاہیں کہ جس سے اللہ اور اسکے رسول راضی ہوں ذرا آپ قرون اولی کی عورتوں کو دیکھیں کیسی کیسی عبادت گذار اور صوم وصلوۃ کی پابند اور شوہروں کی اطاعت شعار اور فرمانبردار تھیں ہم کوان اکابرین کی پاکیزہ زندگیوں کو اپنے لئے نمونہ اور مشعل راہ بنا کر انہیں کے مطابق زندگی گذارنی چاہیے انکے حالات و واقعات اور سیرت کو مطالعہ میں رکھنا چاہیے کیونکہ حالات و واقعات کو سننے سنانے میں بھی بڑا ہی لطف آتا ہے آج عورتوں کا حال یہ ہے کہ بیٹھ کر گپ شپ کرتی ہیں اور بہت سارا وقت غیبت اور چغل خوری

میں گذاردیتی ہیں مگر توفیق نہیں ہوتی کہ امت کی معزز اور برگزیدہ خواتین کے چند واقعہ ہی سنالیا کریں اور اپنی معصوم اور چھوٹی چھوٹی بچیوں کو بھی انکے حالات و واقعات سے روشناس کرائیں تاکہ انکے اندر بھی عمل کا جذبہ پیدا ہو اسلئے میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آج کی اس مجلس میں ایک ایسی برگزیدہ ہستی کہ جس نے بڑے بڑے اولیاء اللہ کی اصلاح وتربیت فرمائی اور جنکے نام سے ہم سب کے کان نا آشنا نہیں ہیں یعنی رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا انکی کچھ سیرت آپ کے سامنے پیش کروں۔

میری جو نیکی ظاہر ہوجائے میں اسے نیکی نہیں شمار کرتی

ایک حدیث ہے کہ انسان پہلے آسمانوں پر مقبول ہوتا ہے تب زمین پر مقبول ہوتا ہے، یعنی جو شخص اپنی نیکیوں اور اعلیٰ صفات کی بدولت اپنے آپ کو رب کا مقبول بندہ ثابت کرتا ہے، اس کی تمام لوگ عزت کرنے لگتے ہیں اور وہ دنیا میں ہر دل عزیز ہوجاتا ہے۔

خدا کی مقبولیت اور دنیا میں ہر دل عزیزی نہ علم وعقل سے حاصل ہوتی ہے، نہ حسن وجمال سے ملتی ہے اور نہ مال ودولت سے خریدی جاتی ہے نہ طاقت وقوت سے حاصل ہوتی ہے، اس کے حصول کا ذریعہ صرف ایک چیز ہے نیکی اور تقویٰ و پرہیزگاری اور نیکی میں حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا نام اتنا مقبول ہے جتنا بہادری میں رستم یا سخاوت میں حاتم طائی کا۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا کا کہنا ہے۔

اپنی نیکیوں کو اس طرح چھپاؤ جس طرح تم اپنے محبوب کو چھپاتے ہو، آپ کہا کرتی تھیں کہ ”میری جو نیکی ظاہر ہوگئی اسے میں اپنی نیکیوں میں شمار نہیں کرتی۔

یہ نابغۂ روزگار ہستی پہلی صدی ہجری میں بصرہ کے مقام پر پیدا ہوئیں، علم وزہد، عبادت وریاضت میں یگانہ روزگار تھیں، دنائے اسلام میں انکے بعد آج تک انکے

درجے کی خاتون پیدا نہیں ہوئی آپ کو آدھی قلندر کہا گیا ہے، آپ کو زہد و عبادت کی طرف فطری لگاؤ تھا۔ دن رات کی عبادت و ریاضت کی بدولت آپ ام الخیر کہلائیں۔

حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کی پیدائش اور افلاس و تنگدستی

آپ اپنے والدین کی چوتھی بیٹی تھیں اس لئے آپ کا نام رابعہ (چوتھی) رکھا گیا حضرت رابعہ کے والدین بے حد مفلس تھے، جس رات حضرت رابعہ کی پیدائش ہوئی ان کے پاس بچی کو لپیٹنے کیلئے کپڑے کی ایک دھجی تک نہ تھی، دیا جلانے کے لئے تیل کا ایک قطرہ نہ تھا، حضرت رابعہ کی والدہ نے اپنے شوہر سے کہا کہ ''آج بڑا مشکل وقت ہے آپ ہمسائے سے ایک کپڑا اور تھوڑا سا تیل ادھار مانگ لائیں۔

حضرت رابعہ کے والد نے کہا نہیں نہیں ہمیں جو چیز مانگنی ہے وہ اپنے رب سے مانگنی چاہیے، غیر اللہ سے مانگنا ہمیں زیب نہیں دیتا۔

حضرت رابعہ کی والدہ نے کہا جو ادھار ادا کرنے کی نیت سے مانگا جائے اس کے لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ حضرت رابعہ کے والد مجبوراً ہمسایے کے گھر گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا اور بار بار دروازہ کھٹکھٹانے پر بھی کوئی جواب نہ پا کر دل شکستہ واپس لوٹ آئے۔

اسی رات خواب میں آپ کو رسول اکرم محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے شخص! مایوس نہ ہو تمہاری یہ بیٹی یگانہ روزگار ہوگی، اس کی نیکی اور پرہیزگاری کے چرچے ہر جگہ ہوں گے، یہ لڑکی سیدہ ہے اور میری امت کے ستر ہزار آدمی اس کی سفارش سے بخشے جائیں گے۔

رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا کے ساتھ انکی بہنوں کا سلوک

حضرت رابعہ ابھی سن شعور کو نہیں پہنچی تھیں کہ آپ کے والدین رحلت فرما گئے، ان دنوں بصرہ میں سخت قحط پڑا ہوا تھا، حضرت رابعہ کی بہنوں نے انہیں افلاس کے ہاتھوں مجبور ہو کر ایک سنگ دل شخص کے ہاتھوں چند سکوں کے عوض بیچ دیا اور آپ ایک لونڈی کی طرح اس شخص کے گھر رہنے لگیں۔

آپ بچپن ہی سے بڑی عبادت گزار تھیں۔ آپ اپنے آقا کے گھر سخت محنت ومشقت کرتیں لیکن زبان پر ہر وقت ذکر الٰہی رہتا۔ جب مالک سو جاتا تو تمام رات یاد الٰہی میں گزار دیتیں اور دن میں روزہ رکھتیں، ایک رات اتفاقاً آقا کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ حضرت رابعہ سجدے میں پڑی گڑگڑا کر رو رہی ہیں اور کہہ رہی ہیں۔

اے مولا کریم! تو علیم و خبیر ہے تجھے معلوم ہے کہ میں تیری عبادت کی کس قدر مشتاق ہوں لیکن دن کو مالک کی خدمت سے فرصت نہیں ملتی کہ میں اس کی زر خرید ہوں، یہ ماجرا دیکھ کر حضرت رابعہ کے مالک کے ہوش اڑ گئے اس نے رات بڑی بے چینی سے کاٹی اور صبح اٹھ کر حضرت رابعہ کو آزاد کر دیا۔ حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا نے اس کے حق میں دعائے خیر کی اور شہر سے باہر ایک خستہ حال مکان میں سکونت اختیار کر کے ہر وقت عبادت الٰہی میں مشغول رہتیں۔

شب و روز کی عبادت

حضرت عبدہِ جو بڑی نیک اور عابدہ خاتون گزری ہیں آپ حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کی خادمہ تھیں آپ بیان کرتی ہیں کہ حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کا یہ قاعدہ تھا رات بھر عبادت کرتیں اور بعد نماز فجر تھوڑی دیر کے لئے مصلے پر ہی سو جاتیں پھر صبح ہوتی تو

بیدار ہوکر اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے پھر عبادت میں مشغول ہوجاتیں۔آپ رات اور دن میں ایک ہزار رکعت نماز پڑھتیں۔

بڑے بڑے اولیاء اور علماء نے آپ سے کسب فیض کیا

آپ کے یہاں بڑے بڑے نامور فقیہ، محدث، اولیاء حاضر ہوتے اور علم و فضل سے فیض حاصل کرتے ، حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ مسائل دریافت کرنے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے، آپ کا لقب تاج الرجال تھا، زہد وعبادت سے آپ کو اوائل عمر سے ہی ایسا شغف ہوگیا تھا کہ آپ نے ساری زندگی شادی نہیں کی ،ایک دفعہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے آپ سے فرمایا کہ رابعہ کسی سے نکاح کرلو، آپ نے فرمایا کہ نکاح ایسے شخص کے لئے ضروری ہے جو اپنی ہستی اور وجود رکھتا ہو اور میں ذی روح نہیں ہوں بلکہ خدا کی مملوکہ ہوں۔

دراصل ایسی تارک الدنیا مریم خصائل بی بی کا دنیاوی تعلقات میں پھنسنا بھی ناموزوں تھا۔

ایک مرتبہ حضرت رابعہ کی خادمہ نے آپ سے عرض کی کہ بہار کا موسم آگیا ہے حجرے سے باہر تشریف لاکر قدرت کی صنعت کا مشاہدہ کریں، آپ نے فرمایا کہ مجھے صانع کی حضوری سے اتنی فرصت کہاں کہ اس کی صنعت کا مشاہدہ کرتی پھروں۔

صابرہ وشاکرہ

حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا اس حدتک راضی برضا تھیں کہ بادشاہ، وزراء ان کی خدمت میں حاضر ہوتے مگر آپ نے کبھی کسی پر اپنی حاجت ظاہر نہ کی، ایک مرتبہ آپ کو کسی چیز کی ضرورت آپڑی جو آپ کے پاس موجود نہ تھی کسی شخص نے کہا کہ

فلاں آدمی کے ہاں کہلا بھیجیں مل جائے گی، حضرت رابعہ نے جواب دیا کہ ”دنیا کی کسی چیز کا سوال تو میں اللہ سے بھی نہیں کرتی جو سارے جہانوں کا مالک ہے تو ایسے شخص سے کیا کروں جو کسی چیز کا مالک نہیں ہے۔

ایک دفعہ حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کے ہاں کئی دنوں سے کھانا نہیں پکا تھا، کئی دن بعد کچھ ملا، خادمہ پکانے لگی تو پیاز کی حاجت ہوئی۔اس نے آپ سے اجازت چاہی کہ کسی پڑوسی سے مانگ لاؤں، آپ نے فرمایا ایک زمانہ گزرا اپنے سے یہ عہد کیے ہوئے کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں گی بلکہ خدا سے بھی نہیں سوائے اس کی رضا کے۔ابھی آپ گفتگو فرما رہی تھیں کہ ایک پرندہ چند پیاز کی گٹھیاں اپنے چنگل میں لے کر آیا اور ہاں ڈال دیں، حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا نے یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا میں شیطان کے دام سے غافل نہیں ہوں اور پیاز کی گٹھیوں کو وہیں چھوڑ کر صرف روکھی روٹی کھائی، حضرت مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ محدث کہتے ہیں۔

اللہ جس حال میں مجھے رکھے میں راضی ہوں

ایک مرتبہ میں رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کے ہاں گیا تو دیکھا کہ جس ٹوٹے ہوئے کوزے میں پانی پیتی ہیں اسی سے وضو کررہی ہیں، ایک پرانی چٹائی ہے جو مصلی بھی ہے اور وہی بستر بھی ہے اور سرہانے تکیے کہ جگہ اینٹ رکھی ہے، مجھے دیکھ کر رقت آئی اور میں نے آپ سے کہا کہ میرے بعض دوست دولت مند ہیں، اگر آپ کہیں تو میں ان سے سفارش کرکے آپ کے آرام کا کچھ بندوبست کروں، حضرت رابعہ نے کہا اے مالک! کیا میرے حال کو میرا رب نہیں جانتا؟ میں نے کہا بے شک وہ علیم وخبیر ہے، آپ نے پھر سوال کیا کہ جس نے امیروں کو دیا ہے کیا وہ مجھے نہیں دے سکتا؟ میں نے کہا کہ وہ ہر شے پر قادر ہے، فرمایا کہ بس پھر وہ جس حال میں رکھے ہم کو راضی رہنا ہے۔

کَلِّمَ النَّاسَ عَلٰی قَدَرِ عُقُوْلِهِمْ

حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا کبھی کبھار اپنے ہم عصر ولی اللہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس وعظ میں تشریف لے جاتی تھیں، حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس دن بڑے ذوق وشوق سے وعظ فرماتے اور علم ومعرفت کے دریا بہادیتے، ایک دن لوگوں نے آپ سے پوچھا۔حضرت آپ اسی دن کیوں وعظ فرماتے ہیں جس دن حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا تشریف لاتی ہیں۔حالانکہ مخلوق خدا کا تو ہمیشہ ہجوم رہتا ہے۔خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔’’جو شربت ہاتھیوں کے برتنوں کے لیے ہوتا ہے وہ چیونٹیوں کے برتنوں میں نہیں ڈالا جاتا۔

عورت کا مرتبہ بھی بہت بڑا ہے

ایک دفعہ بصرہ کے کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے سوال کیا: مردوں کو کیوں ایسے مرتبے حاصل ہیں جو عورتوں کو کبھی میسر نہیں آئے کیا اس کی وجہ یہ تو نہیں کہ عورتیں ناقص العقل ہوتی ہیں اور اسی لئے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوتی ہے۔اور مرتبہ نبوت پر اللہ نے ہمیشہ مردوں کو ہی فائز کیا ہے اور عورتوں کو اس منصب سے محروم رکھا ہے۔حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا نے جواب دیا۔کیا تم نے کبھی سنا ہے کہ کسی عورت نے آج تک خدائی کا دعویٰ کیا یہ بات صرف مردوں کے حصے میں آئی ہے اور پھر جتنے نبی، ولی، صدیق پیدا ہوئے ہیں اور ان ہی کی گود میں تربیت پائی ہے کیا عورت کا یہ مرتبہ کم ہے۔

حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ آپ کی بابت فرماتے ہیں کہ جب عورت راہ خدا میں مرد اور بہادر ہو تو اس کو عورت نہیں کہنا چاہتے۔

مجھے نار جہنم کا لقمہ بنادے

ایک دن کچھ لوگ حضرت رابعہ کے ہاں عبادت کر رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ میں عبادت الٰہی دوزخ کے خوف سے کرتا ہوں، دوسرا شخص بولا میں رب دو جہاں کی عبادت جنت کے حصول کے لیے کرتا ہوں۔حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا اے میرے معبود! اگر میں تیری عبادت جہنم کے ڈر سے کرتی ہوں تو مجھے نارِ جہنم کا لقمہ بنادے اگر میں تیری عبادت جنت کے لالچ میں کرتی ہوں تو تو مجھے اس سے ہمیشہ کے لئے محروم کردے اور اگر میں تجھ سے تیری ذات سے تیرے لئے محبت کرتی ہوں تو اے میرے مولا تو مجھے اپنے جمال ازلی سے محروم نہ کرنا۔آپ نے فرمایا جو بندہ خوف جہنم اور امید جنت کی وجہ سے بندگی کرتا ہے وہ بہت ہی برا ہے۔

مولا کی ناراضگی سے طبیعت علیل

ایک دفعہ حضرت رابعہ بصری علیل ہوگئیں حاضرین نے سبب دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے جنت کی خواہش ہوئی تو میرا محبوب ناراض ہوا کہ تو نے میرے سوا کسی اور چیز کی تمنا کیوں کی۔

اس علالت کا سبب صرف ناراضگی محبوب ہے اور کچھ نہیں، لوگوں نے آپ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ کی محبت کیسی ہے؟ حضرت رابعہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ بے حد مشکل لیکن محبت الٰہی نے مجھے دوستی خلق سے بے نیاز کردیا ہے۔

ایک دفعہ ایک شخص آپ کے پاس آیا جس کے سر پر پٹی بندھی ہوئی تھی آپ نے پوچھا کیا حال ہے؟ کہا سر میں سخت درد ہے، فرمایا تمہاری عمر کیا ہے؟ اس آدمی نے کہا تیس سال، آپ نے پوچھا کیا کبھی پہلے سر درد ہوا ہے؟ اس آدمی نے جواب

دیا نہیں کہا کہ تیس سال کے عرصے میں کبھی میں نے تجھے شکریے کی پٹی باندھے نہیں دیکھا آج ایک دن کے لئے درد ہوا تو شکایت کی پٹی باندھ لی پھر فرمایا کہ اگر راحت میں شاکر ہو تو تکلیف میں بھی صبر و رضا سے کام لو۔

چور کے حق میں دعائے خیر

ایک رات آپ عبادت الٰہی میں مصروف تھیں کہ ایک چور آیا اور آپ کو عبادت میں مصروف پا کر دوسرے کمرے میں چلا گیا کہ جو کچھ ہاتھ لگے لے کر رفو چکر ہو جائے، وہ دوسرے کمرے میں کسی کام کی چیز کی تلاش میں تھا، آپ کو جب چور کی موجودگی کا احساس ہوا تو آپنے اپنے رب سے عرض کی کہ مولا! یہ شخص کوئی امید لے کر میرے گھر آیا ہے، اسے معلوم نہیں کہ میرے گھر میں عشق الٰہی کے سوا کچھ نہیں یہ آس لے کر آیا ہے اسے میرے گھر سے ناامید، خالی ہاتھ نہ لوٹانا، آپ کی دعا سے اس کا سینہ نور الٰہی سے منور ہو گیا، دل کی سیاہی ڈھل گئی۔ وہ شخص کمرے سے باہر آ کر آپ کے قدموں میں گر گیا اور معافی مانگی۔ آپ نے فرمایا تم میرے گھر سے کچھ لیجانے کی نیت سے آئے تھے جو کچھ میرے پاس تھا وہ تمہیں مل گیا اب جاؤ۔ آپ کی دعا سے اس کے دل کی دنیا بدل گئی۔ اس نے اپنے گناہوں سے توبہ کی اور بزرگی کے مرتبے تک جا پہنچا۔ آپ فرماتی تھیں کہ زبان سے توبہ کرنا کاذب لوگوں کا فعل ہے کیونکہ اگر صدق دل سے توبہ کی جائے تو دوبارہ کبھی توبہ کی ضرورت ہی پیش نہ آئے۔

جانور بھی آپ سے محبت کرتے تھے

انسانوں کی محبت و عقیدت کے علاوہ جانور بھی آپ سے محبت کرتے تھے، ایک دن آپ جنگل میں تشریف لے گئیں تو وہاں تمام جانور آپ کے گرد جمع ہو گئے

اسی وقت حضرت خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ وہاں آ نکلے، آپ کو دیکھ کر تمام جانور بھاگ گئے، حضرت حسن رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ماجرا دیکھ کر حیرت سے آپ سے سوال کیا کہ یہ تمام جانور مجھے دیکھ کر فرار کیوں ہو گئے ہیں؟ اس پر حضرت رابعہ نے آپ سے پوچھ کہ آج آپ نے کیا کھایا ہے؟ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا گوشت روٹی، یہ سن کر حضرت رابعہ نے فرمایا کہ جب تم ان کا گوشت کھاؤ گے تو پھر یہ تم سے کیسے مانوس ہوں گے اور محبت کریں گے؟

قرآن کریم کے الفاظ میں گفتگو

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا جب عشق الٰہی میں درجۂ کمال کو پہنچ گئیں تو آپ زیادہ خاموش ہی رہتی تھیں اور اگر کبھی ضرورت کے وقت گفتگو کرنی پڑتی تو صرف قرآن پاک کی آیات سے ہی اپنا مطلب بیان کرتی تھیں، فرماتی تھیں کہ میں قرآن پاک کے الفاظ میں اس لئے گفتگو کرتی ہوں کہ فرشتے انسان کی ہر بات لکھ لیتے ہیں اور جب وہ باتیں میرے نامۂ اعمال میں لکھیں تو نہ صرف قرآن پاک کی آیات ہی ہوں اور وہ کوئی ایسی بات نہ لکھ سکیں جو میرے رب نے نہ فرمائی ہوں۔

کرامت

ایک بار آپ نے حج کا ارادہ کیا اور خچر پر سامان لاد کر روانہ ہوئیں۔ راستے میں آپ کا خچر مر گیا۔ قافلے والوں نے کہا کہ آپ کا سامان ہم اٹھا لیتے ہیں آپ نے فرمایا تم اپنا راستہ لو میں تمہارے بھروسے پر نہیں آئی، جب قافلے والے چلے گئے اور آپ ویرانے میں تنہا رہ گئیں تو خدا سے مناجات (شکوہ) شروع کی کہ الٰہی ایک غریب مسکین عورت کے ساتھ بادشاہ ایسا ہی کرتے ہیں، تو نے اپنے گھر آنے کی دعوت دی

اور میرے گدھے کو راستے میں مار کر مجھے جنگل میں تنہا کر دیا، ابھی آپ کی فریاد ختم نہ ہوئی تھی کہ خچر اٹھ کھڑا ہوا آپنے اس پر سامان رکھا اور مکے کی طرف روانہ ہوئیں۔

وفات

جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنی خادمہ حضرت عبدہ سے کہا کہ تم مجھے غسل دے کر اس جبہ (جس کو پہن کر رات کو عبادت کرتی تھیں) میں کفنا دینا، پھر آپ نے اپنے سرہانے موجود اکابر، مشائخ سے فرمایا کہ یہاں سے اٹھو اور خدا کے رسولوں کیلئے جگہ خالی کردو، وہ سب اٹھ کر باہر چلے گئے تو اندر سے یہ آواز سنی گئی، اے نفس مطمئنہ تو میری رحمت پر شاکر رہا اب دنیا سے اپنے پروردگار کی طرف رخصت ہو اس حال میں کہ خدا کی عطا و بخشش پر تو راضی ہے اور خدا تجھ سے راضی ہے میرے صالح بندوں کے گروہ میں شامل ہو جا اور میرے مقربین کی معیت میں تو جنت میں داخل ہو، جب اکابرین اندر گئے تو آپ کا وصال ہو چکا تھا، حضرت رابعہ کے وصال کی خبر جہاں جہاں پہنچی اک حشر برپا ہو گیا، لاکھوں افراد نے آپ کے جنازے میں شرکت کی، آپ کا وصال ۱۳۵ھ میں ہوا، آپ کا مزار بصرہ میں ہے۔

مشہور شاعر جناب احمد شجاع ساحر نے کیا خوب کہا ہے

عہد حاضر کی لڑکیوں سے کہو
تم سے پہلے بھی لڑکیاں تھیں بہت
غیرت مہر و رشک ماہِ منیر
دیس کی اپنے بیٹیاں تھیں بہت
عصمت و عفت و حیا و وفا
ان کے گھر کی یہ لونڈیاں تھیں بہت

باادب، باہنر، سلیقہ شعار
کیا کہوں! ان میں خوبیاں تھیں بہت
سرزمینِ وطن کے گھر گھر میں
ایک کیا! ان میں خوبیاں تھیں بہت
ان کی آغوش میں پلے وہ جواں
خون میں جن کے گرمیاں تھیں بہت
ہاں! تمہاری نظر سے گر دیکھیں
اگلے وقتوں میں سختیاں تھیں بہت
تم کو آزادیاں میسر ہیں
پاؤں میں ان کے بیڑیاں تھیں بہت
پر کبھی تم نے اس پہ غور کیا
گرچہ جاہل یہ بیبیاں تھیں بہت
تم سے آباد ایک گھر نہ ہوا
ان سے آباد بستیاں تھیں بہت

اللہ تبارک وتعالیٰ ایسی پاک باز ہستیوں کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بیٹی کی پیدائش، مغفرت کا سامان

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِیْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُوْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ یُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِیْکَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o یَخْلُقُ مَایَشَآءُ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ وَ یُزَوِّجُهُمْ ذُکْرَانًا وَّ اِنَاثًا وَیَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ o صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِیْمُ.

اللہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے جسکو چاہتا ہے لڑکیاں بخشتا ہے اور جسکو چاہتا ہے لڑکے بخش دیتا ہے یا دونوں جمع کر دیتا ہے لڑکے بھی اور لڑکیاں اور جسکو چاہتا ہے بانجھ رکھتا ہے بلا شبہ وہ بڑے علم والا بڑی قدرت والا ہے۔

عزت مآب میری ماؤں اور بہنو! اولاد بہت بڑی نعمت ہے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اولاد کو فتنے سے تعبیر کیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَ اَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ تمہارے مال اور اولاد تو فتنہ ہیں یعنی اللہ تعالیٰ مال اور اولاد کے ذریعہ آزمانہ چاہتا ہے کہ کون ان فانی اور زائل ہونیوالی نعمتوں میں پھنس کر آخرت کی دائمی نعمتوں کو فراموش کرتا ہے اور ان کو اپنی آخرت کا ذریعہ بناتا ہے اسی طرح ایک موقعہ پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اَلْوَلَدُ بُخْلَةٌ مَجْنَةٌ اولاد بخیل اور بزدلی کا سبب ہے یعنی آدمی اولاد ہی کیوجہ سے شجاعت و بہادری کے جوہر نہیں دکھاتا اسے اس بات کا اندیشہ رہتا ہے کہ اگر میں قتل کر دیا گیا تو میری اولاد کا کیا ہوگا اسی طرح دوسروں پر خرچ کرنے میں آدمی بڑی احتیاط برتتا ہے کہ دوسروں پر خرچ کر دونگا تو میرے بچے کیا کھائیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر ذی روح کے اندر اپنی اولاد کی محبت ڈالدی ہے جس کے لئے وہ طرح طرح کی پریشانیاں برداشت کرتا ہے تو انسان کو اپنی اولاد سے محبت کیوں نہ ہو بلکہ انسان کو اپنی اولاد سے سب سے زیادہ محبت ہوتی ہے کیونکہ اس کو اللہ تعالیٰ نے اشرف المخلوقات بنایا ہے اور اسی کے لئے پوری کائنات وجود میں آئی ہے اور انسان ہی کو احکام وشرائع کا مکلّف و پابند بنایا گیا ہے اور اولاد کی تعلیم وتربیت اور ان کی پرورش پر بڑے ہی اجر وثواب کا وعدہ رکھا ہے آدمی جو کچھ اپنی اولاد پر خرچ کرتا ہے اس کو بھی صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جس آدمی نے اپنی دو لڑکیوں کی پرورش کی اور ان کی شادی بیاہ کر دیا تو اس کے لئے جنت واجب ہوگی اس لئے لڑکی کی پیدائش تو بڑی ہی رحمت ہے مگر کیا کیجئے لوگ عموماً لڑکوں ہی کی تمنا رکھتے ہیں خود عورتیں ہی یہ چاہتی ہیں کہ لڑکے ہوں وہ بھی یہ پسند نہیں کرتی کہ لڑکی پیدا ہو افسوس کی بات ہے کہ لڑکی جو رحمت اور مغفرت کا سامان ہے ہم اسی سے نفرت کرتے ہیں ہونا تو یہ چاہیے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جو کچھ

دیں خوشی خوشی قبول کریں اور خرچ کے بارے میں ہرگز نہ ڈریں کیونکہ خرچ کی ذمہ داری اللہ تبارک وتعالیٰ نے لی ہے۔

بیٹی دوزخ سے نجات کا ذریعہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ کُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ“

(بخاری ج ۱،ص:۱۹۰۔ مسلم ج ۲،ص: ۳۳۰)

جس شخص پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹیوں کی ذمہ داری ڈالی گئی (اور اس نے اس ذمہ داری کو پورا کیا) اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا، تو یہ بیٹیاں اس کیلئے دوزخ سے بچاؤ کا سامان بن جائیں گی، مطلب یہ ہے کہ یہ آدمی اگر بالفرض اپنے کچھ گناہوں کی وجہ سے سزا اور عذاب کے قابل بھی ہوگا تو لڑکیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے صلہ میں اس کی مغفرت فرمادی جائے گی اور وہ دوزخ سے بچادیا جائے گا۔

ایک مومن کیلئے اس سے بڑی خوشخبری اور کیا ہوسکتی ہے کہ اسکو لڑکی کی پرورش کرنے پر جہنم سے آزادی کا پروانہ مل جاوے یہ اس کا کلام ہے اور اس شخص کی زبانی بشارت وخوشخبری ہے جس سے سچی کسی کی بات نہیں ہوسکتی اور وہ جو کچھ کہتا ہے وہ صرف وحی الٰہی ہوا کرتی ہے وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام خواہش نفس سے کوئی بات نہیں کہتے ہیں آج اگر کوئی سرکاری ملازم اور عہدے دار ایک چیز کا ہم سے وعدہ کرتا ہے تو اس پر مکمل اعتماد و بھروسہ ہوتا ہے لیکن افسوس صد افسوس ہم جس کے نام لیوا ہیں اور جس کی غلامی کا دم بھرنیوالے ہیں وہی ہم کو خوشخبری اور بشارت سنا رہا ہے مگر ہمیں یقین واعتماد نہیں ہے اور لڑکیوں کی پیدائش پر وہ خوشی نہیں مناتے جو لڑکوں کی پیدائش پر مناتے ہیں گھر میں بہو جب قدم رکھتی ہے تو سب سے پہلے

پوتے کی تمنا اسکی ساس ہی کرتی ہے، اور خود ساس ہی پوتے اور پوتیوں کے درمیان مساوات اور برابری کا برتاؤ اور سلوک نہیں کرتی۔

لڑکا لڑکی کے درمیان ماں کا طرز عمل

(اللہ حفاظت فرمائے جھوٹ کہنے سے) مائیں بھی بیٹوں اور بیٹیوں میں دو رُخا برتاؤ کرتی ہیں آج اگر لڑکیوں کو زندہ درگور نہیں کیا جاتا تو بھی لڑکیوں کو نفسیاتی طور پر یہ الجھن اور پریشانی ضرور رہتی ہے کہ والدین ان کو زیادہ نہیں چاہتے جبکہ لڑکیاں جتنی محبت اپنے والدین سے کرتی ہیں اتنی محبت لڑکے بھی نہیں کرتے یہ تو مانوں قدرت ہے اللہ تعالیٰ جسے چاہے لڑکا دے اور جسے چاہے لڑکی اللہ تعالیٰ بندوں کی مصلحتیں سب سے زیادہ جانتے ہیں اس لئے کسی کو صرف لڑکے ہی دیتے ہیں اور کسی کو صرف لڑکیاں ہی دیتے ہیں اور بعض کو لڑکے اور لڑکیاں دونوں عنایت کرتے ہیں اس میں بندے کا کوئی اختیار نہیں ہم ہزار چاہئیں کہ لڑکی پیدا ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کو نہیں منظور ہے تو ہرگز لڑکی پیدا نہیں ہوسکتی، ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کی مشیت ہی غالب رہی ہے یاد رکھئے ہمارے چاہنے سے لڑکا بھی پیدا نہیں ہوسکتا ہے اس لئے لڑکیوں کی پیدائش پر غمی کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔

لڑکی بوجھ نہیں خوشی کا سامان ہے

مگر افسوس کی بات ہے آج بھی بہت سے علاقوں اور طبقوں میں لڑکی کو ایک بوجھ اور مصیبت سمجھا جاتا ہے اور اس کے پیدا ہونے پر گھر میں بجائے خوشی کے افسردگی اور رنج وغم کی فضا قائم ہو جاتی ہے، یہ حالت تو آج ہے، لیکن اسلام سے پہلے عربوں میں تو بے چاری لڑکی کو

باعثِ ننگ وعار تصور کیا جاتا تھا اور اس کا یہ حق بھی نہیں سمجھا جاتا تھا کہ اس کو زندہ ہی رہنے دیا جائے۔

مذہب اسلام نے ہی باپ کو بتایا کہ بیٹی کا وجود تیرے لیے ننگ وعار اور حقارت کی بات نہیں ہے، بلکہ اس کی پرورش، اس کی تعلیم وتربیت اور اس کا حق دینا نیز اس کے ساتھ احسان کرنا تجھ کو جنت کا مستحق بناتا ہے، چناں چہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ عَالَ جَارِيَتَيْنِ حَتّٰى تَبْلُغَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ ، وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ (مسلم ص: ۳۳۰ ج ۲) جو شخص دو لڑکیوں کی پرورش کرے یہاں تک کہ وہ بلوغ کو پہنچ جائیں، تو قیامت کے دن میں اور وہ ان دو انگلیوں کی طرح ہوں گے، راوی کہتے ہیں کہ آپ نے اپنی انگلیوں کو ملادیا۔

ساری اولاد میں مساوات

چونکہ آپ ﷺ پوری دنیائے انسانیت کے لئے سچے ہیں اور بالخصوص ہم صنف نازک پر آپ ﷺ نے بڑے احسانات وانعامات فرمائے ہیں عورتوں پر بڑے ظلم ہو رہے تھے اسلئے آپ ﷺ نے اس پر بندش اور روک ہی نہیں لگائی بلکہ لوگوں کے قلوب عورتوں اور لڑکیوں کی طرف متوجہ کردیے کہ ان پر احسانات کرو انکے حقوق دو اور لڑکیوں پر سب سے بڑا احسان یہ کیا کہ ان کو زندہ درگور کئے جانے سے بچالیا اور کئی ایک مردوں کے ساتھ ذلت کے زندگی گذارنے کی بجائے ایک مرد کے ساتھ رہنے کا حکم دیا اور باہمی زندگی گذارنے کے لئے جن حقوق ومراعات کی دونوں کو ضرورت تھی ان کی ادائیگی پر زور دیا۔

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ اور عورتوں سے جیسے سلوک سے پیش آؤ ایسے ہی لڑکیوں کے ساتھ مساوات و برابر کا حکم دیتے ہوئے آپ ﷺ نے یہاں تک ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کو کسی پر فضیلت دیتا تو لڑکیوں کو لڑکوں پر فضیلت دیتا لیکن یہ فضیلت و برتری اولاد میں بالکل نہیں ہے تو جس طرح لڑکوں کے حقوق ہیں اسی طرح لڑکیوں کے بھی حقوق ہیں اسلئے لڑکیوں کی پیدائش کو بوجھ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ لڑکی تو خوشی کا سامان ہے آپ ﷺ نے جب لڑکیوں کی پرورش پر صحابہ کرام کو توجہ دلائی تو صحابہ رضی اللہ عنہ ایک دوسرے سے سبقت کرنا چاہتے تھے اور ہر کوئی یہ خواہش کرتا تھا کہ لڑکی کی پرورش میں کرونگا یعنی یتیم بچیوں کی پرورش پر صحابہ ایک دوسرے سے سبقت کرنا چاہتے تھے اور ہم تو اپنی ہی لڑکیوں کی پرورش کو بوجھ سمجھتے ہیں۔

لڑکی کی اچھی تربیت پر جنت کا وعدہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ کا پاک ارشاد نقل کرتے ہیں کہ مَنْ كَانَتْ لَهٗ ثَلٰثُ بَنَاتٍ اَوْ ثَلٰثُ اَخَوَاتٍ اَوْ اِبْنَتَانِ اَوْ اُخْتَانِ فَاَحْسَنَ صُحْبَتَهُنَّ وَاتَّقَى اللّٰهَ فِيْهِنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ (ترمذی ص: ۱۳، ج ۲) جس شخص کی تین بیٹیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو بیٹیاں یا دو بہنیں ہوں پھر وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرے تو اس بندے کے لیے جنت کا فیصلہ ہے۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حسن سلوک کو لڑکیوں کا صرف حق ہی نہیں بتلایا، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر یہ انتہائی خوش خبری سنائی کہ لڑکیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والے اہل ایمان کے لیے داخلۂ جنت اور عذاب دوزخ سے نجات کا فیصلہ ہے۔

لڑکی کے تعلق سے والدین کی ذمہ داریاں

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت اپنی دو بچیوں کو لئے ہوئے آئی اور سوال کیا میرے پاس صرف تین کھجوریں تھیں میں نے اس عورت کو دیدی تو اس نے ایک ایک کھجور اپنی دونوں بچیوں کو دیدی اور ایک کھجور کھانے کیلئے اپنے منہ میں ڈالنے لگی تو بچیوں نے اس تیسرے کھجور کو بھی مانگ لیا تو اس نے خود کھانے کے بجائے بچیوں میں تقسیم کردیا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس واقعہ سے اس قدر متاثر ہوئیں کہ آپ ﷺ سے اس کا تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو اسی عمل کیوجہ سے جنت کے داخلہ اور دوزخ سے رہائی فیصلہ فرمادیا، ایک ماں اپنے بچوں کی خاطر جس قدر تکالیف اور پریشانیاں برداشت کرتی ہے اسکا بدلہ یہی ہونا چاہیے کہ اسکو جنت ملے اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے ماں کے بڑے فضائل اور مناقب بیان فرمائے ہیں ایک صحابی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں تمہاری ماں پھر سوال کرتے ہیں اسکے بعد کون پھر آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ تمہاری ماں اسی طرح تین مرتبہ وہ صحابی سوال کرتے ہیں اور آپ ﷺ ہر مرتبہ یہی جواب دیتے ہیں کہ تمہاری ماں پھر جب چوتھی مرتبہ سوال کرتے ہیں تو آپ ﷺ فرماتے ہیں تمہارے ماں کی بیٹی کے ساتھ بہت بڑی قربانی ہوتی ہے اسکی پرورش کرتی ہے اسکی تعلیم وتربیت کا بندوبست کرتی ہے پھر جب بڑی ہوتی ہے اور اس کیلئے سہارا بنتی ہے تو دوسروں کے حوالے کردیتی ہے پھر اس کے ساتھ داماد اگر ٹھیک اور سلیقہ کا مل گیا تو فبہا ورنہ مزید پریشانیاں اٹھانی پڑتی ہیں لیکن یہ ساری قربانیاں اس عظیم خوشخبری اور بشارت کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔

بیٹا اور بیٹی سے برابر کی محبت کرے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ كَانَتْ لَهُ اُنْثٰى فَلَمْ يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَ لَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ عَلَيْهَا يَعْنِى الذُّكُوْرَ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ (رواہ ابوداؤد، مشکوۃ ص:۴۲۳) جس شخص کے ہاں لڑکی ہو اور اس کو زندہ دفن نہ کرے اور نہ اس کی توہین اور ناقدری کرے اور نہ برتاؤ میں لڑکوں کو اس پر ترجیح دے (یعنی جیسا برتاؤ لڑکوں کے ساتھ کرتا ہے لڑکیوں کے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ کرے) تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا فرمائے گا۔

اسلام نے مرد کو باخبر کیا کہ نیک بیوی تیرے لیے دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے، وہ اگر تمہارے حقوق میں کچھ کوتاہی کرے یا آداب میں کچھ کمی ہوجائے تو تم پھر بھی اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آؤ اور اچھا برتاؤ کرو۔

دادودہش میں برابری نہ کرنیکا انجام اچھا نہیں

رسول اکرم ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی کہ اولاد کے درمیان دادودہش میں مساوات اور برابری کا معاملہ کرو کیونکہ اگر عدل وانصاف نہ کیا جائیگا کسی بچہ کو کم اور کسی کو زیادہ نوازیں گے تو اسکا انجام بڑا خراب ہوگا خود باپ کی طرف سے بچوں کے دل میں بغض وحسد پیدا ہوگا اسی طرح بچے آپس میں ایک دوسرے سے بغض وحسد رکھیں گے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد مجھے لیکر آپ ﷺ کے پاس گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے اس لڑکے کو ایک غلام ہبہ کرتا ہوں آپ گواہ رہیں تو آپ ﷺ نے دریافت کیا کیا اور بچوں کو بھی اسی طرح سے ہبہ کیا ہے تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ ایسا تو نہیں کیا پھر آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ نہیں چاہتے ہو کہ

تمہارے سارے بچے یکساں طور پر تمہاری فرمانبرداری کریں؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ضرور چاہتا ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا پھر ایسا مت کرو زندگی میں جو کچھ لڑکیوں پر خرچ کیا جائے لڑکیوں پر بھی اسی طرح خرچ کیا جائے ہاں مرنے کے بعد لڑکے کا حصہ دوگنا اور لڑکی کا حصہ اکہرا ہے اور یہ مختلف مصلحتوں کی بنیاد پر ہے چونکہ لڑکے کے اوپر بڑی ذمہ داریاں ہوتی ہیں اس لئے دوگنا حصہ دیا گیا اور لڑکیوں کے اوپر مالی اعتبار سے کوئی بوجھ اور ذمہ داری شریعت نے نہیں رکھی، اس لئے اس کو اکہرا حصہ دیا گیا۔

بہترین سامان نیک عورت ہے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَ خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃُ (مسلم ص:۴۷۵، ج۱) دنیا ایک سامان ہے اور دنیا کا سب سے بہترین سامان نیک عورت ہے۔ مختلف احادیث میں نیک عورت کی بہت سی نشانیاں بیان کی گئی ہیں: مثلاً احادیث میں ہے کہ بہترین عورت وہ ہے، جو اپنے شوہر کی آخرت کی تیاری پر مدد کرے،

اور بعض روایات میں ہے کہ بہترین عورت وہ ہے جو اپنی ذات اور شوہر کے مال میں کسی گناہ کی متلاشی نہ ہو اور کوئی خیانت نہ کرے، ایک روایت میں نیک عورت کی یہ علامات بتائی گئی ہیں (۱) جب شوہر کوئی حکم دے تو عورت اطاعت کرے۔ (۲) جب تو اس کو دیکھے تو وہ تجھ کو خوش کردے۔ (۳) جب شوہر قسم کھالے تو عورت بری کردے۔ (۴) جب شوہر غائب ہو تو اپنے نفس اور شوہر کے مال میں خیرخواہی کرے، نہ تو مال میں خیانت کرے اور نہ اپنی ذات میں کسی قسم کی خیانت کی مرتکب ہو۔ (الترغیب والترہیب ص:۴۱، ج۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ

لِنِسَائِھِمْ (ترمذی ص:۲۱۹، ج۱) مومنین میں سب سے کامل ایمان والا وہ شخص ہے، جس کے اخلاق وعادات سب سے اچھے ہوں اور تم میں بہترین اور خیر کے حامل وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے حق میں بہتر ہوں، مطلب یہ ہے کہ آدمی کی اچھائی اور بھلائی کا خاص معیار اور نشانی یہ ہے کہ اس کا برتاؤ اپنی بیوی کے حق میں اچھا ہو۔

بیویوں کے حسن سلوک کی اعلیٰ مثال

بیویوں کیساتھ حسن سلوک کا اعلیٰ نمونہ اور مثال آپ ﷺ نے جو پیش کیا ہے اس سے بڑھکر اور اس سے بہتر حسن سلوک کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی ہے اور نہ ہی تصور کیا جاتا ہے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام بارہا حسن سلوک کا حکم دیا اور عمل کر کے بھی سکھلا دیا بلکہ بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کمال ایمان قرار دیا گیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں میں اس آدمی کا ایمان زیادہ کامل ہے جسکا اخلاقی برتاؤ سب کے ساتھ بہت اچھا ہو اور خاص کر بیویوں کیساتھ جس کا رویہ لطف ومحبت کا ہو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ میں ایک سفر میں حضور ﷺ کے ساتھ تھی تو پیدل دوڑ میں مقابلہ کیا تو میں جیت گئی اور آگے نکل گئی اس کے بعد جب میرا بدن بھاری ہوگیا تو اس وقت ہمارا دوڑ میں مقابلہ ہوا تو آپ جیت گئے اور آگے نکل گئے اس وقت آپ نے فرمایا یہ تمہاری اس جیت کا مقابلہ ہے اسکے علاوہ بہت ساری احادیث ذخیرۂ کتب احادیث میں ملتی ہیں جس میں آپ ﷺ نے بیویوں کیساتھ حسن معاشرت کا طریقہ سکھایا ہے اللہ رب العزت زوجین میں سے ہر ایک کو حسن معاشرت سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

خواتین اخلاقِ حسنہ سے آراستہ ہوں

اَلسَّلامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِیَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ o بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا o صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ

تحقیق کہ مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں عبادت گذار مرد اور عبادت گذار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صبر کرنیوالے مرد اور صبر کرنیوالی عورتیں اور ڈرنے رہنے والے مرد اور ڈرنے والی عورتیں اور اور صدقہ دینے والے مرد اور صدقہ دینے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالے مرد اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنیوالی عورتیں بکثرت اللہ کا ذکر کرنیوالے مرد اور بکثرت اللہ کا ذکر کرنیوالی عورتیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر تیار کررکھا ہے۔

ہم اپنے اندر یہ اوصاف پیدا کریں

عفت مآب میری ماؤں اور بہنو! سورۂ احزاب کی ایک طویل آیت کریمہ میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی ہے اللہ رب العزت نے اس آیت کریمہ میں کل دس صفتیں ذکر فرمائی ہیں جس میں مرد و عورت سب برابر ہیں مرد و عورت میں سے جو کوئی ان اوصاف کو اپنائے تو ان کے مغفرت اور اجر عظیم کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے ایک پاکیزہ سلیقہ شعار اور اطاعت گذار خاتون معاشرے اور خاندان میں رہ کر اچھا اور اہم رول ادا کرسکتی ہے تاریخ و سیر اور احادیث کے مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ایک عورت گھر کی چہار دیواری میں رہ کر کارہائے نمایاں انجام دے سکتی ہے لیکن شرط یہی ہے کہ اخلاق حسنہ سے اپنے آپ کو آراستہ و پیراستہ کریں اور دس صفتیں جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں انکو اپنی زندگی میں اتاریں ان میں کچھ صفتیں تو ایسی ہیں جو ہم عورتوں میں پائی ہی نہیں جاتی ہیں یا اگر پائی جاتی ہیں تو بہت کم مثلاً صدقہ وخیرات سے عورتیں بہت جی چراتی ہیں حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اِنَّ الصَّدَقَاتُ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ کہ صدقہ اللہ کے

غضب کو بجھاتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک عورت اپنی ایک لڑکی کو لیکر خدمت نبوی میں آئی اور اسکی لڑکی کے ہاتھوں میں سونے کے موٹے کنگن تھے تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ ان کنگنوں کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو تو اس خاتون نے نفی جواب دیا تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کیا تم پسند کرتی ہو کہ ان کنگنوں کے بدلہ تم کو جہنم میں جلنا پڑے؟ اس خاتون نے کہا، ہرگز نہیں اور اللہ کی اس بندی نے وہ کنگن اتار کر فوراً خدمت نبوی میں پیش کر دیئے اور کہا کہ یہ کنگن اللہ اور اسکے رسول کیلئے ہے صحابیات کا تو یہ حال تھا کہ حدیث نبوی سن کر انحراف کی گنجائش نہ تھی اور نہ ہی اس میں تاویل وتوجیہ کرتی تھیں۔

غفلت وکوتاہی

مگر آج ہم عورتوں کا حال یہ ہے کہ ہمارے زیورات سالوں سے گھروں میں پڑے ہیں لیکن ان کی زکوٰۃ کی توفیق نہیں ہوتی ہے حدیث میں آتا ہے کہ جس مال کی زکوٰۃ نہیں دی جاتی وہ مال قیامت کے دن آگ کی شکل میں بنا دیا جائیگا جو اسکو ڈسے گا اور کہے گا کہ میں ہی تیرا مال ہوں اسی طرح ہم عورتوں میں جھوٹ کی بھی عادت ہے اس کی بری وجہ کثرت کلام ہے اگر بات کم کریں تو انشاءاللہ جلد ہی سچ بولنے کی عادت پڑ جائیگی ایسے ہم میں صبر کا مادہ نہیں اگر معمولی سی تکلیف شوہر کی طرف سے پہونچ گئی تو شوہر سے لڑ بیٹھتی ہیں اور اسکی ناشکری کرنی شروع کر دیتی ہیں اسلئے ہمارے لئے بہت ضروری ہے کہ اچھائی کو اپنائیں سچائی دیانت داری امانت داری انہیں سب چیزوں کو پسند کیا جاتا ہے کیونکہ تجربہ ہے کہ مجموعی حیثیت سے اگر جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ لوگوں کی اکثریت سچائی، دیانت شجاعت سخاوت ایثار وقربانی وغیرہ کو ہمیشہ سے پسند کرتی چلی آرہی ہے اور جھوٹ، غیبت، خیانت، بزدلی،

بخیلی اور کمینہ پن وغیرہ کو ناپسند کرتی رہی ہے اور یہ سب اس وقت تک رہتا ہے جب تک انسان کی فطرت اپنی اصل حالت پر قائم اور صحیح سلامت رہیں، اسلام فطری حقائق کو صرف تسلیم ہی نہیں کرتا بلکہ انہیں سماج و معاشرے میں فروغ دینے کی ترغیب بھی دیتا ہے اور اس مقصد کی تکمیل کے لئے اسلام اخلاق حسنہ کو باعث خیر، اجر وثواب کا موجب قرار دیتا ہے۔ اور اخلاق سیئہ کو باعث گناہ و عذاب قرار دیتے ہوئے مومنوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ وہ ہمیشہ اخلاق حسنہ کو اختیار کریں۔

غیر مسلم ان اخلاقی قدروں کو اپنا رہے ہیں

غرضیکہ اسلام اخلاق حسنہ پر زور دیتا ہے اور اخلاق سیئہ سے اجتناب کی تلقین کرتا ہے، لیکن افسوس کی بات یہ کہ اسلام نے جن فطری اخلاقیات کو حوصلہ افزائی کی اور اپنانے کی ترغیب دی ہے آج امت مسلمہ کی اکثریت ان سے تہی دامن ہو چکی ہے، غیر مسلم اقوام ان اخلاقی اقدار کو اپنا کر دنیوی فوائد حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مردوں کے بنسبت عورتوں کے اخلاقی بگاڑ کا معاملہ زیادہ سنگین ہے کیونکہ عورت اپنے ماحولیاتی مزاج کی وجہ سے بہت جلد اخلاقی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتی ہے، مثلاً بدزبانی، ناشکری، طعن و تشنیع وغیرہ، مشاہداتی دلائل کے علاوہ نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث بھی اس پر دلالت کرتی ہے جس کے راوی ابوسعید حدری رضی اللہ عنہ ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یَامَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ رَاَیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَهْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَ بِمَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَ تَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ (رواہ البخاری) یعنی اے عورتوں کی جماعت! صدقہ وخیرات کیا کرو کیونکہ میں نے دیکھا کہ تم ہی سب سے زیادہ جہنم میں داخل ہو۔ عورتوں نے اللہ کے رسول سے اس کی وجہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ تم لعن طعن بہت کرتی ہو اور خاوندوں کی ناشکری کرتی ہو۔

نبی اکرم ﷺ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کریں

لہذا مسلم خواتین کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اپنے اخلاق وکردار درست کریں اوراس درستگی کا طریقہ یہ ہے کہ وہ اپنے رویہ کواسلامی تعلیمات کے تابع کردے جب وہ اپنے رویے، کردار وگفتار کو اسلامی تعلیمات کے تابع کر کے چلے گی تو وہ خود بخود اخلاق حسنہ کی مالک بن جائے گی، آیئے ہم اس کا جائزہ لیتے ہیں کہ اسلام کس طرح کے اخلاق سے منع کرتا ہے اور کس قسم کے اخلاق سے مزین ہونے کا حکم دیتا ہے، ایک سچی مسلمان عورت کو ہمیشہ خش اخلاق، نرم خو اورنرم زبان ہونی چاہیے وہ اخلاق کے سلسلہ میں اسلامی تعلیمات پر عمل کرتی رہے اور وہ اپنے پیارے نبی ﷺ کا اسوۂ حسنہ بن جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کی حالت یہ تھی کہ سہواً یا قصداً کبھی فحش بات منہ سے نہیں نکالتے تھے جس کی گواہی اللہ تعالیٰ نے خود دی ہے ” اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ “ (سورۃ قلم۴) بیشک آپ اخلاق کے بڑے بلند مرتبے پر ہیں حسن اخلاق ایک ایسا جامع لفظ ہے جس کے تحت نیک خصلت آتی ہے جس سے انسان کے کردار میں حسن آتا ہے اس کا تزکیہ ہوتا ہے اوراس کو رفعت وبلندی حاصل ہوتی ہے جیسے حیا، بردباری، نرمی، عفو ودرگزر، رواداری، فراخ دلی خوش طبعی، سچائی، امانت داری خیر خواہی ثابت قدمی، پاک طینتی اور دیگر مکارم اخلاق وغیرہ۔

سچائی تمام فضائل کی جڑ ہے

اخلاق حسنہ میں سچائی کو مرکزی مقام اورحیثیت حاصل ہے اگر کوئی سچ کو اپنالے تو وہ بہت جلد باقی اخلاق فاضلہ کا بھی مالک بن جاتا ہے، ایک مسلمان

خاتون دوسروں کے ساتھ ہمیشہ سچائی کا معاملہ کرتی ہے اس لئے کہ اسلام اسے یہ تعلیم دیتا ہے کہ سچائی تمام فضائل کی جڑ اور مکارم اخلاق کی بنیاد ہے اور ایک سچی دیندار اور صاحب شعور خاتون اسلام کی ایک صفت یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتی، اس لئے کہ جھوٹ بولنا حرام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ” وَاجْتَنِبُوا قَوْلَ الزُّوْرَ “ (حج ۳۰) یعنی جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔

سچ خیرخواہی کی تعلیم دیتا ہے۔

ایک سچی مسلمان خاتون نہ صرف یہ کہ جھوٹ، دھوکہ بازی، حسد وکینہ اور منافقت جیسی بری صفات سے مبراء ومنزہ ہوتی ہے بلکہ وہ تعمیری اور ایجابی صفات سے بھی آراستہ وپیراستہ ہوتی ہے، مثلاً وہ اپنے معاشرے میں ہر مسلمان کے ساتھ خیر خواہی کرتی ہے اور دوسروں کے لئے اچھے جذبات رکھتی ہے کیونکہ اس کا ایمان ہے کہ اس کا دین تو دوسروں کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی کا نام ہے جیسا کہ اللہ کے رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ” اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ، قَالَ الصَّحَابَۃُ لِمَنْ؟ قَالَ لِلّٰہِ، وَلِکِتَابِہٖ، وَلِرَسُوْلِہٖ، وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِھِمْ “ (رواہ مسلم کتاب الایمان) دین خیر خواہی کا نام ہے صحابہ کرام نے دریافت کیا کس کے لئے؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے لئے، اس کی کتاب کے لئے اوراس کے رسول کے لئے اور مسلمانوں کے ائمہ اور عوام کے لئے۔ تو جب ایک مسلمان عورت سچائی جیسے بلند تر مقام ومرتبہ پر فائز ہوجاتی ہے تو پھر وہ دغا بازی سے کام نہیں لیتی، نہ کسی کو دھوکہ دیتی ہے اور نہ ہی غداری کرتی ہے، اس لئے کہ سچائی کا تقاضا ہی یہی ہے کہ انسان خیر خواہی کرے صاف دلی سے پیش آئے، انصاف کرے اور وفاداری کا معاملہ کرے، دغا بازی سے بچے، دھوکہ نہ دے، فریب کاری نہ کرے نہ ہی بے جا کسی کی حمایت اور طرف داری کرے۔

سچائی نفاق کو دور کرتی ہے

ایک سچی مسلمان عورت جس کا نفس اور وجود اسلامی تعلیمات میں ڈھل چکا ہو وہ کبھی بھی وعدہ خلافی نہیں کرتی بلکہ ہمیشہ ایفائے عہد جیسے پسندیدہ خصلت سے آراستہ رہتی ہے یہ کہنے میں کوئی مبالغہ نہیں کہ یہ خصلت زندگی میں انسان کی کامیابی کے اہم عوامل میں سے ایک ہے اور اس سے انسان کی عظمت اس کے مقام کی بلندی اور اس کے معاشرتی معیار کی رفعت کا پتہ چلتا ہے۔

ایک سچی خاتون اسلام نفاق، مداہنت، چاپلوسی، بے جا خوشامد کرنے اور دوسروں کی جھوٹی تعریف کرنے سے دور رہتی ہے، یہی وجہ ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم دیا تھا کہ اگر کسی کو کسی کے منہ پر تعریف کرتے ہوئے دیکھیں تو اس کے منہ میں مٹی جھونک دیں تاکہ معاشرہ میں ایسے لوگوں کی تعداد میں اضافہ نہ ہو، کیونکہ اگر ایسے لوگ بڑھ گئے تو نفاق عام ہو جائے گا اور ہر طرف چاپلوسی کا دور دورہ ہوگا۔

سچی عورت دوسروں کو حقیر نہیں سمجھتی

ایک سچی مسلمان عورت دوسروں کی مصیبت پر خوش ہونے ان کی ہنسی اڑانے اور انہیں حقیر سمجھنے سے احتراز کرتی ہے، اسلئے کہ کسی کی مصیبت پر خوش ہونا ایک گھٹیا، پست تکلیف دہ اور اذیتناک خصلت ہے جس سے اسلام نے منع کیا ہے اور اس میں مبتلاء ہونے سے ڈرایا ہے سچی اور خدا پرست خاتون اسلام کے دل میں کسی کی مصیبت پر خوشی کی کوئی جگہ نہیں ہوتی بلکہ اگر کوئی شخص کسی مصیبت میں گرفتار ہو جاتا ہے تو وہ اس کے ساتھ مہربانی اور شفقت سے پیش آتی ہے اس کی تعزیت

کرتی ہے اور اسکی مصیبت کو ہلکا کرنے کی کوشش کرتی ہے دوسروں کی مصیبت پر خوشی کا اظہار تو وہ لوگ کرتے ہیں جو اسلام کی روح اور اس کی تعلیمات سے کوسوں دور رہتے ہیں اور جن کی پرورش ہی انتقام مکروفریب، عیب جوئی، غیبت اور ایذا رسائی کے ماحول میں ہوتی ہے ایسے لوگوں کو اللہ کے رسول ﷺ کا یہ فرمان یاد رکھنا چاہیے، ''لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيْكَ فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ'' (رواہ الترمذی) اپنے ساتھی کی تکلیف پر خوشی نہ مناؤ ورنہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم کردے اور تمہیں اس تکلیف میں مبتلا کردے۔

سچی عورت بدظنی سے کوسوں دور ہوتی ہے

ایک سچی خاتون اسلام کی یہ خصلت ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کے بارے میں بدگمانی نہیں کرتی اور انکے بارے میں خیالات وتصورات کے گھوڑے نہیں دوڑاتی اور وہ اللہ کے اس حکم کی تعمیل کرتی ہے جس میں فرمایا گیا ''يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ'' (سورۃ حجرات ۱۲) اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو، کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور وہ اللہ کے رسول کی اس فرمان کو بھی نہیں بھولتی' اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ الْحَدِيْثِ'' (رواہ البخاری) کہ بدگمانی سے بچو، بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

سچی عورت سے دل میں خوف خدا ہوتا ہے

ایک سچی دیندار عورت ہر حال میں اللہ سے ڈرنے والی ہوتی ہے مسلمان عورت غیبت اور چغل خوری سے کوسوں دور رہتی ہے تاکہ کہیں اس کا رب اس سے ناراض نہ ہو جائے اور وہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد دہراتی رہتی ہے جس کا

ترجمہ یہ ہے۔ ”تم میں سے کوئی کسی کی غیبت نہ کرے کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کرے، تو تم اس سے خود گھن کرو گے، اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اللہ تعالیٰ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ مسلم خواتین کو ان اخلاق سے متصف فرمادے جس سے معاشرے میں پھیلی ہوئی برائیاں دور ہو جائے اور امن چین وسکون کی فضاء تمام جہاں میں پھیل جائے۔

ہماری ذمہ داریاں

اس کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر سدھار پیدا کریں اس کے بغیر معاشرے اور خاندان میں سدھار پیدا نہیں ہوسکتا ہے مرد کا کام گھر کے باہر کی ذمہ داریاں نبھانا ہے وہ گھر کے اندر کے کام بال بچوں کی دیکھ ریکھ اور پرورش میں اتنا اہم رول ادا نہیں کرسکتا ہے جتنا کہ ایک عورت کرسکتی ہے ہم بچپن ہی سے بچوں کو صوم وصلوۃ اور ذکر وتلاوت کا پابند بنائیں تاکہ آگے چل کر یہ بچے دین کے امور بجا طور پر انجام دے سکیں حدیث نبوی ہے عَلِّمُوا الصَّبِیَّ الصَّلَاۃَ اَیْنَ سَبْع وَاضْرِبُوْہُ عَلَیْھَا اَیْنَ عَشَرَ۔ بچوں کو نماز پڑھنا سکھاؤ جبکہ وہ سات سال کے ہوں اور انکی پٹائی کرو نماز کے چھوڑنے پر جبکہ وہ دس سال کے ہوں اسی طرح ہم بچوں کو غلط اور آوارہ بچوں کی صحبت سے باز رکھیں کیونکہ صحبت کا اثر بہت جلد پڑتا ہے خاص کر بری صحبت اور بھی جلدی اثر کرتی ہے اور ہم بھی ایک دوسرے کی غیبت اور برائی سے بچپن اور اچھی اور صالح عورتوں کی صحبت اختیار کریں اللہ سے دعا ہے کہ ہم کو اخلاق حسنہ سے مزین فرمائے اور اچھوں کی صحبت مرحمت فرمائے آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ☆

کلام الٰہی کی عارفہ علوم نبوی ﷺ کی ماہرہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُوْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ o قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَةُ ھٰذَا جِبْرِیْلُ یُقْرِئُکِ السَّلَامَ قَالَتْ وَ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ قَالَتْ وَھُوَیَرٰی مَالَا اَرٰی o اَوْ کَمَا قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

محترم خواتین اسلام میری ماؤں اور بہنو!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے فضائل مناقب بے شمار ہیں اور کیوں نہ ہوں جبکہ نبی اکرم ﷺ کی سب سے چہیتی اور دلعزیز بیوی ہیں اور دین اسلام کی خاطر انکی بڑی قربانیاں ہیں کلام الٰہی کو اس کے مالہ وماعلیہ کیساتھ اچھی طرح سمجھتی تھیں علوم نبوت پر اچھی دسترس رکھتی تھیں بڑے بڑے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرتے تھے تشنگان علوم دینیہ ان سے اپنی عمل تشنگی کو بجھایا کرتے تھے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی ہم اصحابہ کو کسی مسئلہ میں کوئی اشتباہ ہوتا تو ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کرتے تو ان کے پاس اس کا علم ضرور ملتا ایک موقع پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مردوں میں سے تو بہت سے لوگ درجۂ کمال کو پہونچے مگر عورتوں میں سے صرف تین عورتیں کامل ہوئیں ایک تو حضرت عیسی علیہ السلام کی ماں حضرت مریم بنت عمران حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا جو فرعون کی بیوی تھیں اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور عائشہ کی فضیلت بقیہ عورتوں پر ایسی ہے جیسے کہ ثرید کی فضیلت بقیہ کھانوں پر۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت و برتری کا اندازہ صرف اس حدیث سے لگائیے جو میں نے خطبہ میں پڑھی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اے عائشہ یہ جبریل ہیں جو تم کو سلام کہلوا رہے ہیں تو حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ میں نے جواب دیا وعلیہ السلام و رحمۃ اللہ (ان پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت) آگے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ وہ دیکھتے تھے جو میں نہیں دیکھتی الغرض حضور نبی کریم ﷺ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو محبت کرتے تھے اس کی بڑی ہی خاص وجہ یہ تھی کہ وہ نہایت ہی سمجھدار اور زیرک اور عقلمند تھیں۔

بنتِ صدیق باشعور وباکمال تھیں

اللہ رب العزت نے ام المومنین بنت صدیق کو فطری طور پر باشعور وباکمال بنایا تھا، اس کے ساتھ ساتھ قلب سلیم، دانش مندی، عفت وحیا اور حسن سلوک اور جمال سیرت سے آراستہ کر کے رذائل سے مبرا کیا تھا۔ انہوں نے ایسے خاندان میں آنکھیں کھولیں جہاں ایمان ویقین، علم وعرفان اور رشد وہدایت اور دین حکیم کے چشمے جاری تھے، جس سے وہ اپنی پاکیزہ روح کو سیراب کرتی تھیں، علمی قابلیت کے ساتھ ساتھ حاضر جوابی میں بھی ایک خاص ملکہ حاصل تھا، ایک مرتبہ حضرت عائشہ کھیل رہی تھیں آپ ﷺ پہونچے تو دیکھا کہ ان کے پاس ایک گھوڑا تھا جس کے پر لگے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے استفسار کیا عائشہ یہ کیا ہے؟ فرمایا یہ گھوڑا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا گھوڑوں کے پر تو نہیں ہوتے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے برجستہ کہا: کیوں حضرت سلیمان علیہ الصلوۃ والسلام کے گھوڑوں کے پر تو تھے، آپ ﷺ اس برجستہ جواب سے مسکرا دیئے، اس واقعہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فطری حاضر جوابی، مذہبی واقفیت، ذکاوت ذہن اور سرعت فہم کا بھی اندازہ ہوتا ہے، کھیلوں میں آپ کو دو کھیل زیادہ پسند تھے، ایک جھولا اور دوسرا گڑیوں کا کھیل۔

۹ ربرس میں رخصتی

ابھی آپ نو ہی برس کی تھیں کہ اللہ رب العزت نے انہیں کاشانہ نبوت میں پہونچا دیا کہ ان کی ذات تقدس ونورانیت اور سراپا کمال بن کر دنیا کی صنف نازک کیلئے شمع راہ بن جائے، اس کم عمری کی شادی کا اصل مقصد نبوت وخلافت کے درمیان تعلقات کی مضبوطی تھی، دوسرے یہ کہ عرب کی گرم آب وہوا میں عورتوں کی

غیر معمولی نشو نما ہوتی ہے، اور اسی طرح قد وقامت میں بھی بالیدگی کی صلاحیت ہوتی ہے، بہر کیف اس عمر میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بحیثیت زوجۃ النبی ﷺ انتساب اس بات کی دلیل ہے کہ صغرسنی ہی سے ان میں اچھی نشو ونما، ذکاوت وفراست کے آثار نمایاں تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی زوجیت میں چھ برس کی عمر میں آ گئی تھیں لیکن رخصتی تین برس بعد ہوئی، اسی وجہ سے یہ مشہور ہے کہ آپ ﷺ کی شادی نو برس کی عمر میں ہوئی۔

مدینہ منورہ ام المومنین کی سسرال تھی، انصار کی عورتیں دلہن کو لینے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی امی جان (ام رومان) نے ان کو آواز دی، وہ اس وقت جھولا جھول رہی تھیں، وہ آواز سنتے ہی ہانپتی کانپتی دوڑتی آئیں، ماں نے بیٹی کا منہ دھلایا اور بال سنوارے پھر اس کمرے میں لے گئیں جہاں انصار کی عورتیں دلہن کے انتظار میں بیٹھی تھیں، دلہن جب اندر داخل ہوئی تو مہمانوں نے ''عَلَی الْخَیْرِ وَالْبَرَکَةِ وَعَلٰی خَیْرِ طَائِرٍ'' کہہ کر استقبال کیا، دلہن کو سنوارا گیا، پھر تھوڑی دیر بعد خود آپ ﷺ بھی تشریف لائے، اس وقت دودھ کے ایک پیالہ کے سوا اور کچھ نہ تھا، آپ ﷺ نے تھوڑا دودھ نوش فرمایا اور پیالہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھا دیا، وہ شرمانے لگیں، ان کی ایک سہیلی نے کہا ''محمد ﷺ کا عطیہ واپس نہ کرو'' پھر بنت صدیق رضی اللہ عنہ نے پیالہ لے لیا اور ذرا سا ہی پی کر رکھ دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے بہت سے مسائل حل ہوئے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح سے جہاں بہت سے مسائل معلوم ہوئے وہیں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ شادی کیلئے عمر کی کوئی قید نہیں صرف شادی

کے لائق ہو جانا کافی ہے خواہ دونوں میں کتنا ہی تفاوت کیوں نہ ہو کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر رخصتی کے وقت صرف ۹ سال کی تھی اور آپ ﷺ کی ترپن سال تھی آج کل لوگوں کی عجیب ذہنیت ہوگئی ہے کہ لڑکی بیس بیس سال کی ہو جاتی ہے اور پھر بھی شادیاں نہیں کرتے اسی طرح لڑکوں کی عمر بھی کافی ہو جاتی ہے بلکہ بعض مرتبہ تو تیس سال سے بھی تجاوز کر جاتے ہیں تب کہیں جا کر شادی کرتے ہیں حالانکہ نبی اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تین چیزوں میں تاخیر مت کرو ایک جنازہ جب آ جائے، نماز جب اس کا وقت ہو جائے اور لڑکی جب اس کا جوڑا مل جائے، وقت پر شادی نہ کرنے کی وجہ سے بڑی برائیاں اور لڑکوں اور لڑکیوں میں بیماریاں پھیل جاتی ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی سے جاہلانہ رسوم کا خاتمہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا نکاح، رخصتی اور ہر رسم اس سادگی سے ادا کی گئی جس میں تکلف، آرائش اور اسراف کا نام تک نہ تھا، ام المومنین عائشہ بنت صدیق رضی اللہ عنہا کے نکاح سے بہت سے شرعی مسائل بھی کھل کر سامنے آ گئے، اور بہت سی باطل رسموں کی بندشیں ٹوٹیں، مثلاً عرب منہ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہیں کرتے تھے، ماہ شوال میں شادی نہیں کرتے تھے، اس ماہ کو منحوس سمجھ کر اس مہینے میں شادی کی کوئی تقریب انجام نہیں دیتے تھے، عرب میں ایک قدیم دستور یہ بھی تھا کہ دلہن کے آگے آگے آگ جلاتے تھے، اور یہ بھی رسم تھی کہ شوہر بیوی سے پہلی ملاقات محمل یا تنہائی میں کرتا تھا، ان رسوم کی پابندی بھی اسی تقریب میں ٹوٹی، کیونکہ آپ ﷺ کی شادی منہ بولے بھائی کی بیٹی سے ہوئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی اور رخصتی شوال ہی کے مہینے میں ہوئی۔

گویا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی نے جاہلی رسم ورواج اور بدعت کا قلع قمع کرنے میں اہم رول ادا کیا۔

جاہلی رسوم ورواج

شریعت میں کوئی مہینہ اور کوئی دن منحوس نہیں ہے کسی دن اور مہینہ کو منحوس سمجھنا گویا دین کے اندر اپنی طرف سے ایک چیز کا اضافہ کرنا ہے جو صحیح نہیں، زمانہ جاہلیت میں تو عجیب وغریب رسمیں تھیں ایک شخص سفر کرنے کا ارادہ کرتا تھا تو سب سے پہلے کعبہ کے مجاور کے پاس جاکر تیر کے ذریعہ معلوم کرتا تھا اس کی شکل یہ تھی کہ اس مجاور کے پاس بہت سارے تیر ہوتے تھے بعض میں لکھا ہوتا تھا اَمَرَنِیْ رَبِّیْ (میرے رب نے مجھے حکم دیا) اور بعض میں لکھا ہوتا تھا نَھَانِیْ رَبِّیْ (میرے رب نے مجھے منع کیا) اور بعض خالی تیریں بھی رہا کرتی تھیں جب کسی کو کوئی اہم معاملہ در پیش ہوتا شادی بیاہ سفر وتجارت وغیرہ تو سب سے پہلے کعبہ کے مجاور کے پاس جاتا اور وہ اس کو جھولی میں سے تیر نکال کر دیتا اگر اس پر لکھا ہوتا اَمَرَنِیْ رَبِّی تو وہ اس کام کو کرتا اور اگر اس پر لکھا ہوتا نَھَانِیْ رَبِّی تو وہ اس کام کو نہیں کرتا تھا خواہ کتنا ہی ضروری کیوں نہ ہو اور ایسے تیر اگر نکل آئے جن پر کچھ نہیں لکھا ہوا ہے تو پھر اس جھولی کو ہلا کر دوسرا نکالتا تا وقتیکہ دوسرا تیر نکل آئے جن پر نَھَانِیْ رَبِّی یا اَمَرَنِیْ رَبِّی لکھا ہوا ہو اس کے علاوہ بھی بہت ساری خرافات اور بدعات ورسومات اہل عرب میں رائج تھیں لوگ الو کو بہت منحوس سمجھا کرتے تھے اگر کسی کو کوئی سفر کرنا ہے اور راستہ میں الو مل گیا تو سفر نہیں کرتے تھے اور بعض تو درختوں کے پاس جاکر ڈھیلے مار کر پرندوں کو اڑاتے اگر پرندہ دائیں طرف سے اڑا تو سفر کرتے اور اگر بائیں طرف سے اڑا تو سفر نہیں کرتے الغرض اس طرح کی واہیات چیزیں ان لوگوں میں

آ گئی تھیں جن کی نہ کوئی حقیقت تھی نہ اصلیت یہ سب انکی اپنی ایجاد کردہ چیزیں تھیں شیطان انکو اس طرح کے کاموں کے کرنے پر ورغلایا تھا جنوں اور شیطانوں کی پوجا کرتے تھے اس وجہ سے طرح طرح کی وہمیات میں مبتلا ہو گئے تھے اور آجکل ہمارے مسلمان بھائیوں میں بہت سی بدعات پائی جاتی ہیں صفر کے مہینہ کو منحوس سمجھتے ہیں جبکہ اللہ کے یہاں کوئی بھی مہینہ منحوس نہیں ہے جس طرح شوال کے مہینے کو اہل عرب زمانہ جاہلیت میں منحوس سمجھا کرتے تھے اسی طرح آج ہمارے زمانے کے لوگ صفر کو منحوس سمجھتے ہیں یہ غلط ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی نے ان ساری بدعات کا قلع قمع کر دیا۔

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کو زیادہ محبت کیوں؟

حضور سرور کائنات حضرت محمد الرسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حاضر جوابی علمی لیاقت، اور قوت حفظ اور مسئلہ و مسائل کے استخراج میں اپنی مثال آپ تھیں، جس کی وجہ سے آپ کو بیحد پیاری تھیں، آپ کی اس محبت کو دیکھ کر سوکنوں کو طبعا ملال ہوتا تھا، لیکن کسی میں اتنی جرأت نہ تھی کہ آپ ﷺ کے استفسار فرمائیں، آخر سب نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو تیار کرلیا، وہ ان کا پیغام لیکر حاضر ہوئیں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ لخت جگر! جس کو میں چاہوں اس کو تم نہیں چاہو گی، سیدہ رضی اللہ عنہا بنت رسول کیلئے اتنا ہی کافی تھا، ازواج مطہرات نے پھر بھیجنا چاہا لیکن وہ تیار نہ ہوئیں، آخر سب نے حضرت ام سلمٰی رضی اللہ عنہا کو تیار کرلیا، وہ نہایت سنجیدہ اور متین بیوی تھیں، انہوں نے متانت اور سنجیدگی کے ساتھ درخواست پیش کی آپ نے فرمایا ام سلمٰی عائشہ کے معاملے میں مجھے دق نہ کرو، کیونکہ عائشہ کے علاوہ کسی اور بیوی کے لحاف میں مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی، پھر آپ ﷺ نے فرمایا

میں سب کو برابر چاہتا ہوں سب کے حقوق ادا کرتا ہوں اور جو میرے امکان میں نہیں ہے (یعنی عائشہ کی طرف طبعی میلان) اے اللہ اسے معاف فرما، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبی تعلق کی اصل وجہ ان کا حسن و جمال نہیں ہے کیونکہ ازواج مطہرات میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا، حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بھی حسین تھیں، بلکہ ان کی حاضر جوابی، علمی قابلیت اور دینی واقفیت اور قوت حفظ اور ان کے بے تکلف وہ سوالات ہیں جس سے دین کے نت نئے مسائل کھل کر سامنے آجاتے تھے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑے بڑے صحابہ سے بھی فائق

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا عمر میں تو بہت کم تھیں مگر ذہانت و فطانت اور عقل وشعور میں سب بیویوں سے فائق اور برتر تھیں تفقہ فی الدین اور علم قرآن کی دولت سے اللہ تعالیٰ نے مالا مال کر رکھا تھا علم حدیث اور علم قرآن کی اشاعت و تبلیغ میں انہوں نے عظیم الشان خدمات انجام دی ہیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے بعد گویا کہ انہوں نے اپنی زندگی اسی کیلئے وقف کر دی تھیں جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان سے مسائل دریافت فرماتے تھے حاکم نے عطاء بن ابی رباح کا بیان نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کَانَتْ عَائِشَةُ اَفْقَهُ النَّاسِ وَ اَعْلَمُ النَّاسِ وَاَحْسَنُ النَّاسِ رَاْيًا فِي الْعَامَّةِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بڑی فقہیہ تھیں اور بڑی عالم اور عام لوگوں کی رائے ان کے بارے میں اچھی تھی، کتب حدیث میں دو ہزار دو سو دس حدیثیں انکی ملتی ہیں وہ خود فرماتی ہیں مکہ مکرمہ میں میں کھیل رہی تھی کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورہ قمر کی یہ آیت نازل ہوئی بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرّ جسکا ترجمہ یہ ہے بلکہ قیامت انکا وعدہ ہے اور قیامت بڑی سخت اور ناگوار چیز ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مکہ مکرمہ میں آٹھ سال رہی ہوگی اس سے زیادہ نہیں ہوسکتی کیونکہ نو سال میں مدینہ منورہ میں انکی رخصتی ہوگئی

آپ اندازہ لگائیں کہ آٹھ سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے مگر اس عمر میں بھی انہوں نے یاد رکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر فلاں آیت نازل ہوئی شروع ہی سے انکو علم دین سے کافی شغف تھا جبھی تو انکو وہ مقام و مرتبہ ملا جو اور ازواج مطہرات کو نہیں مل سکا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصی محبت ولگاؤ کی مستحق تھیں اور شب و روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کی اشاعت و تبلیغ کو اپنا مشغلہ بنا رکھا تھا آج علوم دینیہ کا کثیر حصہ انہیں کا مرہون منت ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا علمی گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک علمی گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں خود آپ کے والد محترم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سارے قریش میں علم النسب، فنے شعر کے ماہر تھے، اور فن تاریخ و ادب میں بھی آپ کو عبور حاصل تھا، اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد محترم سے علم نسب و شعر اور تاریخ و ادب کا علم حاصل کیا، لیکن آپ کی تعلیم کا زمانہ آپ کی رخصتی کے بعد سے شروع ہوتا ہے، روایتوں میں مذکور ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ لکھنا نہیں جانتی تھیں بہرحال کتابت تو انسان کی ظاہری تعلیم ہے، حقیقی تعلیم و تربیت کا معیار اس سے بدرجہ بلند ہے، انسانیت کی تکمیل، اخلاق کا تزکیہ، ضروریات دین سے واقفیت، اسرار شریعت سے آگاہی، کلام الٰہی کی معرفت، احکام نبوی کا علم بھی اعلیٰ تعلیم ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس تعلیم کو اپنے سینے میں سموئے ہوئے تھیں علوم دینیہ کے ساتھ ساتھ تاریخ و ادب اور طب میں بھی ایک خاص ملکہ حاصل تھا۔

آپ رضی اللہ عنہا کے والد بزگوار سب سے بڑے عالم تھے

آپ رضی اللہ عنہا کے والد محترم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ صحابہ کرام میں سب سے بڑے عالم تھے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے پہلے ہی آپ علیہ السلام کے ساتھ رہا

کرتے تھے اور سب سے پہلے اسلام لانے والے ہر وقت آپ ﷺ کی صحبت یا برکت سے فیض یاب ہوتے رہے تو ظاہر ہے کہ علم نبوت کا جو ذخیرہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس رہیگا وہ کسی اور صحابی کو نہیں مل سکتا، تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی آپ رضی اللہ عنہ کو سب سے بڑا عالم سمجھتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ایک واقعہ بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ چاہے وہ آخرت کو اختیار کرے چاہے دنیا کو اختیار کرے تو اس بندے نے آخرت کو اختیار کرلیا یہ سن کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے دیگر صحابہ فرماتے ہیں کہ ہم کو تعجب ہوا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کیوں رو رہے ہیں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو ایک واقعہ بیان کیا ہے اسمیں رونے کی کیا بات ہے

لیکن آپ ﷺ نے جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کو تسلی دی تو ہم نے سمجھا کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہی بارے میں خبر دے رہے ہیں اللہ کی قسم ابو بکر ہم میں سب سے بڑے عالم تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بڑے رقیق القلب تھے لیکن جب شریعت کا کوئی مسئلہ آتا تو پہاڑ کی چٹان کی طرح سخت مضبوط ہوجاتے تھے چنانچہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد جب کچھ لوگوں سے زکوۃ دینے سے انکار کر رہے تھے تو جلال میں آگے اور یہہ فرمایا کہ اگر کوئی شخص رسول اکرم ﷺ کے زمانہ میں اونٹ کے ساتھ اسکی رسی بھی زکوۃ میں دیتا تھا اور آج اونٹ دے گا اور رسی دینے سے انکار کریگا تو میں اس سے بھی جہاد کرونگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کتنے مضبوط دل کے آدمی تھے انہوں نے کہا کہ اے خلیفۃ المسلمین اور نائب رسول نرمی کا برتاؤ کیجئے ابھی حالات ٹھیک نہیں ہے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اَجبار فِی الْجَاهِلِيَّةِ وَ حوار فِي الْإِسْلَامِ زمانہ جاہلیت میں بہت بہادر رہتے تھے اور زمانہ اسلام میں بلی بن گئے آخر ان کا استقلال اور قوت ایمانی رنگ لائی پھر جو اسلام سے پھر رہے تھے ان سے جہاد کیا اور اسلام کا بول بولا کیا انہیں کی لخت جگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں کیوں نہ سب سے بڑی عالمہ و فاضلہ ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پردے کا اہتمام کرتی تھیں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ابھی اٹھارہ برس کی تھیں کہ آنحضرت ﷺ کا وصال ہوگیا، آپ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا میں جو دلی محبت اور حقیقی خلوص تھا وہ محتاج بیان نہیں ہے، جب آپ کو مرگ وفات لاحق ہوا تو آپ ﷺ حسب معمول باری کے مطابق حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تشریف فرما تھے، اس دوران آپ ﷺ ہر روز یہ دریافت کرتے کہ کل میں کہاں رہوں گا، ازواج مطہرات نے بھانپ لیا کہ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں جانا چاہتے ہیں، ساری بیویوں نے خوشی خوشی اجازت دیدی، اور اس وقت سے آخری سانس تک آپ ﷺ حضرت عائشہ کے حجرے میں قیام پذیر رہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پردے کا کس قدر اہتمام فرماتی تھیں اس کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ فرماتی ہیں" میں روضہ اقدس پر یونہی جایا کرتی تھی، کیونکہ ایک میرے شوہر دوسرے میرے ابا جان تھے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دفن ہونے کے بعد سے میں پردے کے ساتھ جایا کرتی تھی۔

شرم وحیا کا جنازہ نکل رہا ہے

ہماری ماؤں اور بہنوں کیلئے اس میں کس قدر عبرت کا سامان ہے اور کیسی نصیحت ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پردے کا کس قدر اہتمام کرتی تھیں اور ہم کسی قدر اہتمام کرتے ہیں وہ وفات پائے ہوئے لوگوں سے پردہ کر رہی ہیں جس سے نہ کوئی اندیشہ ہے نہ کوئی خوف اور ہمارا حال یہ ہے ہ ہم زندہ لوگوں سے بھی پردہ

نہیں کررہے ہیں جبکہ آج کا دور فسق وفجور اور شرور وفتن کا دور ہے ہر طرف بے حیاو پاکدامنی کا جنازہ نکل رہا ہے مغربی افکار وذہنیت کے لوگ ہر جگہ کیڑوں مکوڑوں کی طرح رینگ رہے ہیں ایسی صورت میں ہم خود سمجھ سکتے ہیں کہ پردہ کسی قدر ضروری اوراہم ہے اس طریقہ کے لباس اور برقعے استعمال کیئے جاتے ہیں کہ ان لباسوں اور برقعوں کے استعمال کرنیکا کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا ہے برقع اور کپڑے کا اصل مقصد ستر پوشی اور بدن پوشی ہے لوگوں کی نگاہیں نہ پڑیں مگر عورتیں جب زرق وبرق کپڑوں اور برقعوں کے ساتھ نکلیں گی تو کیا ہوگا۔

ہر غیر محرم سے پردہ ضروری

عجیب صورت حال ہوگئی کہ پڑھی لکھی عورتیں یا ان پڑھ عموماً پردے کے لحاظ سے سب کا ایک حال ہے قریب کے جو غیر محرم رشتے دار ہیں ان سے تو پردہ کرنا واجب اور ضروری قرار دیا ہے۔

مگر افسوس یہ ہے کہ آج عورتیں بہت سی جگہوں پر برقعے پہننے میں عار محسوس کرتی ہیں اس کو ایک قید اور جیل تصور کرتی ہیں اور مغرب کی تقلید میں وہاں کی ہر ایک بے حیائی کو اپنانے کیلئے تیار ہیں جب مسلم خواتین کا یہ حال ہوجائے تو جو کچھ ان ہونی چیزیں ہیں سب ہوسکتی ہیں ہمیں اس کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ کامیابی صرف اسیوقت مل سکتی ہے جبکہ رسول اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں پر چلیں غیروں کے طریقوں میں ہمارے لئے کامیابی نہیں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سیرت سے یہ سبق ملتا ہے کہ عورت ہر حالت میں پردہ کرنا چاہیے اور پردہ محرم سے ہے خواہ وہ مردہ ہو زندہ۔

فکر آخرت پر گریہ وزاری

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان قاتلان عثمان کا بدلہ لینے کیلئے جو جنگ ہوئی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اصلاح کا جو قدم اٹھایا وہ کہاں تک درست تھا یہ ایک الگ بات ہے لیکن ان کو اس کا تاعمر افسوس رہا اور وہ کہا کرتی تھیں، اے کاش میں درخت ہوتی، اے کاش میں پتھر ہوتی، ایک مرتبہ ایک مصری حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا کہ تم ہماری لڑائی میں شریک تھے؟ اس نے کہا ہاں، پوچھا کہ تم اس شخص کو جانتے ہو جو یہ رجزیہ شعر پڑھ رہا تھا ''یَا اُمَّنَا یَا خَیْرَ اُمٍّ نَعْلَمُ'' اس نے کہا وہ میرا بھائی تھا، راوی بیان کرتا ہے کہ وہ اس قدر روئیں کہ میں سمجھا کہ اب کبھی چپ نہ ہوں گی، بخاری شریف میں ہے کہ وفات کے وقت وصیت کی کہ مجھے روضہ نبوی میں آپ ﷺ کے ساتھ دفن نہ کرنا، بقیع میں اور ازواج مطہرات کے ساتھ دفن کرنا، کیونکہ میں نے آپ ﷺ کے بعد ایک جرم کیا ہے، اور جب وہ آیت کریمہ پڑھتی تھیں (وَقَرْنَ فِیْ بُیُوتِکُنَّ) (احزاب) اے پیغمبر کی بیویوں اپنے گھروں میں ٹھہری رہو تو اس قدر روتی تھیں کہ روتے روتے آنچل تر ہوجاتا تھا۔

بے شمار فضائل ومناقب کے باوجود......

ساری امت کی ماں زہد وتقوی میں بے مثال اخلاص وللہیت میں ممتاز نبی اکرم ﷺ کی تمام ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ محبوب اور پیاری جن کے متعلق خود زبانِ نبوت نے یہ اعلان کردیا کہ یہ درجۂ کمال کو پہونچی ہوئی ہیں جن کی برائت عفت وعصمت اور پاکدامنی میں قرآن کریم کی کئی آیتیں شاہد اور گواہ ہیں

جنہوں نے خدمت دین اور اشاعت اسلام کیلئے اپنی زندگی وقف کردی غریبوں محتاجوں اور فقیروں کا اس درجہ خیال کہ خود اپنی ہی فکر نہیں اکثر و بیشتر ایام تو روزے ہی سے گذرتے تھے ایک مرتبہ کہیں سے ڈھیر سارا مال آیا مدینہ کے لوگوں کو تقسیم کرنا شروع کیا یہاں تک کہ پورا ختم ہوگیا تو ان کی ایک باندی نے کہا کہ کچھ پیسے بچا لینا تھا تا کہ شام کو افطار کا نظم کر لیتے تو کہنے لگیں کہ پہلے کیوں نہیں بتایا اب تو پورا ہی ختم ہوگیا یہ جذبہ تھا لوگوں کی ضرورتوں کے پورا کرنے کا لیکن وہ فکر آخرت پر اس قدر رو رہی ہیں کہ آنچل تر ہو جاتا اور ہمارا کیا حال ہے ہم کو خود معلوم ہے ہم نمازوں کی پابندی نہ ذکر و اذکار کا کبھی خیال نہ معاملات میں پکے لیکن پھر بھی ہم کو کوئی فکر نہیں ہے ہر وقت دوسروں کی غیبت اور برائی کرنے میں لگے رہتے ہیں اور شوہروں کی نافرمانی و ناشکری تو علامت بن چکی ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے جہنم میں عورتوں کو سب سے زیادہ دیکھا ہے کیونکہ یہ بڑی ناشکر گذار ہوتی ہیں تو عورتوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری تو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری نہیں بلکہ اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں شوہر چاہے کتنی ہی فرمائشیں پورا کرتا رہے اگر کسی وقت کوئی ایک فرمائش کسی مجبوری کیوجہ سے پوری نہ کرسکا تو ساری کمائی اور ساری محنت پر پانی پھیر دیتی ہیں کہ اس نے میری کوئی فرمائش کبھی پوری نہیں کی میں سب کو نہیں کہتا ہوں مگر میری بہت سی بہنیں اور مائیں ایسی ہیں جن کی عادت ہو چکی ہے بات بات پر ناشکری کرنیکی لڑکوں کو کوسنے اور لعن طعن کرنے کی اب اخیر میں بڑے ہی ادب و احترام کے ساتھ درخواست کرتا ہوں کہ شوہروں کی کبھی ناشکری مت کریں بچوں پر لعن طعن مت کریں اور ہر وقت آخرت کی فکر رکھیں کیونکہ کام آنیوالی وہی ہے یہ دنیا اور دنیا کی ساری چیزیں فانی ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ.

لایعنی گفتگو سے پرہیز اور ذکر اللہ کی کثرت کیجئے

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ فَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَاءِ اللَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى ○ صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ.

اے میرے حبیب ﷺ کافر جو کچھ کہتے ہیں اس پر صبر کیجئے اور اپنے رب کی تسبیح بیان کیجئے سورج نکلنے سے پہلے اور سورج ڈوبنے کے بعد اور رات کی گھڑیوں میں اور دن کی حدوں پر تا کہ آپ خوش رہیں۔

محترم سامعین کرام اور پس پردہ بیٹھی ہوئیں میری ماؤں اور بہنو!

آج کی اس بابرکت مجلس میں جس میں دور دراز سے تشریف لائے ہوئے بہت سارے برگزیدہ افراد ہیں میں مناسب سمجھتا ہوں کہ ایک اہم موضوع لایعنی گفتگو سے پرہیز اور ذکر اللہ کی کثرت کیجئے پر کچھ معروضات گوش گذار کردوں کیونکہ آج کل لوگوں میں فضولیات اور بکواس یعنی بے جا اور بلاضرورت کلام کرنا اور غیبت وچغلی کرنا ایک معمولی چیز بن گئی ہے عوام ہوں کہ خواص پڑھے لکھے ہوں کہ ان پڑھ مرد ہوں کہ عورت بچے ہوں کہ جوان سبھی اس برائی کے اندر مبتلا ہیں اور اس میں مبتلا ہونے کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ لوگ اس کو برائی اور گناہ کا کام ہی نہیں سمجھتے اس لئے توبہ واستغفار کی توفیق بھی نہیں ہوتی جب آدمی کسی بیماری کو بیماری نہ سمجھے تو اسکا علاج کیسے کرا سکتا ہے جب آدمی بلاضرورت کلام کرتا ہے تو اس میں محفل کو سجانے کے لئے بہت سی ایسی باتیں بیان کر جاتا ہے جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ اور تعلق نہیں ہوتا اسلئے سب کو چاہیے کہ ایسی باتوں سے مکمل اجتناب کریں۔

نبی پاک ﷺ کا مبارک ارشاد ہے مَنْ صَمَتَ نَجَا جس نے خاموشی اختیار کی وہ نجات پا گیا اس لئے لایعنی گفتگو سے اپنے آپ کو دور رکھنا چاہیے۔ یعنی ایسی گفتگو نہیں کرنا چاہئے جس سے کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہے اگرچہ وہ جائز ہو کیونکہ حدیث شریف میں اچھی بات کرنے کی تاکید کی گئی ہے ''عَنْ اَبُوْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ يَسْكُتْ'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

کہ جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو پس وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (احیاء العلوم عربی، ج ۳ ص ۱۰۶/۱۰۷)

ایک اور روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ ''عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِنَّ الرَّجُلَ يَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ لَا يَرٰى بِهَا بَاْسًا يُهْوٰى بِهَا سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا'' حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ایک انسان بغیر سوچے سمجھے اپنے منہ سے ایک کلمہ کہہ دیتا ہے تو وہ شخص اس بات کی وجہ سے جہنم میں ستر سال کی مسافت کے مقدار گر جاتا ہے۔

(ترمذی، ج ۲، ابواب الزہد ص ۵۷)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا بے شک تم میں سے مجھے سب سے زیادہ محبوب اور قیامت کے دن میرے سب سے زیادہ نزدیک وہ لوگ ہوں گے جو تم میں سے سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے ہونگے اور تم میں سے مجھے سب سے زیادہ ناپسند اور مجھ سے قیامت کے دن زیادہ دور وہ لوگ ہونگے جو زیادہ گفتگو کرتے ہیں۔ (ترمذی شریف، ج ۲، ابواب البر والصلۃ، ص ۲۲) اس حدیث شریف سے ہمیں یہ معلوم ہو رہا ہے کہ ہم کو زبان کی بہت زیادہ حفاظت کرنا چاہیے کیونکہ سب سے زیادہ فسادات اور نقصانات اسی زبان کے غلط استعمال سے رونما ہوتے ہیں۔

ایک حدیث شریف میں حضرت سفیان بن عبداللہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ میرے لئے سب سے خطرناک اور نقصان دہ چیز کس کو قرار دیتے ہیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ کر فرمایا کہ اسے (زجاجۃ المصابیح، ج ۴، باب حفظ اللسان، ص ۵۹) اور حضرت مالک بن دینار فرماتے ہیں جب تم اپنے دل میں قساوت یعنی تنگ دلی، بدن میں سستی اور رزق میں تنگی محسوس کرو تو سمجھ لو تم سے کہیں فضول اور لایعنی کلمے نکل گئے ہیں جس کا یہ نتیجہ ہے۔

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے منہاج العابدین میں چار طرح کی فضول اور بے معنی گفتگو کی مذمت فرمایا ہے (۱) اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے "مَا یَلۡفِظُ مِنۡ قَوۡلٍ اِلَّا لَدَیۡہِ رَقِیۡبٌ عَتِیۡدٌ" (پ ۲۶،۱۶۴) انسان کوئی بھی بات نہیں کرتا مگر اس کے پاس ایک نگراں کار (فرشتہ) حاضر رہتا ہے، اس آیت کی روشنی میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کِرَامًا کَاتِبِیۡنَ یعنی اعمال لکھنے والے فرشتے ہمارے منہ سے جو باتیں بھی نکلتی ہیں، وہ لکھ لیتے ہیں خواہ وہ باتیں اچھی ہوں یا بری، کارآمد ہو یا فضول، انہیں لکھنا پڑتا ہے اس لئے انسان کو ان سے حیا کرنا چاہیے اور فضول باتیں لکھنے کی ان کو تکلیف نہ دے۔

(۲) دوسری وجہ یہ ہے کہ ہمارا نامہ اعمال جب اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہوتو وہ لغو بیہودہ اور فضول گفتگو سے پاک ہو۔

(۳) تیسری وجہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بتلائی ہے کل قیامت کے روز جب بندہ کو اللہ کا حکم ہوگا تمام مخلوقات کے سامنے اپنے نامہ اعمال پڑھ کر سنائیں اس وقت حشر کی خوفناک سختیاں ہمارے سامنے ہوگی پیاس کی شدت سے مر رہے ہونگے جسم پر کپڑا نہ ہوگا بھوک سے کمر ٹوٹ رہی ہوگی ایسے حالات میں اپنے ایسے نامہ اعمال کو پڑھنا جو فضول اور لایعنی گفتگو سے کس قدر تکلیف دہ چیز ہوگی اس لئے چاہیے کہ زبان سے اچھی چیز کے علاوہ کچھ نہ نکالے۔

(۴) چوتھی وجہ یہ ہے کہ قیامت کے دن باتونی آدمی کو اسکی فضول اور غیر ضروری باتوں پر شرم دلائی جائیگی اور ملامت کی جائیگی اس وقت بندہ کے پاس سوائے ندامت کے کچھ نہ ہوگا اور وہ شرم سے پانی پانی ہو جائیگا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے کہ آپ اپنے منہ میں پتھر کا ٹکڑا لیئے رہتے تا کہ بات کرنے کا موقعہ ہی نہ ملے۔ (احیاء العلوم عربی ۳،ص ۱۰۷)

عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا خاموشی کی وجہ سے آدمی کا مقام اللہ کے پاس ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔ ان تمام باتوں اور احادیث شریفہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اپنی زبان کو بے معنی گفتگو سے بچانا کیوں ضروری ہے، اور یاد رکھئے بعض اوقات بلاوجہ کی گفتگو اور ہنسی مذاق میں کسی کا دل ٹوٹ جاتا ہے تو کبھی کوئی بڑا ہنگامہ یا لڑائی شروع ہو جاتی ہے، اور زیادہ باتونی آدمی کی گفتگو کی کوئی اہمیت ہی باقی نہیں رہتی اور اسکا وقار کم ہو جاتا ہے۔

آپس میں ہنسی مذاق کے متعلق حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا قول اس طرح نقل کیا گیا ہے اللہ سے ڈرو اور آپس میں مذاق مت کرو کیونکہ ہنسی مذاق کی وجہ سے دلوں میں نفرت اور برائی بیٹھ جاتی ہے۔ اِتَّقُوا اللّٰہَ اِیَّاکُمۡ وَالۡمِزَاحَ فَاِنَّہٗ یُوۡرِثُ الضَّغِیۡنَۃَ وَ یَجُرُّ اِلَی الۡقَبِیۡحِ (احیاء العلوم عربی، ج ۳،ص ۱۲۵)

آج کل معاشرہ کے اندر یہ بھی فیشن کی طرح داخل ہوگیا ہے کہ لوگ آپس میں اپنے دوستوں کو گالیوں کے ذریعہ مخاطب کرتے ہیں اور ایسے ایسے فحش الفاظ استعمال کرتے ہیں کہ سننے والے باشعور انسان کو برا لگتا ہے جس سے اسلام میں منع کیا گیا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فحش گو انسان پر جنت کو حرام قرار دیا ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے "اَلۡجَنَّۃُ حَرَامٌ عَلٰی کُلِّ فَاحِشٍ اَنۡ یَّدۡخُلَھَا" (احیاء العلوم عربی، ج ۳،ص ۱۱۷) جنت اس شخص پر حرام ہے جو فحش گوئی اور بے حیائی کی بات سے کام لیتا ہے۔

اور ایک جگہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بعض ایسے بھی لوگ ہونگے کہ جب انکو دوزخ میں ڈالا جائیگا تو ان کے منہ سے ایسی سخت قسم کی بدبو آئیگی کہ اسکی بو سے اہل جہنم چیخ اٹھیں گے اور پوچھیں گے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ تب انہیں بتایا جائیگا کہ یہ وہ بدبخت لوگ ہیں جو فحش کلامی اور گالی گلوج سے بات کرتے تھے اور فحش باتوں کو لذت حاصل کرتے ہوئے سنتے تھے۔ (احیاء العلوم عربی، ج ۳،ص ۱۱۸) فحش گوئی کے

معنی بے شرمی اور بے حیائی کی باتیں جنکو عام کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوجاتے ہیں کہ آج ہم بے شرمی کی گفتگو اور بے حیائی کو ٹی وی پر اور سینما گھروں میں بار بار دیکھتے ہیں اور ان کا تذکرہ بلا جھجک اپنی محافل میں کرتے ہیں اور اپنی اس زبان کو جس کے متعلق حضور انور ﷺ نے ذکر درود شریف سے تر رکھنے کا حکم فرمایا ہے، اسکو بے حیائی سے بھرے گانے گنگنانے میں مصروف رکھتے ہیں۔

لایعنی گفتگو بے سبب بات اکثر آفتوں کی جڑ ہے، زیادہ باتیں کرتے کرتے انسان کسی کی غیبت کر دیتا ہے، اس سے کبھی کسی کی چغلی ہو جاتی ہے، کبھی کسی پر بہتان لگایا جاتا ہے تو کہیں کسی کا راز فاش ہو جاتا ہے تو کبھی کسی کی دل آزاری ہو جاتی ہے الغرض زیادہ باتیں کرنے میں بے شمار نقصانات ہیں۔

دلوں کو سکون اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی ملتا ہے

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے ”خوب سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہو جاتا ہے“ ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے ”پس تم میری یاد کرو (میرا ذکر کرو) میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو، یہاں یہ نکتہ واضح ہو گیا کہ جو شخص خداوند کریم کا ذکر کرے گا باری تعالیٰ اسے اپنے محبوب فرشتوں کی محفل میں یاد کریں گے۔ (سورہ اعراف، ع ۲۲)

سورہ اعراف میں فرمایا گیا ”اللہ ہی کے واسطے اچھے اچھے نام ہیں پس ان کے ساتھ اللہ کو پکارا کرو“۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، حق تعالیٰ شانہ فرماتے ہیں کہ میں بندے کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس

اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اگر وہ مجھے مجمع میں یاد کرتا ہے تو میں اسے (اپنے پیارے محبوب فرشتوں کے) مجمع میں یاد کرتا ہوں اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوتا ہے تو میں اپنے بندے کی طرف ایک ہاتھ متوجہ ہوتا ہوں، اگر میرا بندہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں اپنے بندے کی طرف دو ہاتھ بڑھتا ہوں، اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں دوڑ کر اس کی طرف جاتا ہوں۔ (ترمذی ابن ماجہ)

ہم ان متبرک آیات مبارک اور حدیث نبوی ﷺ سے ذکر الٰہی کی اہمیت اور فضیلت کا اندازہ لگا سکتے ہیں حدیث سے یہ مضمون وارد ہوتا ہے کہ بندے کے ساتھ مالک وخالق اس کے گمان کے موافق معاملہ فرماتا ہے یعنی رب کریم سے ہر وقت لطف وکرم کی امید رکھنی چاہیے پس اس کی رحمت سے ہرگز مایوس نہیں ہونا چاہیے یہ لطف وکرم ہی تو ہے ان لوگوں کیلئے جو ہر لمحے اپنے خالق کے ذکر میں مشغول ہیں اور ایک جگہ ذکر ہوتا ہے کہ لوگوں کا جو خسارے میں ہیں ارشاد ہوتا ہے“ اور جو شخص اپنے پروردگار کی یاد سے روگردانی اور اعراض کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔

پھر ایسے لوگوں کو باری تعالیٰ نے فلاح واصلاح کا راستہ بتایا اور فرمایا، بیشک بامراد ہو گیا وہ شخص جو (برے اخلاق سے) پاک ہو گیا اور اپنے رب کا نام لیتا رہا اور نماز پڑھتا رہا“ اور ایک جگہ ارشاد فرمایا ”اور کثرت سے اپنے رب کی یاد کیجئے اور صبح وشام تسبیح کیجئے“۔ (آل عمران)

حضور اکرم کا ارشاد ہے کہ ”خدا کی بارگاہ میں تین اشخاص کی دعائیں ہر حال میں قبول ہوتی ہیں جو کثرت سے ذکر الٰہی کرنے کا اہتمام کرتا ہو، مظلوم رحم دل بادشاہ جو رعایا کیساتھ انصاف کرتا ہو اور ظلم کرنے سے ڈرتا ہو حدیث نبوی سے اللہ کا

ذکر کرنیوالے اور ذکر الٰہی سے روگردانی کرنے والوں کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے جو ذکر الٰہی کرتے ہیں وہ زندہ ہیں اور جو نہیں کرتے وہ مردہ ہیں۔

احادیث مبارک سے ثابت ہوتا ہے کہ بے کار ہے وہ زندگی جو اپنے خالق کے ذکر سے خالی ہے، آقائے دو جہاں نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا ''آج تمہیں ایسا عمل بتاتا ہوں جو تمام اعمال سے بہتر ہے جو تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بلند کرنے والا اور سونے چاندی کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے سے بھی زیادہ اور یہ کہ جہاد میں تم دشمنوں کو قتل کردو اور وہ تم کو شہید کریں، اس سے بھی بڑھا ہوا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ضرور بتائیں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ذکر الٰہی کیلئے خصوصی اہتمام کیا کرو اللہ تعالیٰ اپنا ذکر کرنے والوں کو پسند فرماتے ہیں۔

وقتی ضرورت کے اعتبار سے صدقہ اور جہاد سب سے افضل ہیں، اسی وجہ سے بعض احادیث میں ان کی فضیلت بیان فرمائی ہے مگر ان کی فضیلت وقت کے اعتبار سے ہے جبکہ اللہ پاک کا ذکر دائمی چیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام نیک اعمال میں ذکر الٰہی افضل اور اہم ہے۔

ذکر الٰہی کے ثمرات کا اندازہ حضور ﷺ کے پاک ارشاد سے لگایئے، اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ نجات دینے والا نہیں۔ (مشکوۃ)

تلاوت قرآن سب سے بڑا ذکر

ارشاد ربانی ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سب سے بڑی چیز ہے اور سب سے بہتر قرآن کریم کی تلاوت حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے کئی دفعہ اللہ کی خواب میں زیارت کی ایک دفعہ اللہ سے پوچھا کہ یا اللہ کونسی چیز تجھ سے

زیادہ قریب کرنیوالی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا قرآن کریم کی تلاوت پھر پوچھا سمجھ کر یا بلا سمجھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ سمجھ کر پڑھے یا بلا سمجھے، کبھی کبھی کچھ لوگ کہہ دیا کرتے ہیں کہ بلا سمجھے قرآن پڑھنے سے کیا فائدہ یاد رکھیں ایسا سمجھنا جہالت اور بددینی ہے ذکر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ کی دختر نیک اختر جنت کے عورتوں کی سردار حضرت فاطمہ بتول رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی خدمت میں تشریف لاتی ہیں اور ایک خادمہ کی فرمائش کرتی ہیں کہ پانی بھرتے بھرتے سینے میں داغ اور چکی پیستے پیستے ہاتھ میں چھالے پڑ گئے تھے آپ ﷺ فرماتے ہیں اے فاطمہ کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتی ہو کہ میں اس سے بہتر چیز تم کو مرحمت فرمادوں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ضرور تو آپ ﷺ نے فرمایا جب سویا کرو تو یہ تسبیح پڑھ لیا کرو، ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر۔ میری ماؤں اور بہنو! ہم کو قلبی سکون و اطمینان اللہ کے ذکر سے ہی آسکتا ہے کافر چاہے کتنا ہی مالدار اور صاحب ثروت کیوں نہ ہو جائے آسائش کے سارے ہی سامان کیوں نہ مہیا کر لے لیکن حقیقی آرام اور قلبی سکون اسے کبھی میسر نہیں آسکتا اگر اللہ کا ذکر کریں گے تو ٹوٹی جھونپڑی میں نمک کی روٹی کھا کر سکون و اطمینان کی زندگی گذار دیں گے اللہ تعالیٰ ہم کو کثرت سے ذکر الٰہی کرنے اور لغویات وفضولیات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

شہیدۃ الحجاب

حضرت محترمہ مروہ شیرینی رحمۃ اللہ علیہا کی قربانی

اَلسَّلامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہِ فَلاَ مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہٗ فَلاَ ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ الاَّ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدِنَا وَمَوْلاَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o وَضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ وَنَجِّنِیْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِہٖ وَنَجِّنِیْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ o صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

سامعین عظام پس پردہ بیٹھی ہوئیں میری ماؤں اور بہنو! حق اور باطل بالفاظ دیگر کفر و ایمان کی لڑائی ہمیشہ سے رہی ہے اسی کو شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا ہے۔

سیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے ہے شرار بولھبی

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے کئی ایسے واقعات ذکر فرمائے جس میں اہل ایمان کو طرح طرح سے ستایا گیا اوران کو ظلم وستم کی چکی میں پیسا گیا کتنوں کو قتل کردیا گیا کتنوں کو آگ میں جلا کر مارڈالا گیا۔ وَمَا نَقَمُوْا مِنْھُمْ اِلآّ اَنْ یُّوْمِنُوْا بِاللّٰہِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ ان لوگو کو جن کو خندق میں جلایا گیا ان کا صرف یہ جرم تھا کہ وہ لوگ اللہ بزرگ و برتر پر ایمان لا چکے تھے میں نے آیت آپ لوگوں کے سامنے پڑھی ہے اس میں ایک مسلم خاتون حضرت آسیہ رضی اللہ عنہا کا تذکرہ کیا گیا کہ کس طرح انہوں نے ایمان کی خاطر مصائب و مشکلات کو برداشت کیا اور فرعون کے ظلم وستم کو سہا یہ فرعون کی بیوی تھیں اور فرعون ان کے حسن و جمال کیوجہ سے بے پناہ محبت کرتا تھا بلکہ ان کا عاشق تھا فرعون نے اپنے آپ کو خدا کیلوا تا تھا مگر یہ اس کی بیوی ہونے اور ملکہ ہونے کے باوجود اس کو خدا نہیں مانتی تھیں بلکہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت و نبوت کو تسلیم کرتی تھیں اور ایک خدا کی قائل تھیں فرعون سے یہ بات دیکھی نہ گئی بہت سمجھا بجھایا ہوگا مگر ان کا ایمان خدا پر اتنا پختہ تھا کہ اسکی باتوں میں نہیں آئیں بالآخر وہی کیا جو ایک ظالم بادشاہ کیا کرتا ہے ان کے ہاتھ پاؤں میں بیڑیاں ڈلوا کر شاہی محل میں سب کے سامنے بلوایا اور یہ کہا کہ میری خدائیت کا اقرار نہیں کرتی تو سب کے سامنے ننگا کرادونگا وہ بولیں کچھ بھی ہوجائے مگر میں ایمان سے پھر نہیں سکتی چنانچہ ننگا کردیا گیا پھر کہا کہ اگر میری خدائیت تسلیم کرلو تو ابھی چھوڑ

دیتا ہوں مگر انکا ایمان تو بڑا پختہ تھا پھر لٹا کر کے ان کے جسم کی پوری کھال کو اتروالیا آپ اندازہ لگائیے کہ کتنی تکلیف ہوئی ہوگی پھر اس پر بس نہیں بلکہ اس جسم پر مرچ بھی لگوادی جب تکلیف کی حد ہوگئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ یا اللہ میرے لئے اپنے پاس جنت میں ایک گھر تعمیر کرادیجئے فرعون اور اس کے عمل سے مجھے نجات عطا فرمایئے اور ظالم قوم سے مجھے نجات عطا فرمایئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت میں عالیشان گھر عطا کیا اور آپ ﷺ کی زوجیت ہمیشہ ہمیش کیلئے عطاء فرمادی ایسے ہی ظلم وستم کا ایک واقعہ دوسال پہلے یکم جولائی ۲۰۰۸ء کو جرمنی کی عدالت میں سرعام ۳۲ سالہ خاتون کو خنجر سے وار کر کے شہید کردیا گیا، جب شہیدہ مروٰی شیربینی اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کررہی تھی تو عدالت میں منصف بھی موجود تھا، سیکورٹی اہلکار اور میڈیا بھی، سب کے سامنے اس کو اسکارف پہننے کے جرم میں قتل کردیا گیا۔

اس موقع پر شہیدہ چار ماہ کی حاملہ تھی، اس کا تین سالہ بیٹا اپنی ماں کو خوفناک انداز میں قتل ہوتا دیکھ رہا تھا، شہیدہ کا خاوند علوی عکاظ مدد کے لیے لپکا تو سیکورٹی گارڈ کی گولی کا نشانہ بن گیا۔

عدالت کا کمرہ لمحوں میں بے گناہوں کے خون سے سرخ ہوگیا اور ایک پاک باز خاتون نے حجاب کی خاطر اپنی جان قربان کر کے مغرب کا بھیانک چہرہ بے نقاب کردیا۔

اس سے خون کی لت بھی نہیں چھوڑی جاتی تمغۂ امن بھی چاہے وہ اس داستان کا آغاز ۲۰۰۸ء میں ہوتا ہے، جب شہیدہ مروٰی شیربینی اپنے کم سن بیٹے کو لے کر پارک میں نکلتی ہے، جہاں پر اس کے پڑوس میں رہنے والا ۲۸ سالہ ایگرل ڈبلیو اس کو حجاب پہننے پر طنز کا نشانہ بناتا ہے، جس پر وہ خاتون عدالت سے انصاف

طلب کرنے پہنچ جاتی ہے، عدالت ایگرل کے رویے کو متشددانہ قرار دیتے ہوئے جرمانہ ادا کرنے کا حکم دیتی ہے، جس کے بعد یہ واقعہ جرمنی کے اخبارات کی زینت بنتا ہے، جرمنی کا متشدد گروہ ایگرل کو اپنا ہیرو بنالیتا ہے اور فیصلے کے خلاف اپیل کرتا ہے، یکم جولائی کو عدالت کا کمرہ کھچا کھچ بھرا ہوتا ہے، عدالت کے روسٹم پر مروٰی شیربینی کو طلب کیا جاتا ہے، وہ ابھی اپنے بیان کا آغاز ہی کرتی ہے کہ متشدد قاتل ایگرل اسکی طرف لپکتا ہے، ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا پاک دامن کے جسم پر تیز دھاردار خنجر سے پورے اٹھارہ وار کرتا ہے، پہلے ہی وار پر اس کا خاوند اپنی نیک بخت بیوی کو بچانے کے لیے دوڑ لگاتا ہے، موقع پر موجود سیکورٹی گارڈ جس کی ذمہ داری بنتی تھی کہ وہ مروٰی شیرینی کی حفاظت کرے الٹا علوی عکاظ کو اپنی گولی کا نشانہ بناتا ہے، جس سے وہ شدید زخمی ہوکر گرجاتا ہے، شہیدہ ممکنہ حد تک درندے سے اپنے بچاؤ کے لیے مزاحمت کرتی ہے، درندے کا ٹارگٹ شہیدہ کا اسکارف پہنا ہوا سر ہوتا ہے، شہیدہ چھ وار سہنے کے بعد اب صرف اپنے حجاب کو بچانے کے لیے جدوجہد کرتی ہے، ایسے میں قاتل اس کے جسم پر اٹھارواں وار کر کے اسے نڈھال کردیتا ہے، جب تک قاتل کو روکنے کی کوشش کامیاب ہوتی ہے اس وقت تک مروٰی شیرینی اپنی منزل مراد ''شہادت'' پالیتی ہے، اس کا خاوند خون میں لت پت اور شہیدہ کا کم سن بیٹا باپ کو دیکھ کر زاروقطار رو رہا ہوتا ہے۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں، مسلمان ہونا

واقعے کے بعد مغرب اور عرب دنیا کے مسلمانوں میں ایک بھونچال آجاتا ہے، مغربی میڈیا اس موقع پر پردہ ڈالنے کی ممکنہ حد تک کوشش کرتا ہے، پاکستانی میڈیا جو آج کل انسانی حقوق اور خواتین کے حقوق کا علمبردار بنا ہوا ہے اس تک یہ

خبر پہنچتی ہی نہیں ہے، اگر سوات میں کسی لڑکی کو کوڑے مارنے کی جعلی ویڈیو ہوتی تو یہ خبر عالمی میڈیا پر بریکنگ نیوز کے طور پر نشر کی جاتی، اس پر تبصرے ہوتے مگر یہ ایک معصوم مسلمان عورت کا قتل تھا، جو دین اسلام سے تعلق رکھتی تھی، اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنا چاہتی تھی، وہ ایک ایسی قوم سے تعلق رکھتی ہے جس پر پوری دنیا میں عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہے، جس کے رہنما اپنی خودی کو بیچ کر امریکہ اور مغرب کی غلامی میں چلے گئے ہیں، جو حکومت تو اپنے ہم مذہبوں پر کرتے ہیں مگر زبان امریکہ اور مغرب کی بولتے ہیں، جو اس وقت کمزور نہ ہوتے ہوئے بھی مغلوب ہیں، جن کا بچہ بچہ جرم بے گناہی کی سزا بھگت رہا ہے، جس طرح شہیدہ کو قتل کیا گیا ہے اگر اس طرح ان کا کوئی پالتو جانور بھی قتل ہو جاتا تو یورپ کے اندر طوفان آ جاتا، جرمنی کے حکمرانوں کے لیے اقتدار بچانا مشکل ہو جاتا، غفلت کے مرتکب سیکورٹی اہلکار جیل کی سلاخوں کے پیچھے ہوتے، مگر یہ قتل ایک مسلمان کا قتل ہے جس نے اپنے عقیدے کی خاطر قربانی دی تھی، اس پر مغرب کی انسانی حقوق کی تنظیموں اور اداروں کی خاموشی دوہرے معیار کی آئینہ دار ہے۔

واقعے کے بعد جرمنی سمیت پورے یورپ اور عرب دنیا میں مظاہروں کا آغاز ہوتا ہے، ایسے ہی ایک مظاہرے میں خواتین نے ایک پلے کارڈ اٹھا رکھا تھا جس پر لکھا تھا کہ ''ہم وہ پہننے کے لیے آزاد ہیں جس کا حکم ہمیں ہمارا مذہب دیتا ہے، بالکل اسی طرح جس طرح تمہارا جو دل چاہتا ہے پہنتے ہو''۔ ایک اور پلے کارڈ پر لکھا تھا کہ ''ہمارے خون کا رنگ بھی سرخ ہے اور یہ تمہارے خون سے سستا نہیں''۔

۶ جولائی کو شہیدہ مرویٰ شیرینی کی میت مصر کے قاہرہ ایئرپورٹ پر اترتی ہے، عوام کا سمندر شہیدۃ الحجاب کا استقبال کر رہا ہوتا ہے، اس کے خاندان کا سر فخر سے بلند ہوتا ہے، شہیدہ کا خاوند جرمنی کے اسپتال میں ہوش و حواس سے بے گانہ اپنی نیک

بخت بیوی کے جنازے کو آخری سہارا دینے سے قاصر ہوتا ہے، مصری عوام کی توجہ کا مرکز شہیدہ کا تین سالہ بیٹا رہا ہے، شہیدہ مرویٰ شیربنی کو اس کے آبائی علاقے اسکندریہ میں سپرد خاک کیا جاتا ہے، اس موقع پر ہزاروں شرکاء بلند آواز سے اللہ کی وحدانیت کا اعلان کر رہے ہوتے ہیں ان کی زبانوں پر ایک ہی نعرہ ہے کہ ''کوئی اور خدا نہیں ہے مگر وہ ایک طاقتور اور بزرگ و برتر خدا ہے اور جرمن خدا کے دشمن ہیں''۔

اسماء عبدالحمید اودینسی کی اسمبلی میں پہلی باحجاب مسلم خاتون منتخب ہو کر آئی ہے، اس کے پاس ڈنمارک کی نیشنلٹی ہے لیکن وہ فلسطینی نژاد ہے۔

۲۷ سالہ اسماء عبدالحمید جب اسمبلی پہلی بار پہونچی تو میڈیا نے اس منظر کو قید کرنے کیلئے ہر طرف سے اسکو گھیر لیا، اسماء کہتی ہیں کہ میری خواہش ہیکہ لوگ میرے حجاب اور اسلامی طرز پر سلام کے طریقہ کو نہ دیکھیں بلکہ عوام کے فلاح و بہبود کے تعلق سے میری رائے اور میرے خیالات پر دھیان دیں جو میں پیش کر رہی ہوں۔

اسماء عبدالحمید جو حجاب اور مردوں سے مصافحہ کے انکار کی وجہ سے مشہور ہے، نے ۲۰۰۵ء کے انتخابات میں (۵۰۰) پانچ سے سے زائد ووٹ حاصل کئے ہیں۔ اس کے بعد وہ اپنی پارٹی کی اہم ممبر بن گئی ہے، اودینسی یونیورسٹی کے ایک پروفیسر کا کہنا ہے کہ کسی مسلم باحجاب خاتون کا اسمبلی انتخاب میں حصہ لینا اور پھر منتخب ہو کر آنا حجاب سے متعلق جاری بحث میں بڑا مؤثر ہوگا، اور ڈنمارک حجاب کی بحث میڈیا اور سیاست میں برسوں سے گرم ہے، یہ ایک مثال ہے کہ ایک مسلم باحجاب خاتون منتخب ہو کر عوامی سیاست میں پہونچی ہے اور ڈنمارک کا معاشرہ ترقی پذیر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حق بات میں طاقت رکھی ہے حق بات لوگوں کے سامنے پوری قوت کے ساتھ پیش کریں انشاءاللہ فائدہ ہوکر رہیگا آج اسلام دشمن عناصر اسلام کے خلاف بڑے بڑے پروپیگنڈے کر رہے ہیں اور طرح طرح کے اعتراضات اسلام اور مسلمانوں پر کئے جارہے ہیں اور کسی صورت میں یہ پسند نہیں کرتے ہیں اسلام اصلی شکل میں دنیا کے سامنے رہے اور مسلمانوں کا بول بالا ہو، ارشاد باری تعالیٰ ہے **يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ** وہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی روشنی اپنے منھوں سے بجھادیں اور اللہ تعالیٰ اپنی روشنی مکمل کئے بغیر نہ رہیں گے۔ **هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ** وہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو بھیجا ہدایت اور سچا دین دے کر تاکہ اسکو تمام ادیان پر غالب کرے اگرچہ مشرک ناک بھنوں چڑھائیں۔ **قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا** اے نبی آپ فرمادیجئے کہ حق آچکا اور باطل مٹ گیا اور باطل تھا ہی مٹنے والا، اسلام کو مٹانے کی کتنی ہی کوششیں کیوں نہ کی جائیں مگر اسلام تو مٹنے والا نہیں جس دین کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے لے لی ہے کیا اس کو کوئی مٹا سکتا ہے؟ یہ ہرگز ممکن نہیں۔

لیکن بڑے ہی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہم لوگ ہی مکمل طور پر احکام اسلام پر عمل نہیں کرتے ہم میں کتنے لوگ ایسے ہیں جنکے چہروں پر داڑھیاں نہیں جبکہ سارے انبیاء نے داڑھی رکھی اور کتنے ایسے ہیں کہ نماز نہیں پڑھتے تو گویا کہ اسلام کو نقصان پہونچانیوالے ہم خود ہوئے اگر ہم اسلام پر عمل کرتے تو یہ ممکن نہ تھا کہ آج اسلام پر طرح طرح کے اعتراضات ہوتے ہماری عورتیں بے

پردہ بازاروں میں پھرتی رہتی ہیں ہوٹلوں میں کھانا کھانے کیلئے جاتی ہیں جس میں غیر مردوں کے ساتھ اختلاط اور بات چیت تک کی نوبت آجاتی ہے اسلئے ماؤں اور بہنو! ہم سب کو چاہیے کہ اسلام کے ہر ہر حکم پر عمل پیرا ہوں چاہے اسکے لئے ہماری جان ہی کیوں نہ چلی جائے کیونکہ ہماری جان اور مال تو سب اللہ کی امانت ہے اللہ جہاں چاہے ہم سے استعمال کرائے اللہ ہم سب کو اسلام کے ہر ہر حکم پر چلنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

مولانا ابوالکلام آزاد کی اہلیہ زلیخا بیگم رحمۃ اللہ علیہا کی ملک وملت کیلئے قربانی

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ० بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ० قُلِ اللّٰھُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ० صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ

محترم خواتین اسلام ہمارے ملک ہندوستان پر کم وبیش ایک ہزار سال تک مسلم حکمرانوں نے اسلامی حکومت کے پرچم لہرائے ہیں ۱۶۰۰ء صدی عیسوی کے ختم پر برطانیہ سے سفید فام قوموں نے تجارت کی غرض سے اپنے ناپاک اور منحوس قدم رکھے پھر اپنی شاطرانہ وعیارانہ چالوں سے آہستہ آہستہ تجارت کے بہانے ہندوستان کی مقدس سرزمین پر اپنے قدم جمانے لگے جب تک مغلیہ حکومت کی بنیادیں مضبوط تھیں اس وقت تک ان لوگوں نے اپنی تجارت سے سروکار رکھا اور اگر کبھی سیاست میں گھسنے اور ملک کو نقصان پہونچانے کی کوشش کی تو اسی وقت انکی سرکوبی کی گئی لیکن اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد انکا کوئی سچا جانشیں نہ مل سکا اور حکومت کی بنیادیں کمزور پڑگئیں شہزادوں کو اپنے باپ داداؤں کی کمائی ہوئی دولت وثروت اور ملک وملت کی بقاء کی فکر نہ رہی تو انگریز اپنا اصل چہرہ لیکر سامنے آیا جسکو وہ اب تک چھپائے رکھا تھا جب انگریز نے دیکھا کہ حکومت کی چولیں ڈھیلی ہونے لگیں اواسکی بنیادوں کو دیمک کھانے لگی تو دخل اندازی شروع کردی اور ملک پر قبضہ کرنے کیلئے وہ ساری تدبیریں اختیار کرلیں جن کی ضرورت تھی قتل وغارتگری کا بازار گرم ہوا بڑے بڑے مسلم رہنماؤں کو قید وبند کی صعوبتیں جھیلنی پڑیں بالآخر ہوتے ہوتے ۱۸۵۷ء میں پورے ملک ہندوستان پر انگریزوں کا قبضہ ہوگیا اور لال قلعہ سے اسلامی پرچم اتار کر یونین جیک لہرایا جانے لگا پھر انگریزوں نے علماء اور دانشوروں کو یعنی برطانوی حکومت کی مضبوطی کیلئے جن کے خونوں کی ضرورت تھی ان تمام کو سخت سے سخت اذیتیں دیں بہتوں کو قتل کے گھاٹ اتار دیا گیا اور بہتوں کو کالے پانی کی سزا بھگتنی پڑی انگریزوں سے مسلسل لڑائیاں چلتی رہیں اور مسلمانوں نے اس کے لئے بڑی قربانیاں دیں اور ۱۹۴۷ء میں ہندوستان آزاد ہوا جس طرح مردوں نے اس ملک کی خاطر قربانیاں پیش کی اسی طرح عورتوں نے بھی بڑی بڑی

قربانیاں پیش کی ہیں یوں تو بہت ساری عورتیں ہیں جنہوں نے ملک کی آزادی کی خاطر عظیم الشان قربانیاں دیں اور بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ کی ماں عابدی بیگم جن کا نام تاریخ میں ملتا ہے اور سچ تو یہ ہے انہوں نے ہی مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ کو دین و دنیا کے زبردست علم سے آراستہ کر کے ملک کا قابل فخر سپوت بنایا ایک مرتبہ مولانا محمد علی جوہر رحمۃ اللہ علیہ جیل میں تھے غلط خبر پہونچ گئی کہ انکے بیٹے نے برطانوی حکومت سے معافی مانگ لی ہے یہ جلال میں آگئیں اور کہا کہ اگر یہ خبر سچ ہے کہ محمد علی نے برطانوی حکومت سے معافی مانگ لی ہے تو میرے بوڑھے ہاتھوں میں ابھی اتنی طاقت ہے کہ اسکا کلا گھونٹ کر مارسکوں تحریک خلافت کے دور میں یہ شعر خاص وعام کی زبان زد تھا

بولی اماں محمد علی کی جان بیٹا خلافت پہ دیدو

اسی طرح مولانا محمد علی کی اہلیہ نے بھی ملک وملت کی خاطر بڑی خدمات انجام دیں اسی طرح ڈاکٹر سیف الدین کی اہلیہ محترمہ نے بڑی قربانیاں دی ہیں میں اسوقت امام الہند حضرت مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی اہلیہ محترمہ زلیخا بیگم کی قربانیوں کا تذکرہ کررہا ہوں کہ ایک بڑے صاحب ثروت گھرانے سے تعلق رکھنے کے باوجود اپنے شوہر کے ساتھ کس طرح انہوں نے صبر وقناعت کیساتھ زندگی بسر کی کہ زبان پر کبھی حرف شکایت نہ آیا اور مولانا آزاد کا دین وملت کی خدمت میں ہاتھ بٹایا۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی رفیقہ حیات زلیخا بیگم کا انتقال ۹/اپریل ۱۹۴۳ کو ۱۹۱اے بی گنج سرکلر روڈ کلکتہ کے مکان میں ہوا تھا، نماز جنازہ بڑی مسجد ناخدا میں پڑھائی گئی اور مانک تلہ کے علاقے میں واقع کچھی میمن ناخدا قبرستان میں تدفین ہوئی، مولانا آزاد کے والد مولانا خیرالدین اور والدہ نیز بڑے بھائی غلام یٰسین آہ اور بہن بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں، مولانا کے والد اور والدہ کی قبریں

ایک حجرے میں ہیں، زلیخا بیگم کی قبر اسی جگہ ایک گوشے میں ہے، مولانا آزاد رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ۲۲ فروری ۱۹۵۸ء کو دہلی میں ہوا اور ان کا مزار جامع مسجد کے سامنے آزاد پارک میں ہے۔

بیگم آزاد کی قبر پر کوئی کتبہ نہیں تھا، عام لوگوں کے لئے شناخت کرنا مشکل تھا کہ مرحومہ کی قبر کون سی ہے اس لئے مولانا ابوالکلام آزاد انسٹی ٹیوٹ آف ایشین اسٹڈیز نے طے کیا کہ زلیخا بیگم کی قبر پر لوح نصب کی جائے لوح مزار چار زبانوں میں لکھ کر نصب کردی گئی ہے ۲۲ اپریل ۲۰۰۲ء کو لوح مزار کی نقاب کشائی قبرستان میں منعقد ایک تقریب میں ہوئی۔

زلیخا بیگم کا جب انتقال ہوا تو مولانا آزاد قلعہ احمد نگر میں کوئٹ انڈیا، تحریک کے سلسلے میں اگست ۱۹۴۲ سے قید تھے اور اپنی اہلیہ کی جان لیوا بیماری کی خبر سن کر بھی مولانا نے پیرول پر رہا ہونے سے انکار کردیا تھا، مولانا نہ تو اپنی رفیقہ حیات کو بیماری کی حالت میں دیکھنے آئے اور نہ ان کی وفات پر جنازے میں شریک ہوسکے، حکومت برطانیہ کی کوئی رعایت بھی اس مجاہد آزادی کو قبول نہیں تھی۔ ۱۹۴۵ میں مولانا اور دوسرے کانگریسی لیڈر احمد نگر قلعے سے رہا کیے گئے، مولانا کو پہلے بانکوڑہ لایا گیا اور چند روز وہاں نظر بند رکھنے کے بعد چھوڑا گیا۔ مولانا ٹرین سے ہوڑہ اسٹیشن پہنچے، انڈین نیشنل کانگریس کے ۱۹۴۰ سے صدر تھے۔ ہوڑہ اسٹیشن پر ایک خلقت مولانا کے استقبال کے لیے ٹوٹ پڑی، بہت بڑا جلوس نکالا، استقبال کے لیے بینڈ باجا بھی آیا تھا جسے بجانے سے مولانا نے منع کردیا، استقبالیہ جلوس ہوڑہ اسٹیشن سے چلا تو مولانا نے اس کا رخ مانک تلہ قبرستان کی طرف موڑ دیا جہاں ان کی بیگم محوخواب تھیں، قبر پر پہنچ کر مولانا نے سب سے پہلے فاتحہ پڑھی پھر کچھ دیر خاموش کھڑے قبر کو دیکھتے

رہے اور اپنی گاڑی پر پڑے ہوئے پھولوں میں سے ایک ہار اٹھا کر قبر پر رکھا اور رہائش گاہ بالی گنج سرکلر روڈ کے لیے روانہ ہوئے۔

اپنی آخری کتاب ''انڈیا ونس فریڈم'' میں فرماتے ہیں۔ ''ہوڑہ اسٹیشن پر اور پلیٹ فارم پر انسانوں کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا، میں بڑی مشکل سے ڈبے سے باہر نکلا اور کار میں سوار ہوا، تین سال پیچھے کا وہ دن یاد آیا جب میں ورکنگ کمیٹی اور آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے جلسوں میں شرکت کرنے کی غرض سے ممبئی کے لیے روانہ ہو رہا تھا، میری بیوی گھر کے دروازے تک مجھے رخصت کرنے آتی تھیں، اب تین سال کے بعد واپس آ رہا تھا مگر وہ قبر کی آغوش میں تھیں اور میرا گھر خالی تھا مجھے ورڈس ورتھ کا یہ مصرع یاد آیا۔

''مگر وہ اب اپنی قبر میں ہے اور ہائے میری دنیا کیسی بدل گئی ہے''

آج وہ گھر خالی تھا جس میں مرتے دم تک زلیخا بیگم نے ہر اچھے برے وقت میں مولانا کی رفاقت کی۔ مولانا کی زندگی کا ایک بڑا حصہ قید و بند میں گزرا اور زلیخا بیگم کو مہینوں کیا برسوں اکیلا رہنا پڑتا تھا، مولانا جیل سے باہر ہوتے تب بھی قومی کاموں کیلئے اکثر سفر میں رہتے زلیخا بیگم کو ہمیشہ حالت انتظار میں رہنا پڑتا تھا، مگر اس مرتبہ کی جدائی ابدی تھی، مولانا ۱۳ اگست ۱۹۴۲ کو ممبئی کے لیے روانہ ہوئے تھے اور پھر زلیخا بیگم کی زندگی میں لوٹ کر نہیں آئے۔

مولانا آزاد نے کلکتہ سے اس سفر کیلئے اپنی روانگی اور رفیقہ حیات سے ابدی جدائی کا نقشہ اپنی شاہکار ادبی تصنیف ''غبار خاطرہ'' میں کھینچا ہے، یہ کتاب مولانا نے قلعہ احمد نگر میں اپنے دوست مولانا حبیب الرحمٰن خاں شیروانی کے نام خطوط کی شکل میں لکھی، زلیخا بیگم کا انتقال ۹/اپریل ۴۳ء کو ہوا، مولانا نے ۱۱/اپریل ۴۳ء کو ''صدیق مکرم'' کے نام جو خط تحریر کیا اس میں اپنے سوز دل کا حال یوں بیان کیا ہے۔

''میری بیوی کی طبیعت کئی سال سے علیل تھی۔ ۱۹۴۱ میں جب میں نینی جیل میں مقید تھا تو اس خیال سے کہ میرے لئے تشویش خاطر کا موجب ہوگا۔ مجھے اطلاع نہیں دی گئی لیکن رہائی کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تمام زمانہ کم و بیشی علالت کا گزرا تھا، مجھے قید خانے میں اس کے خطوط ملتے رہے ان میں ساری باتیں ہوتی تھیں، لیکن اپنی بیماری کا کوئی ذکر نہیں ہوتا تھا، رہائی کے بعد ڈاکٹروں سے مشورہ کیا گیا تو سب کی رائے تبدیل آب و ہوا کی ہوئی اور وہ رانچی چلی گئی، رانچی کے قیام سے بظاہر فائدہ ہوا تھا۔ جولائی میں واپس آئی تو صحت کی رونق چہرے پر واپس آ رہی تھی، اس تمام زمانے میں میں زیادہ تر سفر میں رہا، وقت کے حالات اس تیزی سے بدل رہے تھے کہ کسی ایک منزل میں دم لینے کی مہلت ہی نہیں ملتی تھی، ایک منزل میں ابھی قدم پہنچا نہیں کہ دوسری منزل سامنے نمودار ہوگئی۔

جولائی کی آخری تاریخ تھی کہ میں تین ہفتے کے بعد کلکتہ واپس ہوا اور پھر چار دن کے بعد آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس بمبئی کے لئے روانہ ہوگیا، یہ وہ وقت تھا کہ ابھی طوفان آیا نہیں تھا مگر طوفانی آثار ہر طرف امنڈ نے لگے تھے، حکومت کے ارادوں کے بارے میں طرح طرح کی افواہیں مشہور ہو رہی تھیں۔ ایک افواہ جو خصوصیت کیساتھ مشہور ہوئی تھی یہ تھی کہ آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے اجلاس کے بعد ورکنگ کمیٹی کے تمام ممبروں کو گرفتار کر لیا جائے گا اور ہندوستان سے باہر کسی غیر معلوم مقام میں بھیج دیا جائے گا۔ یہ بات بھی کہی جاتی تھی کہ لڑائی کے غیر معمولی حالات نے حکومت کو غیر معمولی اختیارات دے دیئے ہیں اور وہ ان سے ہر طرح کا کام لے سکتی ہے اس طرح کے حالات پر مجھ سے زیادہ زلیخا کی نظر رہا کرتی تھی اور اس نے وقت کی صورت حال کا پوری طرح اندازہ کر لیا تھا، ان چار دنوں کے اندر جو میں نے دو سفروں کے درمیان بسر کیے تھے، اس قدر کاموں میں مشغول رہا کہ

ہمیں آپس میں بات چیت کرنے کا موقع بہت کم ملا، وہ میری طبیعت کی افتاد سے واقف تھی، وہ جانتی تھی کہ اس طرح کے حالات میں ہمیشہ میری خاموشی بڑھ جاتی ہے اور میں پسند نہیں کرتا کہ اس خاموشی میں خلل پڑے، اس لیے وہ بھی خاموش تھی لیکن ہم دونوں کی یہ خاموشی بھی گویائی سے خالی نہیں تھی، ہم دونوں خاموش رہ کر بھی ایک دوسرے کی باتیں سن رہے تھے اور ان کا مطلب اچھی طرح سمجھ رہے تھے۔ ۳۱ر اگست کو جب میں ممبئی روانہ ہونے لگا تو وہ حسب معمول دروازے تک خدا حافظ کہنے کے لئے آئی، میں نے کہا اگر کوئی نیا واقعہ پیش نہیں آ گیا تو ۱۳ راگست تک واپسی کا قصد ہے، اس نے خدا حافظ کے سوا اور کچھ نہیں کہا، لیکن اگر وہ کہنا چاہتی تو اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی تھی جو اس کے چہرے کا خاموش اضطراب کہہ رہا تھا، اس کی آنکھیں خشک تھیں مگر چہرہ اشکبار تھا۔

گذشتہ پچیس برس کے اندر کتنے ہی سفر پیش آئے اور کتنی ہی مرتبہ گرفتاریاں ہوئیں لیکن میں نے اس درجہ افسردہ خاطر اسے کبھی نہیں دیکھا تھا، کیا یہ جذبات کی وقتی کمزوری تھی جو اس کی طبیعت پر غالب آ گئی تھی، میں نے اس وقت ایسا ہی خیال کیا تھا لیکن اب سوچتا ہوں تو خیال ہوتا ہے کہ شاید اسے صورت حال کا ایک مجہول احساس ہونے لگا تھا، شاید وہ محسوس کر رہی تھی کہ اس زندگی میں یہ ہماری آخری ملاقات ہے، وہ خدا حافظ اس لیے نہیں کہہ رہی تھی کہ میں سفر کر رہا تھا وہ اس لئے کہہ رہی تھی کہ خود سفر کرنے والی تھی۔

مولانا آزاد انگریزوں کی قید سے رہا ہو کر تین سال بعد گھر واپس آ گئے مگر اب اس گھر میں زلیخا نہیں تھیں اور گھر ان کے بغیر بالکل خالی خالی تھا اور مولانا کی زندگی میں وہیں سے ایک طویل خلا پیدا ہو گیا، زلیخا بیگم دکھ سکھ کی دم ساز اور وفا شعار بیوی تھیں، مولانا کی قومی زندگی کانٹوں بھری تھی، وطن کی آزادی کی راہ میں

مولانا نے اپنا سب کچھ لٹا دیا تھا، امیر باپ کے بیٹے تھے مگر اب قلاش ہو گئے تھے، گھر میں کبھی کبھی فاقہ کشی تک نوبت پہنچ جاتی، بیگم آزاد کبھی حرف شکایت زبان پر نہ لاتیں، اپنے شوہر کی دینی وقومی خدمات میں ان کا پورا ساتھ دیتیں اور حالات جیسے بھی ہوں صبر وشکر سے برداشت کرتیں، مولانا جب اپنی شہرہ آفاق تفسیر ’’ترجمان القرآن‘‘ لکھنے میں مصروف تھے اور راتوں کو جاگتے تھے، تو بیگم صاحبہ اپنے عالم دین شوہر کو پنکھا جھلتی رہتیں تاکہ مولانا کا قلم یکسوئی سے چلتا رہے، مولانا آزاد قلعہ احمد نگر میں قید تھے، گھر میں پیسے کی کمی تھی مگر کسی کا احسان لینا انہیں گوارہ نہیں تھا، مولانا کی خودداری اور عزت نفس کی حفاظت زلیخا بیگم نے مرتے دم تک کی مولانا آزاد کے رفیق مولانا عبد الرزاق ملیح آبادی نے اپنی کتاب ’’ذکر آزاد‘‘ میں بیگم صاحبہ کی وفات کا واقعہ قلم بند کیا ہے، مولانا ملیح آبادی کے سامنے بیگم صاحبہ نے آخری ہچکی لی ملیح آبادی لکھتے ہیں۔

یہ تو معلوم تھا کہ بیگم بیمار ہیں مگر میں عیادت کو نہیں جاتا تھا کیوں کہ مولانا موجود نہ تھے ۹ر اپریل ۱۹۴۹ء کی صبح نو دس بجے فون آیا کہ بیگم صاحبہ کے کمرے میں چلو، مجھے تامل ہوا، مدتوں ایک ہی گھر میں رہا تھا اور پردہ بھی تھا مگر کبھی اچٹتی نگاہوں سے بھی صورت نہیں دیکھی تھی میرا پس وپیش دیکھ کر کہا، بیگم صاحبہ مصر ہیں کہ تم پہنچو، وقت آخری ہے، دیر نہ کرو، مجبوراً جانا پڑا، واقعی بیمار کا آخری وقت تھا مگر نہ جانے کہاں سے قوت آ گئی تھی میرا ہاتھ پکڑ لیا، کہنے لگیں ’’آپ میرے بھائی ہیں۔ آپ کی ہمیشہ شکر گزار رہی ہوں، مولانا کا دیدار ممکن نہیں ان سے کہنا کہ تمہارے ہی نام پر مر رہی ہوں مگر میرے چلے جانے کا غم نہ کرنا، ہاتھ بری طرح لرز رہا تھا کہنے لگیں، مولانا کے لیے میرے پاس تو کچھ بھی نہیں، ہچکی آئی، اب وہاں کچھ نہ تھا، پلنگ پر صرف ایک لاش باقی تھی۔ (ذکر آزاد)

اسی وفا شعار کی تربت پر ساٹھ سال کے عرصے میں ایک کتبہ نصب ہوا جس سے قبر کی پہچان ہوگئی ۱۹/۱ اے بالی گنج سرکلر روڈ (اب ۵ اشرف مستری لین) کا مکان بھی برسوں سے ویران پڑا تھا، جہاں زلیخا بیگم نے آخری سانس لی تھی، حکومت آف ایشین اسٹڈیز کے حوالے کر دیا ہے۔

مولانا آزاد راہ وطن میں ایثار و قربانی میں ایسے لگے کہ اپنا ذاتی گھر کہیں نہیں بنایا، کرائے کے مکانوں میں زندگی کاٹ دی، اب قوم کی طرف سے آزاد اور بیگم آزاد کی یادوں کو بسانے کے لیے وہ تاریخی گھر محفوظ کر دیا گیا ہے جس میں بیگم نے مولانا کو آخری بار خدا حافظ کہا تھا اور آخری سانس لی تھی۔

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ ملک کی تقسیم کے مخالف تھے

مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑا عجیب وغریب ذہن عطا فرمایا تھا خطابت وتقریر میں وہ تاثیر تھی کہ لوگوں کے قلوب موم ہوجایا کرتے تھے سیاست میں تو شاید انکا کوئی نظیر تھا ہی نہیں ملک کی تقسیم کے سخت مخالف تھے اس کو مسلمانوں کیلئے بہت نقصان دہ تصور کرتے تھے انہوں نے اور مولانا حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ نے بڑی کوششیں کیں کہ ملک تقسیم نہ ہونے پائے اور مسلمانوں کی یکجہتی برقرار ہے اور ہندو مسلم سب مل کر اس دیش میں رہیں جیسا کہ صدیوں سے ہوتا چلا آرہا ہے لیکن برطانیہ کے اشاروں پر چلنے والے کچھ نام نہاد مسلمانوں نے جسکو قائد اعظم وغیرہ کے القاب سے یاد کیا جاتا تھا اپنی عیاری و مکاری اور دنیوی لالچ کی خاطر اسلام اور مسلمانوں کا خون کر کے ملک کو دو حصوں میں تقسیم کرا کے چھوڑا اور ہمارے اکابر واسلاف کی وہ آرزو اور تمنا پوری نہ ہوسکی جسکے لئے ہزاروں کوششیں بھی کیں مسلمانوں کو ہندوستان کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا پاکستان دیکر الگ کر دیا گیا پھر اسکے دو

ٹکڑے ہوئے جس سے بنگلہ دیش بنا اور مسلمان اس طرح تتر بتر ہوگئے خاندانوں میں دوریاں پیدا ہوگئیں اور پاکستان جو لوگ یہاں سے ہجرت کر کے گئے اکثروں کو تو پچتانا ہی پڑا کیونکہ جس امید پر ملک کی تقسیم کی حمایت کی تھی وہ امید پوری نہ ہوئی شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ جب ملک تقسیم ہوگیا اور پاکستان بن گیا تو مسٹر جناح کے پاس پہونچے اور کہا کہ آپ نے وعدہ کیا تھا کہ اسلامی حکومت قائم کی جائیگی تو اسکو قائم کریں تو مسٹر جناح نے کہا کہ مولانا! سیاسی وعدے، پورا کرنے کیلئے نہیں کئے جاتے ہیں اسوقت مولانا کو سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہ آیا اور آج بھی پاکستان میں امن وامان قائم نہ ہوسکا مسجدیں تک محفوظ نہیں ہیں مدارس میں تالے پڑ جاتے ہیں بڑے بڑے علماء کو گولیوں سے اڑا دیا گیا شیعہ سنی فساد آئے دن ہوتے رہتے ہیں مسلمانوں میں بے چینی کی سی کیفیت رہا کرتی ہے، یہ مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت وفطانت تھی کہ سینکڑوں سال بعد ہونے والے واقعات و حوادث کو انہوں نے بھانپ لیا اور محسوس کرلیا اے کاش اگر اس وقت کے مسلمانوں نے مولانا ابوالکلام کی رائے کو مان لیا ہوتا اور انہیں کی حمایت کی ہوتی تو ملک تقسیم نہ ہوتا اور ہم کو بھی اور ہماری آنے والی نسلوں کو کسی طرح کی بے چینی کی سی کیفیت پیدا نہ ہوتی اور حکومت سیاست میں ہماری اکثریت نہیں تو برابر یقینی تھی لیکن کیا کریں!

ع لمحوں نے خطا کی تھی صدیوں نے سزا پائی

کہنے کا حاصل یہ ہے کہ ملک وملت کی خاطر مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی قربانیاں دیں دن رات صبح وشام بروقت قوم وملت ہی کی فکر دامنگیر رہا کرتی تھی اور آپ کی شریک حیات ان کے کاموں میں ہاتھ بٹاتیں اوران کا حوصلہ بڑھاتیں اللہ غریق رحمت کرے مولانا آزاد اوران کی اہلیہ محترمہ زلیخا بیگم کو اور ہم سب کو بھی ان کی طرح صبر کی توفیق عطا فرمائے آمین! وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

ادب لازوال نعمت ہے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ . ”مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَہٗ اَفْضَلُ مِنْ اَدَبٍ حُسْنٍ“ اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامَ.

معزز معلمات اور صدر جلسہ عزیزہ طالبات !ادب انمول نعمت ہے اس عنوان پر کچھ باتیں گوش گذار کرنی ہے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحیح صحیح کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ادب کی وجہ سے انسان دوسروں سے فائق اور بلند ہوتا ہے ادب کی وجہ سے انسان کا مقام ومرتبہ اونچا ہوتا ہے،حدیث میں بھی ادب پر بڑا زور دیا گیا اور بڑی فضیلتیں بیان کی گئی ہیں ایک حدیث میں آتا ہے کہ جس نے اپنی باندی کو ادب

سکھایا پھر آزاد کر کے اس سے شادی کرلی تو اس کو دوگنا اجر ملے گا قبل از اسلام اور اسلام کے بعد بھی غلام اور باندیوں کا دور چلتا تھا۔اسلام ہی نے اس کو ختم کردیا الغرض ادب بہت بڑی دولت اور نعمت ہے ہر ایک کی ذمہ داری ہے کہ اپنے ماتحت لوگوں کی تعلیم وتربیت اور ادب وشائستگی کا خیال رکھیں۔

قیامت میں باپ سے اولاد کے متعلق سوال کیا جائے گا:مَاذَا عَلَّمْتَهٗ وَمَاذَا اَدَّبْتَهٗ ’تم نے بچوں کو کیا تعلیم دی اور کیسا ادب سکھایا‘۔

ہر ماں باپ سے اولاد کے ایمان وعقائد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔اس لئے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینا،علم دین سکھانا،اور اسلامی آداب سے مزین کرنا بہت ضروری ہے،جس نے اپنی اولاد کو ادب سکھایا،اسلامی تہذیب اور اسلامی تعلیمات سے آراستہ کیا اس نے گویا ان کو لازوال نعمت عطا کی،اس کا اثر تادیر رہتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ رسول اکرمؐ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا:

مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَہٗ اَفْضَلُ مِنْ اَدَبٍ حُسْنٍ (ترمذی)

’والدین کا بہترین عطیہ اولاد کی صحیح تعلیم وتربیت ہے‘۔

اولاد کیلئے سب سے بڑا عطیہ تعلیم وتربیت ہے

آدمی اپنی اولاد کیلئے بہت کچھ سرمایہ جمع کرتا تاکہ آئندہ چل کر میری اولاد راحت وآرام کے ساتھ زندگی بسر کرے اور طرح طرح کی چیزیں مہیا کرتا ہے تاکہ میری اولاد کو کوئی پریشانی نہ ہو۔اللہ کے رسول ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ سب سے بہتر نعمت اولاد کو عمدہ ادب سکھانا ہے۔بچے کو اپنے ساتھ کھانا کھلا رہے ہیں۔اس کو صرف اتنا بتادیں کہ بیٹے بسم اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے اپنے سامنے سے کھاؤ اور بچہ یہ چیز اختیار کرلے تو یہ سب سے بڑی دولت اور نعمت آپ نے بچے کو دے دی۔

قرآن کریم نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی وصیت کو نقل کیا ہے جو والدین کے لئے بڑا قیمتی تحفہ ہے کہ کیا نصیحت کی جائے اپنی اولاد کو جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا آخری وقت آیا تو سب بیٹوں پوتوں اور نواسوں کو جمع کر کے فرمایا: تَعْبُدُوْنَ مِنْ بَعْدِیْ تم مجھ سے عہد و پیمان کرو کہ آخر میرے بعد کس کی عبادت کرو گے جب تک تم مجھ سے یہ وعدہ نہیں کر لیتے ہو اس وقت تک مجھے سکون نہیں آ سکتا ہے اس لئے ہر ایک باپ کو اس بات کی فکر ہونی چاہئے کہ میری اولاد دین و مذہب پر کس طرح قائم ہیں کہیں اس میں کچھ کمی تو نہیں ہے جب اولاد کی صحیح تعلیم و تربیت کر کے جائیں گے تو یہی اولاد آپ کے لئے دعائے مغفرت کرے گی۔ آپ کیلئے ایصال ثواب کرے گی اور اگر تعلیم و تربیت سے اس کو بے بہرہ رکھیں گے تو دنیا میں بھی پریشان ہوں گے اور مرنے کے بعد بھی ایسی اولاد سے کوئی سکون حاصل نہیں ہوگا۔ غرض تعلیم و تربیت بہتر عطیہ ہے اس لئے کہ اولاد کو بہت ساری جائداد اور بلڈنگیں بنا کر دی جائیں۔ ان میں اگر اسلامی اور دینی خوبی نہیں ہے یا ان کی قسمت میں نہیں ہے تو دولت اور ملکیت رفتہ رفتہ کم ہوتی جائے گی یہاں تک کہ وہ محتاج ہو جائیگا اور اسلامی خوبیاں ہمیشہ باقی رہیں گی۔ اس کے کم یا چوری ہونے کا سوال نہیں ہے۔ اسلئے وہ شخص جس نے دین و اخلاق سے اپنی اولاد کو محروم رکھا، اس نے بڑی خیر سے انہیں محروم کر دیا۔

اہل وعیال کی بابت آخرت میں سوال

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ. کان کھول کر سن لو تم میں سے ہر شخص نگراں اور محافظ ہے اور تم میں سے ہر شخص سے اس کی نگرانی کی بابت سوال کیا جائے گا والدین سے اولاد کے بارے میں سوال کیا جائے گا آیا اس کی تربیت کی تھی یا نہیں اس کو دینی رخ پر ڈھالا تھا یا نہیں

ایسے ہی اولاد سے بھی پوچھا جائے گا کہ والدین کے حقوق ادا کئے یا نہیں بیوی سے شوہر کے بارے میں اور شوہر سے بیوی کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ غلام سے آقا کے بارے میں اور آقا سے غلام کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔ غرض ہر شخص سے باز پرس ہوگی اور وہی شخص بچ سکے گا جس نے اپنی ذمہ داری کو نبھایا ہوگا اس لئے ہر ایک کو اپنے ماتحت لوگوں کا حد درجہ خیال کرنا چاہئے۔

قرآن نے مسلمانوں کو اپنے ساتھ اپنے کنبہ اور گھر والوں کو بھی آگ کے ایندھن سے بچانے کی فکر پیدا کرنے کی تلقین کی ہے۔ ارشاد باری ہے:

قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَھْلِیْکُمْ نَاراً وَّقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ (التحریم:٦)

'اے ایمان والو! تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ جتنی توجہ ہم اپنی اولاد کی دنیوی تعلیم پر دیتے ہیں اس سے کہیں زیادہ توجہ دینی تعلیم و تربیت پر دیں یہی چیز ہمیشہ ہمیش کام آنیوالی ہے حدیث میں آتا ہے کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کا نامہ اعمال بند کر کے رکھ دیا جاتا ہے لیکن اگر اس نے نیک اولاد اپنے پیچھے چھوڑی ہے تو اس کے اعمال کا دفتر کھلا رہتا ہے اور جب اولاد اس کے لئے دعائیں کرتی ہے اور کوئی نیک عمل کرتی ہے تو نامہ اعمال میں لکھا جاتا ہے اس کو چاہئے کہ ہم بھی اپنے اولاد کی ایسی تعلیم و تربیت کریں، اور ادب سکھائیں کہ مرنے کے بعد ہماری اولاد مغفرت کا ذریعہ اور سامان بن جائے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

طالبانِ علومِ نبوت کی قربانیاں

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی. وَالَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ . "مَنْ سَلَکَ طَرِیْقًا یَلْتَمِسُ فِیْہِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰہُ لَہٗ بِہٖ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّۃِ" اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ.

سامعین باوقار خواتین اسلام اور معلمات جامعہ ہٰذا اور عزیزہ طالبات! آج کی اس مجلس میں طالبان علوم نبوت کی قربانیوں کا کچھ تذکرہ کرنا ہے۔ علم خواہ دینی ہو یا دنیوی وہ محنت چاہتا ہے۔ اور علم دین کے لئے تو بہت ہی زیادہ محنت درکار ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اَلْعِلْمُ لَا یُعْطِیْکَ بَعْضَہٗ اِلَّا اِذَا اَعْطَیْتَہٗ کُلَّکَ فَاِنْ اَعْطَیْتَہٗ کُلَّکَ فَاَنْتَ مِنْ اَنْ یُّعْطِیَکَ بَعْضَہٗ عَلٰی خَطَرٍ. علم اپنا تھوڑا

حصہ بھی تم کو نہیں دے سکتا جب تک تم اس کو اپنا کل نہ دیدو اور اگر علم کو اپنا پورا حصہ دیدو گے تو اس بات کا امکان ہے کہ علم اپنا تھوڑا سا حصہ تمہیں عطا کر دے۔ الغرض علم بڑی محنت سے حاصل ہوتا ہے اس کے حاصل کرنے کیلئے آدمی کو بڑی ذلتیں بھی اٹھانی پڑتی ہیں لیکن جس نے علم حاصل کرلیا تو اس کی عزت ہی عزت ہے اکابر واسلاف نے علم دین حاصل کرنے کیلئے جو قربانیاں دی ہیں وہ ہماری سمجھ سے باہر ہے سستی اور غفلت کی وجہ سے ہم ان جیسی قربانیوں کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتے!

طلب علم کے لئے اکابر واسلاف کی قربانیاں

اس امت کے طلبہ نے علم حاصل کرنے کے لئے کتنے مجاہدے کیے، اور کتنی قربانیاں دیں، ذرا اہم ان کے حالات پڑھیں تو انسان حیران ہو جاتا ہے، چنانچہ امام وہبیؒ بیس سال کی عمر میں گھر سے نکلے علم حاصل کرنے کے لئے۔ فرماتے ہیں کہ میں سات سال میں علم مکمل کرنے کے بعد گھر لوٹا، آپ حضرات تو جمعرات کو چلے جاتے ہیں، جمعہ گھر رہ کر آتے ہیں، یا دو ہفتے بعد مہینے بعد چکر لگا لیتے ہیں، فرماتے ہیں: نہیں، میں علم حاصل کرنے کے لئے نکلا متواتر سات سال میں علم حاصل کرتا رہا، جب علم حاصل کرلیا تب ماں باپ کو ملنے واپس آیا، حافظ ابن طاہرؒ طلبِ علم کے لئے نکلے اس زمانے میں ایسا نہیں تھا کہ جہاں جاؤ گے کتابیں مل جائیں گی، یہ تو نعمت آج ہے نا کہ جس مدرسے میں داخلہ لے لو، ناظم تعلیمات کتابیں دیدیتے ہیں۔ پڑھنے کے لئے، اس زمانے میں استاذ کے پاس کتابیں خود لے کر جاتے تھے، وہ فرماتے ہیں: کہ کتابیں اتنی تھیں کہ جب میں پیٹھ کے اوپر لاد کر چلتا تھا تو مشقت اٹھانے کی وجہ سے پیشاب میں خون آیا کرتا تھا، اتنا بوجھ اٹھاتا تھا اپنے استاذ کے پاس جانے کے لئے۔

علم محنت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا

آج علم حاصل کرنے کے لئے بڑی سہولتیں مہیا ہوگئی ہیں کتابوں کی سہولت کھانے پینے اور رہنےسہنے کا عمدہ نظم اساتذہ وقت پرآ کر علم دین سکھاتے ہیں۔لیکن ان سب سہولتوں کے باوجود بھی آج وہ مہارت نہیں حاصل ہورہی جو ہونی چاہئے تھی ہم آرام طلب ہوگئے ہیں محنت سے جی چراتے ہیں چاہتے ہیں کہ کچھ کرنا نہ پڑے بس ویسے ہی بڑے عالم وفاضل بن جائیں لیکن یہ کیسے ممکن کسی شاعر نے اچھی بات کہی ہے جوحقیقت اورواقعہ ہے۔

مورخ یوں جگہ دیتانہیں تاریخ عالم میں
بڑی قربانیوں کے بعد پیدا نام ہوتا ہے

اس لئے ہم کو اسی طرح محنت کرنے کی ضرورت ہے جیسے ہمارے اکابر واسلاف نے کی ہے۔

خطیب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنی پشت پر کتابیں لے کر چلتا تھا، گرمی کی وجہ سے اتنا پسینہ آتا تھا، کہ میری کتابیں پسینے سے بھیگ جایا کرتی تھیں۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شروع میں غربت کے حالات میں تھے، فرماتے ہیں: کہ میں علم حاصل کرتا تھا فاقہ ہوتا تھا،تو میں نے سوچا، کیوں نہ میں کوئی مزدوری کرلوں،تو فرماتے ہیں کہ جب میں پڑھ لیتا تو شام کو میں اونٹوں کے اڈے پر جاتا، جیسے ہمارے زمانے میں بسوں کا اڈہ، ٹیکسی کا اڈہ، تو اس زمانے میں اونٹ کے ذریعہ آنا جانا ہوتا تھا، تو فرماتے ہیں: شہر میں ایک جگہ بنی ہوئی تھی، اونٹوں کا وہاں اجتماع ہوتا تھا، میں وہاں چلا جاتا تھا، اور جب مسافر سامان اٹھا کر اونٹوں پہ لادنا چاہتے تھے، تو میں ان کو کہتا تھا کہ میں اس کام کے لئے حاضر ہوں، مجھے کچھ

تھوڑا دے دیتے تھے، میں ان کے بوجھ کواٹھا کر کبھی اونٹ پر چڑھاتا تھا، کبھی اونٹ سے نیچے اتارتا تھا، اور دنیا نہیں جانتی تھی کہ یہ دوسروں کے بوجھ کو اپنے سر پر اٹھانے والا بچہ آنے والے وقت میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ بننے والا ہے، فرماتے ہیں کہ: میرا ایک دوست تھا، اس نے مجھے اوفر کی، بھئی: آپ کے کھانے کا انتظام میں کردیتا ہوں، مجھے اچھا نہ لگا میں نے کہا نہیں بھئی میں محنت کروں گا، اور کھاؤں گا، اس نے کہا اچھا تو پھر ایسا کرو، کہ مجھے دو کتابوں کی ضرورت ہے، آپ لکھ کے دیدیں، املا کردیں، میں نے کہا ہاں، فرماتے ہیں کہ: میں نے پھر سامان اٹھانے کا کام چھوڑا، اور پھر میں نے کتابیں لکھنی شروع کی، لوگ مجھ سے کتابیں لکھواتے تھے، میں فارغ وقت میں لکھتا تھا، اس پر کچھ مل جاتا تھا، اس سے میں اپنے پیٹ کو بھر لیا کرتا تھا۔

مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی قربانیاں

مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بڑی غربت وافلاس کے عالم میں علم حاصل کیا ٹوپیاں بن کر اپنا خرچ چلاتے تھے اور مسائل وفقہ کے اندر وہ مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ نے عطا کیا کہ ان کی نظیر ملک ہی میں نہیں بلکہ بیرون ملک میں بھی نہیں ملا کرتی تھی اگر تاریخ کے اوراق کو اٹھا کر دیکھیں تو ایسے بہت سے لوگ ملیں گے جنہوں نے غربت وافلاس ہی میں علم حاصل کیا تھا پھر آگے چل کر وہی وقت کے امام اور پیشوا بنے۔ شیخ زکریا رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں آتا ہے کہ چھ مہینے تک ان کے پاس چپل نہیں ہوتا اور اس کے لئے والد محترم سے تذکرہ تک نہ کیا بلکہ اس کی ضرورت ہی محسوس نہ کی مدرسہ کی چہار دیواری کے اندر رہ کر علم دین حاصل کرتے رہے باہر جانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی اسی محنت کی وجہ سے ان کی کتابوں کو اتنی مقبولیت حاصل ہوئی کہ دنیا کے بیشتر ملکوں میں پڑھی جارہی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی محبت اور شفقت

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ میرے اوپر ایسا وقت تھا، کہ کوئی لکھنے کے لئے کاغذ نہیں ہوتا تھا، میرے پاس، تو میں بڑے جانور کی بڑی ہڈیاں تلاش کرتا پھرتا تھا، ڈھونڈتا تھا، بڑی ہڈی کہیں سے مجھے مل جائے، کیوں؟ خشک ہڈی پر میں لکھ کے رکھتا تھا، اور ان کو اپنے گھر کے کونے میں ڈال دیتا تھا، یہ میری کتابیں ہوتی تھیں ،کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ بڑی ہڈیوں کو ڈھونڈنے والا بچہ آنے والے وقت میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ بننے والا ہے۔

فرماتے ہیں کہ علم کی طلب میرے اندر اتنی تھی کہ میں منیٰ کے میدان میں تھا، مجھے ایک بوڑھا نظر آیا، میں نے پوچھا کہاں سے آئے، کہنے لگا مدینہ سے تو مجھے اس کے ساتھ محبت ہوئی کہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے آیا ہوا ہے، میری کیفیت کو دیکھ کر مجھ سے کہا، کہ میری دعوت قبول کرلو، میں نے کہا بہت اچھا، اتنا کہنے کے بعد بڑے میاں نے تھیلی کھولی، اور اس کے اندر جو ماحضر تھا، اسے دسترخوان پر لگا دیا، اور میں نے بھی کھانا شروع کر دیا، وہ مجھ سے بات چیت کرنے لگا، میں نے پوچھا، بڑے میاں سنا ہے کہ مدینہ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ رہتے ہیں، اس نے کہا تمہیں ان سے ملنا ہے، میں نے کہا: خواہش تو بڑی ہے، سفر کے وسائل نہیں ہیں میرے پاس، بہت لمبا سفر تھا، اس زمانے میں اونٹوں سے سفر کرتے تو دو ہفتے لگا کرتے تھے، اور پیدل مہینوں لگتے تھے، میں نے کہا: کہ سفر کے وسائل نہیں، اس نے کہا ایک بندہ ہمارے ساتھ حج میں آیا ہوا تھا وہ فوت ہو گیا، اور اب اس کا اونٹ خالی ہے، اگر تم چاہو، تو یہ اونٹ جو کھڑا ہے اس پر لے جائیں گے، میں نے فوراً ارادہ کر لیا، فرماتے ہیں کہ قافلے والوں نے مجھے اپنے ساتھ لے لیا، اور میں مکہ مکرمہ سے مدینہ طیبہ سولہ دن

میں پہنچا اور اس دوران میں نے سولہ مرتبہ قرآن مجید مکمل پڑھ لیا، یہ اس زمانے کے طالب علم تھے، آج عمرہ والے جاتے ہیں اور پورے سفر میں ایک قرآن انکے لئے پڑھنا مشکل بن جاتا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ سولہ دن سفر کیا، سولہ قرآن کریم مکمل پڑھ لیے، جب میں مسجد نبوی پہنچا، نماز کا وقت ہو چکا تھا، تو میرا وضو تھا تو میں بھی جماعت میں شریک ہو گیا، کہنے لگے، نماز پڑھنے کے بعد لمبے قد کا آدمی ہے، تہبند باندھے ہوئے ہے، اور ایک چادر لپیٹی ہوئی ہے اور ایک اونچی جگہ پر بیٹھ گیا، اور کہنے لگا قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم میں سمجھ گیا کہ یہ امام مالک ہیں، اور لوگ ان کے ساتھ بیٹھ گئے، میں بھی بیٹھ گیا، ان دنوں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ احادیث کی روایت کروار ہے تھے، آپ حدیث روایت کرتے تھے، طلبہ کاغذ قلم سے لکھ دیتے تھے،

فرمانے لگے: انہوں نے حدیث روایت کرنی شروع کی، اور سب نے کاپی پر لکھنی شروع کی، میں مسافر تھا نہ کاغذ نہ قلم، وسائل ہی نہیں تھے، دل میرا بڑا چاہا، کاش مجھے بھی ان طلبہ سے مشابہت ہو جاتی، میں بھی حدیث کی کتابت کرتا، یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے ایک تنکا نظر آیا، میں نے وہ تنکا اٹھا لیا، پھر میں نے کہا: اچھا ہونٹوں کی تری سے لگاتا ہوں، نہ سیاہی ہے اور جو وہ پڑھ رہے تھے میں اس کو اپنی ہتھیلی پر لکھ رہا تھا، چلو مجھے طلبا کے ساتھ تشبہ حاصل ہو جائے گا، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ احادیث سنائی اگلی نماز کا وقت ہو گیا، مجلس برخاست ہو گئی، لوگ وضو کرنے چلے گئے، میرا وضو تھا، تو وہیں میں بیٹھا رہا، تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بلایا، نوجوان، کہاں سے آئے ہو، مکہ سے آیا ہوں، یہ تم ہتھیلی پر کیا کر رہے تھے، یہ جو آپ احادیث سنا رہے تھے، وہ لکھ رہا تھا، اپنی ہتھیلی دکھاؤ، جب میری ہتھیلی دیکھی تو کچھ بھی لکھا ہوا نہیں تھا، وہ کہنے لگے، یہ تو حدیث پاک کی شان میں گستاخی ہے کہ تم اس طرح اپنے ہونٹوں کا لعاب لگا کے حدیث پاک لکھتے ہو، یہ تو مناسب نہیں، میں نے کہا: حضرت میں

مسافر ہوں، نہ قلم ہے، نہ کاغذ، میں آپ کے شاگردوں کے ساتھ تشبہ حاصل کرنے کے لئے ایسا کر رہا تھا، حقیقت میں آپ جو پڑھا رہے تھے، میں ان کو اپنے دل پر لکھ رہا تھا، کہتے ہیں کہ میرے اس جواب پر بڑے عجیب حیران ہوگئے، کہنے لگے، اگر تم دل پر لکھ رہے تھے تو سناؤ فرماتے ہیں کہ اس مجلس میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سو تئیس احادیث سنائی تھیں، میں نے تمام احادیث متن اور روایت کے ساتھ ان کو سنادی۔ (سبحان اللہ والحمدللہ واللہ اکبر)

اکابر کی قربانیوں کا نتیجہ

انہیں بزرگوں کی قربانیوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے کہ آج دین ہم تک صحیح سالم پہونچا ہے اور یہ فخر صرف اسلام کو حاصل ہے کہ اس کی ہر چیز سند متصل کے ساتھ دنیا کے سامنے موجود ہے کسی چیز پر پردہ نہیں ہے، اگر ان بزرگوں نے اس طرح دین کی خاطر جدوجہد اور محنت نہ کی ہوتی تو ہر گھر احادیث کا اتنا بڑا ذخیرہ موجود نہ ہوتا دیگر مذہب کو دیکھ لیں ان کے یہاں کوئی چیز سند کے ساتھ منقول نہیں ان کی حقیقت قصے اور کہانیوں سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے۔ بہر حال ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم بھی علم دین کی خاطر ہر طرح کی قربانی دینے کے لئے تیار رہیں خود بھی علم دین حاصل کریں اور دوسروں کو بھی علم دین کے حاصل کرنے کی ترغیب دیں کیونکہ علم دین ہی دنیوی واخروی کامیابی کا ضامن اور کفیل ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن

☆☆☆

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طلبہ کیلئے مشعل راہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْد. قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ. رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. "اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّھِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ" اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامَ.

قابل احترام صدر معلّمہ عزیزہ طالبات اور بزرگ ماؤں پیاری بہنو! میری تقریر کا عنوان ہے "نوجوان صحابہ آج کے طالبان علوم نبوت کے لئے مشعل راہ ہیں" جب ہم اسلامیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم کو ایسے صحابہ کرام کی تعداد زیادہ

نظر آتی ہے جو ابھی نوجوان تھے وہی صحابہ کرام تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے لئے پیش پیش رہتے تھے۔ خواہ کافروں سے جہاد کرنا ہو یا آنے والے مسافروں اور مہمانوں کی مہمان نوازی اور یا درس وتدریس اور وعظ ونصیحت کے ذریعہ لوگوں کو حلقہ بگوش اسلام کرنا، اور سچ تو یہ ہے کہ انہیں صحابہ کرام ہی کی کوششوں کے ذریعہ اسلام جلدی پھیلا۔

اسلام کے اولین حاملین نوجوان ہی تھے: آپ ﷺ کے جانباز صحابہ کرام میں زیادہ تر نوجوان ہی تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی عمر جب مسلمان ہوئے تو ۳۷ سال تھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کے وقت ان کی عمر ۲۷ سال تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۳۴ سال کے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ دس سال کے تھے، حضرت طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ چودہ سال کے تھے اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سولہ سال کے تھے اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سترہ سال کے تھے، سعید بن زید رضی اللہ عنہ پندرہ سال کے تھے، اور ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ ستائیس سال کے تھے اور عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ تیس سال کے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو بچے تھے اور بعض صحابہ کرام تو وہ تھے جنہوں نے نوجوانی میں اسلام قبول کیا اور اعلاء کلمۃ اللہ کی خاطر دشمنوں سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ صبح کو غسل جنابت کے لئے چلے اسی وقت منادی نے جہاد کے لئے ندا دی اور فوراً اسی وقت جہاد کے لئے نکل پڑے اور غسل جنابت بھی نہیں کیا اور دشمنوں سے لڑتے ہوئے راہ خدا میں شہید ہوئے اور فرشتوں نے ان کو غسل دیا اسی لئے غَسِیلُ الْمَلٰٓئِکَۃِ کہا جاتا ہے ایک اور صحابی ہیں جنہوں نے اسلام قبول کیا اور راہ خدا میں لڑتے ہوئے شہید ہوگئے اور ایک نماز بھی پڑھنے کی ان کو نوبت نہیں آئی اور سچ تو یہ ہے کہ اس عمر میں جوش وولولہ زیادہ ہوتا ہے جب یہی جوش وولولہ اسلام کے لئے استعمال ہو تو فائدہ ہوتا ہے۔

نوجوان ہی کے ذریعہ اسلام کو سربلندی

غرضیکہ حضور اکرم ﷺ کے جانباز اور جاں نثار صحابہ کرام میں اکثر جوان ہی تھے جنہوں نے خود اپنے اوپر دین کو نافذ کیا پھر دنیا کو اس دین سے روشناس کرایا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں دین کو سربلندی عطا کی اور پوری دنیا میں اسلام کو روشن کرنے کا ذریعہ بنایا۔ آپ ﷺ ۱۱ھ میں دنیا سے پردہ فرما جاتے ہیں اور یہ نصیحت کر کے جاتے ہیں اپنے اصحاب کو بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَۃً میری طرف سے اگر کسی کو ایک آیت بھی معلوم ہو تو وہ دوسروں کو ضرور پہونچا دے۔ چنانچہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس کا مکمل حق ادا کر دیا اور اشاعت اسلام کی خاطر اپنی زندگیاں قربان کردیں مگر اسلام پر کوئی آنچ نہ آنے دی، ایک ایک صحابی پورے پورے علاقہ اور بستی کے لئے کافی ہوتے تھے ملکوں کی کایا پلٹ دی وہاں کی زبان وہاں کی تہذیب میں انقلاب برپا کردیا۔

نبی ﷺ کے زمانے میں نوجوانوں کے حالات کی ایک جھلک: نبی ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ (جو نوجوان صحابی تھے) سے واقعہ افک کے سلسلے میں مشورہ کیا اور انہیں روم روانہ ہونیوالی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا۔

عتاب بن اُسید رضی اللہ عنہ بھی نوجوان صحابی تھے حضور ﷺ نے فتح مکہ کے بعد ان کو مکہ مکرمہ کا گورنر مقرر کیا۔

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کمسن صحابی ہیں یہ حضور ﷺ سے بیعت کرانے کے لئے نوجوانوں کی قیادت کرتے تھے۔

فاتح سندھ محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ

نوجوانوں نے خدمت اسلام کے لئے اہم رول ادا کیا۔ خدمت کا جذبہ نوجوانوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد جو جماعت پروان چڑھی ہے وہ تابعین کی جماعت ہے، جنہوں نے اپنی جوانی کے عالم میں ملی ملکی اور قومی خدمات میں اہم رول ادا کیا ہے محمد بن قاسم ؒ نے بالکل ہی کم عمری میں فوجیوں کی قیادت کی اور ہندوستان میں سندھ کے راجہ دہرا سے مقابلہ کیا اور فتح حاصل کی اور ہندوستانیوں کے ساتھ وہ معاملہ کیا کہ یہاں کے ہندوان کے اخلاق سے متاثر ہوکران کے معتقد اور گرویدہ بن گئے جب سلیمان بن عبدالملک جو خلیفۃ المسلمین تھا اس نے بلایا اور بڑا ناروا سلوک کیا حتی کہ بلا کرقتل کردیا یہاں کے ہندو بھائی یہ ہرگز نہ چاہتے تھے کہ محمد بن قاسم ؒ سندھ چھوڑ کر جائیں۔ اوراس طرح سے ساتھ دینے کے لئے تیار ہوگئے مگر محمد بن قاسمؒ نے کہا کہ امیر المومنین کا حکم ہے اس لئے میں ضرور جاؤں گا۔ ہندوستانیوں نے بڑی نمناک آنکھوں سے رخصت کیا اپنے مذہب اور عقیدے کے مطابق ان کا ایک پتلا بھی بنا کر تعظیم وتکریم کے لئے رکھ لیا۔ آج کل بیس سال کے لڑکے ہوجاتے ہیں اور گھر کا انتظام وانصرام سنبھالنا مشکل ہوتا ہے چہ جائے کہ قوم وملک کی سربراہی کریں۔

جب مدینہ منورہ کے لوگوں نے اسلام قبول کیا تو آپ ﷺ نے ان کی تعلیم وتربیت کے لئے حضرت مصعب بن عمیر ؓ کو بھیجا جو مکہ مکرمہ کے مالدار گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور نوجوان صحابی تھے، ان کے ہاتھوں پر مدینہ منورہ کے بہت سے لوگ مشرف باسلام ہوئے اور انہی کے ذریعہ اسلام کی روشنی مدینہ منورہ کے ہر گھر میں پہونچی۔

ترجمان القرآن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی دینی خدمات

حضور اکرم ﷺ کے چچا کے بیٹے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بالکل کمسن صحابی ہیں مگر تفسیر میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ خلیفہ ثانی عمر بن خطاب ؓ ان کو بڑے بڑے صحابہ کے ساتھ مشورے میں شریک فرمایا کرتے تھے۔ آپ ؑ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گھروں کی چوکھٹوں پر علم دین کی کوئی بات پوچھنے کے لئے پڑے رہتے تھے۔ ان کو آواز دے کر بلانا خلاف ادب سمجھتے تھے اس طرح گرمی اور لو کے زمانہ میں پسینہ سے شرابور ہوجاتے تھے اور ہواؤں کے جھونکوں سے مٹی اور گردوغبار ان کے کپڑے گندے ہوجاتے تھے۔ حضرت عمر بن خطاب ؓ ان کی رائے کو بہت اہمیت دیا کرتے تھے بالخصوص تفسیر میں ایک دفعہ نبی کریم ﷺ استنجا کرکے تشریف لائے حضرت ابن عباس جو کمسن بچے تھے ایک لوٹا پانی آپ ؑ کے لئے رکھ دیا جب آپ ؑ تشریف لائے اور معلوم کیا تو دعا دی اور فرمایا: اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْقُرْآنَ ۔ اے اللہ اس بچہ کو قرآن کا علم عطا فرما اور زبان نبوت میں ہی ان کو نعم ترجمان فرمایا۔ یعنی ابن عباس قرآن کریم کے بہترین ترجمان ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ وصحابیات کی اتباع نصیب فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

☆☆☆

دین کیلئے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی جدوجہد

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُه

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهُ اَمَّا بَعْدُ. قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى. وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . ''اِنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ عَلٰى رَاْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُّجَدِّدُ لَهَا دِيْنَهَا'' اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

صدر جلسہ محترمہ خواتین پیاری ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو کامل ومکمل اور آفاقی بنایا اور رہتی دنیا تک کے لئے اسی مذہب کی اتباع وپیروی میں فلاح

وہدایت اور کامیابی کو مختص کردیا اور نہ کسی طرح کتربیونت اور کمی بیشی کی اگر کسی نے کوشش کی تو اللہ رب العزت نے علماء ربانیین کے ذریعہ اس کی سرکوبی کی۔ جنہوں نے علمی دلائل وبراہین کے ذریعہ دشمنان اسلام کو دنداں شکن جواب دیا اس وقت آپ کے سامنے انہیں علمائے ربانیین میں سے مجدد الف ثانی کا ذکر کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت

حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۴؍شوال ۹۷۱ھ، مطابق ۵؍جون ۱۵۶۴ء کو ہوئی اور وفات ۲۸؍صفر ۱۰۳۴ھ، مطابق ۲۶؍نومبر ۱۶۴۲ء میں۔ آپ کا پورا نام ابوالبرکات شیخ احمد بدرالدین ہے اور لقب امام ربانی مجدد الف ثانی ہے۔

حضرت مجدد صاحب کا دور اکبر اور جہانگیر کی شوکت وسطوت کا دور تھا۔ مغل سلاطین کے اس دور میں آپ نے حق کی شان اور صداقت کی آن قائم رکھنے کے لئے ہر طرح کے مصائب برداشت کئے۔ یہاں تک کہ دوسال تک قلعہ گوالیار میں قید بھی رہے۔ بالآخر وقت کے اقتدار اعلیٰ کو آپ کی عزیمت کے سامنے جھکنا پڑا اور اعلاء کلمۃ الحق کے لئے آپ نے جو راہ اختیار کی تھی زندگی کے آخری لمحات تک اس پر ایک مضبوط چٹان کی طرح جمے رہے۔ اور ذرا بھی اس میں جنبش وحرکت پیدا نہیں ہوئی۔ بادشاہوں اور اہل ثروت کی طرف کبھی نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ جبھی تو وہ عظیم الشان کارنامہ انجام دیا کہ صدیاں جس پر فخر کریں گی اور رسول اکرم ﷺ کی حدیث کے مطابق اپنے دور کے مجدد اعظم تھے۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر سوسال پر اس امت کے لئے ایک ایسے شخص کو پیدا کرتا رہے گا جو دین کے اندر پیدا شدہ خرابی اور بدعات وخرافات کو صاف کرکے لوگوں کے سامنے پیش کرے گا۔

فساد کی اصل بنیاد

چنانچہ دین کے خلاف جہاں سے فتنے اٹھ رہے تھے حضرتِ مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے سب سے پہلے ان کے سرچشموں کو دریافت کیا۔ آپ نے دیکھا کہ گمراہیوں اور تباہیوں کے سیلاب تین راستے سے آ رہے ہیں۔

ایک اربابِ حکومت جن کو حالات کی ایک خاص رفتار نے اور سیاسی مفاد کے غلط تصور نے اسلامیت سے بے گانہ کر دیا ہے۔

دوسرے وہ علماء جن کے سامنے صرف دنیا کمانا، اربابِ اقتدار کی خوشنودی اور ان کے لئے ہر منکر کو معروف بنا دینا اور صرف اپنے مفادات حاصل کرنا پیش نظر رہتا ہے۔ یہ علمائے سوہر دور میں دین کے لئے فتنہ رہے ہیں۔

تیسرے وہ صوفی جو تصوف کے نام پر شریعت کو کھلونا سمجھتے تھے۔

یہ تین فتنے تھے جس میں ہر ایک کا دوسرے کے ساتھ جوڑ ملا ہوا تھا۔

یہی تین فتنے ساری خرابیوں کی جڑ ہیں اور اسلام کو انہیں تین فتنوں سے نقصان پہنچا ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: هَلْ اَفْسَدَ الدِّیْنَ اِلَّا الْمُلُوْکُ وَاَحْبَارُ سُوْءٍ وَرُهْبَانُهَا۔ دین کو برباد کیا بادشاہوں نے علمائے سو اور مشائخ نے اَلنَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں اور عوام علماء و مشائخ کی بات مانتی ہے اس لئے ان تینوں کا صحیح رہنا ضروری ہے۔ مجدد الف ثانیؒ نے اس چیز کو بھانپ لیا اور اسی کی اصلاح کی کوشش کی اور بہت سارے خطوط لکھے چند خطوط آپ کو بھی سناتا ہوں۔ اول: مکتوب نمبر ۴۷/۵ دفتر سوم اور اسی طرح کے بہت سے خطوط سامنے آجاتے ہیں۔

خانِ جہاں جو سلطان وقت جہانگیر کے خاص مقربین میں تھے ان کو ایک طویل مکتوب میں لکھتے ہیں کہ: ”دیکھو بادشاہ مثل روح کے ہوتا ہے اور باقی انسان بہ منزلہ جسم کے روح ٹھیک ہے تو جسم بھی سلامت ہے۔ روح میں خرابی آجائے تو جسم بھی خراب ہو جاتا ہے۔ ضروری ہے کہ بادشاہ کی اصلاح کی کوشش کرو کہ یہی تمام لوگوں کی اصلاح کی کوشش ہے“۔

شیخ فرید رحمۃ اللہ علیہ جو بارگاہِ سلطان کے ممتاز مقربین میں شامل تھے۔ ان کو ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں کہ ”حاکم وقت کو دنیا سے وہی نسبت ہے جو پورے بدن سے دل کو ہے۔ دل صحیح ہے تو بدن بھی صحیح ہے دل میں فساد آیا تو بدن اور جسم بھی فاسد ہو جائے گا۔ کہنے کی بات یہ ہے کہ بادشاہ کے صلاح وفساد سے دنیا کا صلاح وفساد وابستہ ہے“۔

معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت وجلالت اور مودت ومحبت کچھ ایسے قلوب میں ڈال دی جن کے ہاتھوں میں سلطنت کا کاروبار تھا۔ آپ نے ایک طرف تو خود ان کی تعلیم وتربیت فرمائی اور دوسری طرف ان کے ذریعے حکومت کی مشینری کے رخ کو صحیح کیا۔

ہندوستانی مسلمانوں پر عظیم احسانات

یہ اخلاص کی برکت تھی کہ اگر خودغرضی اور مفاد پرستی پیش نظر ہوتی تو ہرگز ہرگز یہ کامیابی نہ ملتی۔ اللہ نے آپ کو بڑا انعام ومرتبہ عطا کیا۔ آج ایسے برگزیدہ لوگوں پر ہندوستان بھی فخر کرے کم ہے۔

اُولٰٓئِکَ اٰبَآئِیْ فَجِئْنِیْ بِمِثْلِهِمْ
اِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَجَامِعُ

یہ ہیں میرے سپوت ان جیسی مثالیں پیش کرو۔ اے جریر جب مجلسیں ہم کو اکٹھا کریں، الحاد و بے دینی کے تاریک دور میں مجدد الف ثانی ؒ امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی فرمائی اکبر بادشاہ نے ایک نیا دین ایجاد کیا تھا دین الٰہی، اس کے مقابلہ کے لئے مجدد الف ثانی ؒ سامنے آئے اور اس فتنہ کو ختم کیا۔

اس طرح حضرت مجدد ؒ نے بادشاہ کے ہم نشینوں اور مقربین کے ذریعے اتنی کامیابی حاصل کرلی کہ بادشاہ کے رجحانات میں نمایاں تبدیلی پیدا ہوگئی۔ اور نوبت یہاں تک آگئی کہ شیخ فرید ؒ کو بادشاہ کی طرف سے حکم ملا کہ دربار کے لئے چار متقی و پرہیزگار عالم دین مہیا کئے جائیں جو مسائل شرعیہ بتایا کریں تاکہ کوئی کام خلاف شرع نہ ہو۔

بہر حال حضرت مجدد ؒ کی یہ مخلصانہ کوششیں بارآور ہوئیں اور یہ سب کچھ اتنی خاموشی سے ہوا کہ یہ خاموش انقلاب آج مبصرین کے لئے معمہ بنا ہوا ہے۔

اللہ تعالیٰ سر ’’ہند میں سرمایۂ ملت کے نگہبان‘‘ مجدد الف ثانی ؒ پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل فرمائے جس نے بروقت ملت کو خبردار کرکے اللہ کے دین کی حفاظت کا فریضہ انجام دیا۔

ہندوستان کی پوری امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان ہے مجدد الف ثانی ؒ کا انہیں جیسے حضرات کی کوششوں اور محنتوں کا نتیجہ ہے کہ آج صحیح سالم دین ہم تک پہونچا۔ اللہ تعالیٰ مجدد الف ثانی ؒ کے درجات کو بلند فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

حضرت مولانا علی میاں ندوی ؒ کی خاص نصیحت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ. اَمَّا بَعْدُ. فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. وَذَکِّرْ فَاِنَّ الذِّکْرٰی تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ. صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

مشفقہ و مہربان معلمات خواتین اسلام بزرگ ماؤں اور پیاری بہنو!

امت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے بڑے بڑے علماء و دانشوروں کو پیدا فرمایا جنہوں نے امت کی رہنمائی فرمائی اور عظیم الشان کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ آپ کے

سامنے مفکر اسلام حضرت مولانا علی میاں ندوی رحمۃ اللہ علیہ کی چند نصیحتیں پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔ حضرت مولانا عبداللہ حسنی ندوی مدظلہ العالی تعمیر حیات میں لکھتے ہیں: ایک دفعہ حضرت مولانا نے اپنے گھر کے بچوں کو جمع کیا اور افراد خاندان کو جمع کرنے کے بعد فرمایا:

''دیکھو! میں نے تم لوگوں کو ایک خاص وجہ سے بلایا ہے، اس وقت میں تاریخ کا طالب علم ہوں اور ہر جگہ سے تقریباً واقف ہوں، بڑے بڑے خاندان، اولیاء اللہ، علماء کے خاندان ختم ہوگئے، ان کی اولاد میں بے دینی آگئی اور اولادیں بگڑ گئیں، دوسرے راستے پر پڑگئیں، دیکھو! تین باتیں میں تم سے کہتا ہوں اگر ان پر عمل کروگے تو انشاءاللہ تمہارا خاندان چلتا رہے گا اور تمہارے یہاں اچھے لوگ پیدا ہوتے رہیں گے، پھر مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے تین باتیں بتائیں: وہ تین باتیں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے عمل میں تھیں اور اپنے بچوں سے عمل کرواتے تھے کہ اس میں کسی قسم کی کوتاہی حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نہیں ہونے دیتے تھے، ہم لوگوں کے ساتھ بھی حضرت مولانا کا یہ معاملہ رہا۔

(۱) پہلی بات حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معاملہ رہا: ''کبھی ظالم نہ بننا مظلوم بن جانا''۔ یہ بہت اہم بات ہے، یہ اسی تربیت کا نتیجہ ہے دیکھا کہ کو مارا اور بچہ مسوس کے رہ گیا، یعنی گھر میں جو خدمت گار بچے ہوتے ہیں، گھر میں کام کرنے والی عورتیں بیچاری غلاموں کی طرح ہوتی ہیں، ان کے بچے بھی اسی طرح ہوتے ہیں، تو گھر کے بچے ان کے ساتھ معاملہ اچھا نہیں کرتے اور ان کے ساتھ زیادتی کر بیٹھتے ہیں، یہ ظلم ہوجاتا ہے، اللہ تعالیٰ کو ظلم پسند نہیں، یہ معمولی ظلم ہے، ظلم کی بہت سی شاخیں ہیں۔

''ظالم نہ بننا مظلوم بن جانا'' تو انشاءاللہ تم ترقی کروگے، لیکن اگر ظالم بنوگے تو پھر تم ترقی نہیں کرسکتے وہیں سے تمہارا راستہ بدل دیا جائے گا اور اللہ کی طرف سے پکڑ آئے گی۔

ظلم کی بہت سی شکلیں ہیں، ہر شکل سے اپنے کو بچانے کی ضرورت ہوتی ہے، اب یہ تو بہت بری بات ہے کہ کسی کو دھوکا دے دیا، گالی دے دی، مار دیا، خاص طور سے کمزور پر ظلم کرنا تو بہت بری بات ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اگر تم مجھے تلاش کرنا چاہتے ہو تو مجھے کمزور طبقہ میں تلاش کرو، آپ تو کمزور طبقہ کی مدد کرتے تھے، یعنی کوئی بیوہ ہے، یتیم ہے، مسکین ہے، فقیر ہے اور بیچارا کسی اعتبار سے کچلا ہوا ہے، دکھی ہے یا بیمار ہے، وہ کسی اعتبار سے کمزور ہے، آپ اسکے ساتھ اچھا سلوک کریں، اچھی نظر سے دیکھیں، محبت کی نظر سے دیکھیں، کام کرسکتے ہوں تو اس کا کام کردیں، یہ چیزیں ایسی عظیم الشان ہے کہ آدمی کو اچھال دیتی ہے، اور آدمی بہت ترقی کرتا ہے۔

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ اتنی بڑی شخصیت ہیں جن کا سمجھنا ہمارے اور آپ کے لئے دشوار ہے، اللہ تعالیٰ نے کتنا بڑا ان سے کام لیا ہے، جدھر سے گزر جاتے تھے، وہاں ایمان کی باد بہاری چل جاتی تھی اور وہاں کے سارے کے سارے لوگ تائب ہوجاتے تھے، ایسی اللہ تعالیٰ نے ان کو صلاحیت عطا فرمائی تھی۔ وہ کیا کرتے تھے بچپن کا حال بتا رہا ہوں: ان کا یہ حال تھا کہ ان کے علاقے میں جتنی بیوائیں تھیں، جتنے غریب لوگ تھے جو کام نہیں کرسکتے تھے، ان سب کا تنہا کام کرکے ان کے گھر پہنچاتے تھے، کہیں لکڑیاں نہیں تو لکڑیاں کاٹ کر ان کے گھر پہنچاتے تھے، سودا خرید کر لا کر دیتے تھے۔

(۲) دوسری بات حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی کہ: حرام مال سے ہمیشہ بچتے رہنا، مشتبہ مال سے بھی بچنا، یہ مشکل کام ہے، لیکن اس سے بھی بچنے کی کوشش کرنا،

جب جا کر وہ بات پیدا ہوگی، اب یہاں تو اٹھتے بیٹھتے حرام چل رہا ہے اور حرام کو حلال بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے، اس زمانے میں احتیاط کا عالم یہ تھا حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے خود لکھا ہے کہ جب میں چھوٹا تھا تو میری ایک کھلائی تھی (جو گود میں لے کر کھلاتی ہے) تو وہ اپنے گھر ان کو کھلاتے ہوئے لے گئیں، گود میں وہ تھے وہاں ہندوؤں کے یہاں تیجا چل رہا تھا، اس کا کھانا چل رہا تھا، وہ غریب عورت تھی وہاں بیٹھ گئی کھانے کے لئے، مولانا رحمۃ اللہ علیہ بچے تھے، ہاتھ بڑھایا کہ میں بھی کھالوں، تو انہوں نے کہا: تم نہ کھاؤ، یہ تمہارے لئے نہیں ہے۔ اب دیکھئے اس زمانے میں کھلائی اتنی اچھی ہوتی تھی کہ انہوں نے مولاناؒ کو وہاں کھانے نہیں دیا، حالانکہ ایسے میں بچے، بچے ہوتے ہیں، لیکن انہوں نے بھی بچایا، اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سب انتظام بچپن سے ہو رہے تھے، چڑھاوے کا مال تو اور زیادہ تاریک ہوتا ہے، یہ دل کو مردہ کر دیتا ہے، چاہے قبر پر چڑھایا ہو یا کسی کے نام کا ہو اس سے پورا دل سیاہ ہو جاتا ہے، اس سے بہت ہی بچنے کی ضرورت ہے، پھر اگر سود کا ہو، رشوت کا ہو، کسی کا پیسہ مار رکھا ہو، کسی کی زمین ہڑپ رکھی ہو، اب وہ پیسہ حرام کا ہے، دیکھو! بھوکے رہ جاؤ اور پریشانی میں مبتلا رہو، لیکن حرام مال مت کھانا۔

(۳) تیسری بات یہ فرمائی کہ: صلہ رحمی کرتے رہنا، چاہے تمہارے رشتے دار تمہارے ساتھ کچھ بھی کریں، کیسا ہی برا سلوک کریں، لیکن تم ان کے ساتھ اچھا سلوک ہمیشہ کرتے رہو اور یہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا، یہ صرف باتیں نہیں ہیں، میں تو ایک ایسا واقعہ بھی جانتا ہوں، حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے ایک رشتہ دار تھے، وہ ناراض ہو گئے تھے، حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آ کر انہوں نے برا بھلا کہا، حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ معمول تھا، بلکہ میں تو یہ کہا کرتا تھا مذاق میں اپنے ساتھیوں سے کہ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہیں ہدیہ ملے اور مٹھائی کھانے کو ملے تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے

سامنے برا بھلا کہو، نہ ہدیہ اور مٹھائی ملے تو کہنا، یہ مولانا کا معمول تھا، یہ تو ہمارے سامنے کی بات ہے، حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ایک لفافے میں سو روپے رکھے، ایک کپڑا، یہ سب ان کی خدمت میں جاتے وقت پیش کیا قبول فرما لیجئے۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے کہ ایک ان کا پڑوسی تھا، جو ان کو برا بھلا کہتا تھا، ہر وقت تو آپ اس کو ہدیہ بھیجا کرتے تھے جس دن وہ برا بھلا کہتا تھا اس دن ہدیہ کچھ نہ کچھ جاتا تھا، ظاہر ہے کتنے دن برا بھلا کہتا، جب ہدیہ مل رہا ہے تو سمجھا حضرت تو بڑی محبت فرماتے ہیں تو اس نے برا بھلا کہنا چھوڑ دیا، امام اعظم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہدیہ بھیجنا چھوڑ دیا، تو وہ حیرت میں پڑ گیا کہ بڑا عجیب معاملہ ہے، جب میں ان کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیا تو انہوں نے ہدیہ دینا چھوڑ دیا، اس نے آ کر امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! یہ کیا ماجرہ ہے میں جب تک آپ کو برا بھلا کہتا تھا تو آپ ہدیہ بھیجتے تھے، جب سے میں نے آپ کو برا بھلا کہنا چھوڑ دیا، آپ نے ہدیہ دینا بند کر دیا، امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''بھائی! تم جب برا بھلا کہتے تھے تو میں صبر کرتا تھا، میری جنت تم بنا رہے تھے اور تم کو دنیا دیتا تھا، تم نے میری جنت کا نقصان کیا، میں نے تمہاری دنیا کا نقصان کیا۔

دیکھئے سوچ کیا تھی، ہماری سوچ الٹی ہے، اسی لئے ہمارے سارے کام بگڑ جاتے ہیں، اب ہماری کوئی برائی کرتا ہے تو ہم کہتے ہیں کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیں گے تو اس کا نتیجہ کیا ہے؟ پتھر ہی پتھر ہو گئے ہیں ہر جگہ اور بھائی بھائی میں لڑائی، چچا بھتیجے میں لڑائی ہے، بلکہ ہمارے یہاں تو محاورہ ہے: ''چچا چور، بھتیجہ پاجی'' اتنی لڑائی ہوئی کہ محاورہ بن گیا ''چچا ر چور، بھتیجا پاجی'' اور یہ لغت میں لکھا ہوا ہے۔

کوئی خاندان ایسا نہیں جس میں بھائیوں میں محبت ہو، رشتے داروں میں الفت ہو، اگر قسم کھا کر کہوں تو غلط نہ ہوگا، تو ظاہر ہے برکت کہاں سے آجائے گی، تو حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تین چیزیں فرمائیں پتھر تو پہلے دل پر رکھنا پڑتا ہے۔

سود کی تباہ کاریاں

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تین نصیحتیں یقیناً بہت ہی جامع ہیں۔ جو بڑے تجربہ اور معلومات کے بعد حضرت نے بیان فرمائی ہیں۔ دوسری بات جو فرمائی کہ حرام سے بچنا ظاہر ہے جس دور میں یہ بیان فرما رہے تھے وہ آج کے دور سے بہت اچھا تھا اور وہ بھی حضرت کا خاندان جو اہل بیت اطہار سے تعلق رکھتا ہے اور خاندان نبوت سے ہیں ان کو فرما رہے ہیں کہ حرام سے بچنا اب اس دور میں ذرا غور فرمائیں کہ حرام سے بچنا کس قدر مشکل ہے، بلکہ اگر یہ کہہ دیا جائے تو غلط نہ ہوگا کہ اس دور میں سب سے مشکل حرام مال سے بچنا ہے جب کہ سود کو حلال کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ لوگ سود سے نہیں بچ سکیں گے، اگر سود نہ کھائیں تو اس کی بھاپ تو لگ ہی جائے گی کیا آج ایسا نہیں ہورہا ہے۔ بس یہی نہیں بلکہ لڑکی پیدا ہوتی ہے تو بہت سے مقامات پر گورنمنٹ کی طرف سے اس کو پیسے ملتے ہیں خاص کر گورنمنٹ ہسپتالوں میں ایسا ہوتا کہ لڑکی کی ولادت پر پیسے ملتے ہیں مگر وہ پیسے ہاتھ نہیں آتے بلکہ بینک میں جمع ہوجاتے ہیں اور سود بڑھتا رہتا ہے اور بچی کی شادی ہونے تک کافی مقدار میں سود بڑھ جاتا ہے اور عموماً انہیں پیسوں سے شادیاں کرتے ہیں اور جتنے لوگ اس شادی میں شرکت کرتے ہیں وہ سب کے سب سود کھا رہے ہیں اس سے بڑا جرم اور کیا ہوسکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ''سود کی ستر شاخیں ہیں اور اس میں

کم سے کم درجہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں کے ساتھ منہ کالا کرے''۔ سود کی قباحت واشاعت کے لئے صرف یہی چیزیں کافی تھیں کہ آدمی اس سے کوسوں دور ہے مگر بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مسلمان بھی سود کھا رہے ہیں۔ سود کھانے والے کے مال میں کبھی برکت نہیں ہوتی۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ ربا اگرچہ دیکھنے میں زیادہ معلوم ہوتا ہے مگر ان کا انجام قلت اور کمی ہی ہے۔ ہم اپنی ظاہری نظروں سے سود کو زیادہ دیکھتے ہیں مگر مختلف حیلے بہانے سے وہ مال چلا جاتا ہے اور ہم کو احساس تک نہیں ہوتا۔ قرآن وحدیث میں سود کی برائی بڑی کثرت سے بیان کی گئی ہے۔ تاکہ امت محمدیہ اس لعنت بد سے دور ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سود جیسی قبیح چیز سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

☆☆☆

اسلام کا نظریہ تعلیم وتربیت

اَلسَّلَامُ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاَنۡبِیَآءِ وَالۡمُرۡسَلِیۡنَ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحۡبِهٖ اَجۡمَعِیۡنَ. اَمَّا بَعۡد. فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ. قُلۡ هَلۡ یَسۡتَوِی الَّذِیۡنَ یَعۡلَمُوۡنَ وَالَّذِیۡنَ لَا یَعۡلَمُوۡنَ .وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ طَلَبُ الۡعِلۡمِ فَرِیۡضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسۡلِمٍ. اَوۡ کَمَا قَالَ عَلَیۡهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامَ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات خواتین اسلام ماؤں اور بہنو!

تعلیم وتربیت کی افادیت ہر قوم تسلیم کرتی ہے دنیوی تعلیم ہو یا دینی، بہر حال فائدے سے خالی نہیں۔ لیکن دنیوی تعلیم وتربیت کا فائدہ فقط دنیا ہی تک منحصر ہے اور آج کل دنیوی تعلیم کے حاصل کرنے والے سینکڑوں قسم کی برائیوں میں ملوث ومبتلا ہوتے ہیں گویا دنیا میں جس طرح ترقی کے راہ پر گامزن ہیں اسی طرح برائیوں

کی طرف رواں دواں بھی ہیں۔ بلکہ بالفاظ دیگر ان برائیوں کو بھی ترقی کا نام دیا جارہا ہے۔ اقبال مرحوم نے بہت پہلے ہی مغربی تعلیم کی قباحت کو اپنے ایک سفر میں بیان کر کے قوم کے نوجوان کو متنبہ کیا تھا۔

گھر میں پرویز کے شیریں نو ہوئی جلوہ نما
لے کے آتی ہے مگر تیشۂ فرہاد بھی ساتھ

مغربی علوم میں جہاں فوائد ہیں وہیں بے نما نقصانات بھی ہیں۔ مگر اسلامی علوم میں صرف فوائد ہیں اور قوتوں کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ مفکر اسلام مولانا ڈاکٹر سعید الرحمٰن اعظمی دامت برکاتہم کا ایک مضمون تعمیر حیات میں شائع ہوا ہے وہ عرض کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: انسانی معاشرہ میں انسان کو بلند مقام دینے اور عزت وسربلندی کے سدرۃ المنتہٰی تک پہنچانے میں نظام تعلیم وتربیت کا اولین کردار رہا ہے، یہ تعلیمی نظام اپنی مختلف صورتوں اور شکلوں اور اجتماعیت وتمدن کے مختلف طریقوں کے ساتھ انسانی تاریخ کے مختلف ادوار میں ہمیشہ جلوہ گر رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ جو لوگ علم کی اہمیت اور اس کے مقام بلند سے پوری طرح واقف ہیں وہ ہمہ وقت اس فکر میں رہتے ہیں کہ ان کے معاشرہ اور خاندان کے افراد علم کی لذت سے آشنا اور تہذیبی وثقافتی سرگرمیوں اور اخلاقی واجتماعی تعلیمات سے بھرپور طریقے پر مستفید اور بہرہ ور ہوں، تاکہ اپنے معاملوں میں، انسانی معاشرہ میں اور آگے بڑھ کر عالمی پیمانہ پر تمدنی وثقافتی حلقوں میں اپنی ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونا ان کے لئے ممکن اور آسان ہو جائے۔

یہ تعلیمی اور تربیتی شعور وادراک ایک بشری خاصہ، ابن آدم کی مایۂ خمیر اور لازمۂ زندگی ہے، جو ہر انسان کے ساتھ وابستہ رہتا ہے اور اس کو علم دوستی، علماء پروری اور ان مردان کار سے محبت والفت پر ابھارتا رہتا ہے جنہوں نے اس میدان

میں اپنے ذہن ودماغ کی بلند پروازیاں اورفکر وتخیل کی جولانیاں دکھائیں، علم وفن اورتہذیب وثقافت کے احیاء وترقی میں اپنی کدوکاوش اور سخت کوشی وجانفشانی کا آخری قطرہ نچوڑ کر دنیائے علم میں لافانی نقوش چھوڑے اور دامے، درمے، قدمے، سخنے، قلمے غرض ہرطرح اس میں حصہ لے کر یہ ثابت کر دیا کہ علم سے ہماری زندگی ہے، اور ہماری زندگی سے علم ہے، جنہوں نے اپنی عزیز ترین متاع حیات کو اسی علم کے لئے وقف کر دیا، اور حالات ومواقع سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی انفرادی، اجتماعی، اخلاقی، تہذیبی وثقافتی، غرض زندگی کے مختلف گوشوں میں علم کی نفع رسانی اوراثر آفرینی کا یقین دلوں میں اسی طرح سرایت کیے ہوئے ہے:

شاخ گل میں جس طرح بادسحر گاہی کا نم

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ علم ہی سے اچھا انسانی معاشرہ اور بہترین انسانی سوسائٹی کی تشکیل کرسکتا ہے، علم ہی ہے جو دلوں کو فضائل سے آراستہ، رذائل سے پاک اورزندگی کو مکارم اخلاق سے مزین وشائستہ بنا کر انسانی اقدار کی حفاظت اوراس کی قیمت ووقعت میں اضافہ کرسکتا ہے۔ اسلامی زندگی کا قصر بلندی بھی روزاول سے علم ہی کی پختہ بنیادوں پر قائم ہے، اخلاق وکرداراوراسلامی سیرت وسلوک کا سرچشمہ بھی علم ہے، یہی علم ایک ایسا ممتاز دستور زندگی کو وجود میں لاتا ہے جس کے جلوے بکھرے ہوئے ہیں، جس کی برکتیں پھیلی ہوئی ہیں، اور جو چمن انسانیت کو اپنے چشمہ شیریں کے آبہائے حیات کے ذریعے سرسبز وشاداب اورگل وگلزار بنائے رکھتا ہے، اس کا یہ چشمۂ حیوان نہ کبھی نایاب ہونے والا ہے اور نہ اس کی فیض رسانی میں کبھی کمی آسکتی ہے۔ اسلام نے علم کی مختلف صورتوں اور شکلوں کو انسان کی خوابیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کرنے، اسے زیادہ سے زیادہ جلا بخشنے اور تعمیر وترقی کی راہ میں لگانے کا ذریعہ بتایا، جس کے ذریعے ایمان ویقین کے گہرے

سائے میں ایک تہذیبی وثقافتی جہانِ نو کی تعمیر ہوسکے۔ اسلام کی قائم کی ہوئی تہذیب وثقافت دراصل زندگی اور معاشرے کے تمام مادی اور معنوی تقاضوں کو شامل ہے، اور انسان کی نفسیاتی اور عقائدی تمام ضروریات کی متکفل اور ذمہ دار ہے، وہ اپنی بے پایاں نوازش اور لامحدود عطا وبخشش کے ذریعے زندگی کو بامقصد بناتا ہے، جس زندگی کا مطمح نظر انسان سازی اور دنیا کی خوشحالی وفارغ البالی کے لئے کوشش کرنا ہے، نیز زندگی کا اولین مقصد یہ ہے کہ ہر زمانے اور ہر علاقے میں ایمان، امن وامان، اخوت ومحبت اور بھائی چارگی، الفت کے جذبات کو فروغ دیا جائے اور ایسی فضا قائم کی جائے جس میں انسانی اقدار کی حکمرانی ہو، محبت وپیار کے نغمے گنگنائے جائیں اور انسانی دوستی اور امن پسندی کے زمرے بلند ہورہے ہوں۔

لیکن اسی کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اسلام جس علم کی ستائش کرتا ہے اور جس پر معاشرہ اور تہذیب وتمدن کی عمارت قائم ہوتی ہے، اس کے کچھ حدود ہیں، کچھ نقوش اور کچھ اصول ہیں، اور کچھ قواعد وکلیات بھی، ساتھ ہی ساتھ وہ ایک روشن، تابناک اور گہرا نقطۂ نظر بھی رکھتا ہے، جس کے چشمے سے ایمان خالص اور دینی عقیدے پھوٹتے ہیں، اس علم کے حاملین بھی اسی صاف شفاف چشمے سے سیراب ہوکر علم کے آبدار جواہرات اور لؤلؤ ومرجان دنیا کے سامنے بکھیرتے ہیں اور اسی کی روشنی میں اپنے ان اصول وضوابط کو وضع کرتے ہیں جو علم وفن اور تہذیب وثقافت کی نشر واشاعت میں ممد ومعاون ثابت ہوسکیں۔ جن کے ذریعے علمی وتربیتی پروگرام میں جن وسائل وذرائع کا ہونا ازبس ضروری ہے اس کا پتہ چل سکے، نیز ان کے یہ اصول وضوابط ان کی سب سے بڑی ذمہ داری امر بالمعروف ونہی عن المنکر اور ایمان باللہ کی ادائیگی میں ان کو فائدہ اور سہولت پہنچا سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان اپنے خاص نظام تعلیم وتربیت کے لحاظ سے ہمیشہ ممتاز اور فائق رہے ہیں،

انہوں نے اپنے اس نظام کو بروئے کار لانے اور اسے عملی طور پر نافذ کرنے کے لئے مختلف اسلامی درسگاہیں، جامعات، یونیورسٹیاں، اور تہذیبی وثقافتی مراکز قائم کیے جن کو حالات وکوائف کے مطابق پوری آزادی کے ساتھ وہ جملہ ممکن الحصول وسائل کے ذریعے چلاتے رہے ہیں، اس کے انتظام وانصرام میں کسی قسم کی پابندی اور دباؤ کسی دوسری جانب سے ان پر قطعاً نہ تھا، اور نہ ہی کسی طبقہ کی طرف سے ایسے الزامات ان پر عائد تھے جوان کے نظام تعلیم کی طبیعت کے منافی اور ہم آہنگی کی روح کو نقصان پہنچاتے ہوں، کیونکہ یہی وہ روح ہے جو ہر نظام تعلیم کی خصوصیت اور مابہ الامتیاز وصف ہے اور جو اس کے پورے جسم میں ہر وقت گردش کرتی رہتی ہے۔ اسلامی تعلیمات، انسانی علوم وفنون اور آفاقی وکائناتی اسرار ومقاصد کی گرہ کشائی اور جدید سے جدید اکتشافات کے سلسلے میں کسی قسم کی حد بندی کا قطعاً قائل نہیں ہیں، بلکہ ان علوم کے سمندر بے کنار میں غواصی کرنے اور قیمتی سے قیمتی گوہر تابدار نکال کر دنیا کے سامنے پیش کرنے کی دعوت دیتا ہے، اور اس راہ کی دشواریوں سے نبرد آزما ہونے میں اپنے متبعین کی پوری مدد کرتا ہے، وجہ اس کی یہ ہے کہ اسلامی زندگی کے عرج وکمال کے لئے انسانی اور دینی دونوں قسم کے علوم کی یکساں ضرورت ہے، اسلامی زندگی اپنی افادیت اسی وقت ثابت کرسکتی ہے جب وہ ان علوم کے درمیان صحیح توازن قائم رکھے، اور کائناتی وآفاقی دلائل قدرت اور اسرار ورموز کی نقاب کشائی کے لئے ہمہ وقت کوشاں اور سرگرداں رہے۔

عمر بھر علم حاصل کرو

غور کیجئے! حضرت مولانا سعید الرحمٰن اعظمی مدظلہ العالی نے بڑی ہی اچھے انداز اور فصیح وبلیغ زبان میں اسلامی نظریہ تعلیم وتربیت پیش فرمایا اب تعلیم وتربیت سے

متعلق کچھ حدیثیں پیش کر کے اپنی بات ختم کرتا ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ایک مسلمان پر علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔ اس علم سے مراد علم دین ہی ہے نہ کہ عصری علوم، دینی علوم سے اخلاقی اقدار بلند ہوتے ہیں۔ انسانی معاشرے میں سدھار پیدا ہوتا ہے ملک میں امن وامان اور چین سکون حاصل ہوتا ہے۔ ارشاد نبوی ہے۔ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ. علم حاصل کرو گھوارے سے قبر تک، پیدا ہوتے ہی حصول علم کا زمانہ شروع ہوجاتا ہے اور جب تک آدمی کی زندگی ہے اس وقت تک علم حاصل کرے۔ آج کل لوگوں کے ذہن ودماغ میں یہ بات ہے کہ علم حاصل کرنا صرف بچوں ہی کا کام ہے صحابہ کرام نے جو علوم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کئے وہ سب کے سب کم عمر اور بچے نہیں تھے بلکہ ہر عمر کے لوگ تھے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ مسجد نبوی میں تشریف لے گئے تو دو حلقے لگے ہوئے تھے ایک حلقہ پڑھنے پڑھانے اور علم سیکھنے والوں کا دوسرا حلقہ ذکر واذکار اور تلاوت کرنے والوں کا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کی تعریف فرمائی پھر پہلے حلقہ میں بیٹھ گئے۔ اور فرمایا اَنَا بُعِثْتُ مُعَلِّماً مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے یعنی لوگوں کو سکھانے اور پڑھانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ غرض کہ علم کی بڑی اہمیت ہے۔ اسی طرح اولاد کی تربیت بھی بہت ضروری ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ اَفْضَلُ مِنْ اَدَبِ حُسْنٍ . اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلاةُ وَالسَّلَامُ۔ کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھے ادب سے بہتر کوئی چیز تحفہ میں نہیں دی۔ ہم سب کو چاہئے کہ خود بھی دینی علوم حاصل کریں اور بچوں کو بھی اسلامی تعلیم وتربیت پر زور دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو احکام شرع پر پابندی سے عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ

☆☆☆

نیک لوگوں کی علامات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَحْدَهُ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهُ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وعباد الرحمن الذين يمشوت على الارض هونا واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلما صدق الله العظيم

محترمہ صدر معلّمہ مشفق ومہربان معلمات ماؤں اور بہنو! اللہ رب العزت نے قرآن کریم میں صاف فرمایا "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ" اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ اس آیت سے ثابت ہو رہا ہے کہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرنی ضروری ہے جب تک آدمی نیک لوگوں کی صحبت میں نہیں رہے گا اس وقت تک اس کے اندر تقویٰ و پرہیزگاری کی صفات پیدا نہیں ہوسکتیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ مومن کبھی جھوٹ نہیں بولتا خیانت نہیں کرتا دھوکہ نہیں دیتا یعنی حقیقی مومن وہی ہے جس کے اندر یہ بری

صفات نہ ہوں نبی کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِهٖ وَيَدِهٖ" حقیقی مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بھائی محفوظ رہیں۔ اسلام امن وشانتی کا مذہب ہے سچائی اور امانت داری کی دعوت دیتا ہے برائی و بے حیائی ظلم وستم سے روکتا ہے اچھائی برائی کی نشاندہی کرتا ہے اور برائی کی علامات بتا دیتا ہے تاکہ انسان اس سے بچ جائے۔ "اية المنافق ثلاث اذا حدث كذب واذا وعد اخلف واذا اتمن خان" منافق کی تین علامتیں ہیں جب بات کرے تو جھوٹ بولے اور جب وعدہ کرے تو اسکے خلاف کرے اور جب اسکے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے اور یہ بھی بتا دیا کہ آدمی کے اندر نیک صفات کیسے پیدا ہوسکتی ہیں؟

تہجد گزاری

"غفلت" تہجد کو ادا کرنے سے بھی دور ہوتی ہے، حدیث پاک میں حضرت سہل بن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور عرض کیا: اے محمد ﷺ مومن کے لیے سب سے بڑا اشرف رات کا قیام ہے۔

(مستدرک ۳۲۵/۴)

صدقہ وخیرات کرنا

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا صانع المعروف تقى مصارع السوء وصدقة التمر تطفىء غضب الرب وصلة الرحم تزيد فى العمر. نیکی کرنے والا برائی سے محفوظ رہتا ہے اور خفیہ طریقہ سے صدقہ کرنے سے (بندے سے) اللہ کا غضب ختم ہوتا ہے اور صلح رحمی کرنے سے عمر بڑھتی ہے۔

(طبرانی معجم الکبیر ۲۶۱/۸)

نفل روزہ رکھنا

نفل روزے رکھنے سے بھی غفلت جاتی رہتی ہے ارشاد نبوی ﷺ ہے صوم شھر الصبر وثلاثة ایام من کل شھر یذھبن و حر الصدر (احمد ۳۸/۱۶۸، الترغیب والترھیب:۵۹۹) رمضان کے روزے اور ہر ماہ تین روزے دل کے وحر کو ختم کرتے ہیں۔ ''وحر الصدر'' دل میں آنے والے برے خیالات وساوس، حسد، کینہ کی آگ، دشمنی اور انتقام کے جذبے وغیرہ کو کہتے ہیں ''وحر'' کا لفظ امام ابن الاثیر کی تحقیق کے مطابق بڑا جامع ہے مذکورہ معانی کو موصوف نے النہایہ فی غریب الحدیث: ۵/۱۶۰ میں نقل کیا ہے۔

زہد فی الدنیا

دنیا سے بے رغبتی بھی غفلت کو دور کرتی ہے ارشاد باری ہے تلک الدار الاخرة تجعلھا للذین لایریدون علوا فی الارض ولافسادا و العاقبة للمتقین (قصص ۹۳) آخرت کا (عمدہ) ٹھکانا ہم ان لوگوں کے لیے مقدر کریں گے جو زمین میں تکبر اور فساد نہیں کرتے تھے اور اچھا انجام تو متقیوں کا ہی ہوتا۔ آیت میں بتایا گیا کہ جو تکبر اور فساد چاہتا ہے اس کا انجام اچھا نہیں ہوتا اور یہ دونوں برے وصف انسان میں عموماً مال کی کثرت اور آخرت سے غفلت کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ لہٰذا جو آخرت کا فکر مند ہے وہ دنیا سے ضرورت کے بقدر استفادہ کرتا ہے باقی افعال آخرت کیلئے کرتا ہے۔

موت کی یاد

ایک انصاری صحابی تشریف لائے اور دریافت کیا: ای المومنین افضل؟ سب سے افضل مومن کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں پھر دریافت کیا: سب سے زیادہ عقل مند مومن کون ہے؟ تو عرض کیا

اکثرھم للموت ذکرا واحسنھم لما بعدہ استعدادا اولئک الاکیاس. (ابن ماجہ:۴۲۵۹) وہ لوگ عقل مند ہیں جو موت کو سب سے زیادہ یاد کرتے ہیں، اور موت کے بعد کی زندگی کے لیے تیاری کرتے ہیں۔

نیک لوگوں کی علامتیں

قرآن کریم نے نیک بندوں کی علامت بیان کی: ''وعباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلما'' اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر تواضع کے ساتھ چلتے ہیں اور جب جہالت والے ان سے جہالت کی بات کرتے ہیں تو وہ رفع شر کی بات کرتے ہیں اور راتوں کو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام میں لگے رہتے ہیں اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم سے جہنم کے عذاب کو دور رکھیے کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے بے شک وہ جہنم برا ٹھکانا اور برا مقام ہے اور وہ جب خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں اور انکا خرچ کرنا افراط وتفریط کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔

یہ تو مثبت پہلو کی خوبیاں ہوئیں اور بہت سی خوبیاں منفی پہلو کی بھی ہیں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''اور جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے اس کو قتل نہیں کرتے ہاں اگر حق پر ہو اور وہ زنا نہیں کرتے اور جو شخص ایسا کام کریگا تو سزا سے اس کا سابقہ پڑیگا کہ قیامت کے روز اسکا عذاب بڑھتا چلا جائیگا اور وہ اس میں ہمیشہ ذلیل وخوار ہو کر رہے گا۔'' اللہ رب العزت نے نیک لوگوں کی علامتیں اور انکی عمدہ صفات بیان فرمادیں تاکہ ہم ان صفات کو اپنے اندر پیدا کریں اور اسی کے مطابق رہتی زندگی گذاریں اللہ ہم سب کو نیکوں کی صحبت عطا فرمائے۔ آمین! وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ☆

مدارس کی اہمیت

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدَہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْدُ. فَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ. قُلْ ھَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَالَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ.

محترمہ صدر معلّمہ عزیزہ طالبات، ماؤں اور بہنو! اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو خیر امت کہہ کر پکارا ہے یعنی سب سے بہتر امت اسی طرح اس کی مسئولیات اور ذمہ داریاں بھی ساری امتوں سے بڑھ کر ہیں وہ کام جو امم سابقہ کے انبیاء ورسل انجام دیا

کرتے تھے وہی کام امت محمدیہ کے علماء کے سپرد کیا گیا۔ایک موقع پر حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں، فضائل ومناقب میں اس امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتے البتہ جو ذمہ داریاں ان نبیوں کی تھیں وہی ذمہ داریاں اس امت کے علماء کی ہیں، اس لئے کہ اب کوئی نبی ورسول مبعوث نہیں کیا جائے گا بس علماء ہی انبیاء کی ذمہ داریاں سنبھالیں گے۔

دین کی حفاظت وبقاء اس کی ترویج واشاعت کے لئے علماء امت نے انتھک کوششیں کیں انہیں کوششوں کے نتیجہ میں دین صحیح شکل میں موجود ہے۔اوراس کے لئے جگہ جگہ مدارس کا قیام بھی ہے۔ مدارس اسلامیہ کے لئے وہی ڈگر ضروری ہے جو دارالعلوم دیوبند کے لئے اس کے مقدس اور زیرک بانیوں نے متعین کی ہیں، جہاں قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں گونجتی ہوں اور جہاں رات کے آخری حصے میں ذکر الٰہی کے زمرے دلنواز ہوتے ہوں، جہاں دنیا طلبی پر دینداری کی حکومت ہو، جہاں اللہ ورسول کی وفاداری میں دنیا کے ہر تقاضے کو ٹھکرادیا گیا ہو، جس میں رہنے بسنے والے دور حاضر کے اپٹوڈیٹ نہ ہوں، بلکہ قرون اولیٰ کے نمونے اور یادگاریں ہوں، دور حاضر چاہے جتنا ان پر ہنسے، انہیں ارذل اور بادی الرای (چھوٹا اور بے وقوف) قرار دے، انہیں کوئی پرواہ نہ ہو، کیونکہ دنیا پرستوں کی یہ پرانی رسم رہی ہے کہ وہ اللہ ورسول کے ماننے والوں پر چھینٹے اڑاتے ہیں ان کا حال یہ ہے کہ: ”وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ اٰمِنُوْا کَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ کَمَا اٰمَنَ السُّفَھَآءُ“ (البقرہ:۱۳) جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جس طرح یہ لوگ ایمان لاچکے ہیں تم بھی ایمان لاؤ، تو یہ دنیا پرست کہتے یں کہ کیا ہم اس طرح ایمان لائیں جیسے بے وقوف لوگ ایمان لائے ہیں۔

دنیا اولیاء اللہ کی وجہ سے ہی قائم ہے

اسی لئے دنیا داروں کی طعنہ زنی اور ان کے نازیبا کلمات سے ہم کو دل برداشتہ ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔ کتے بھونکتے رہتے ہیں اور مسافر اپنا سفر کرتا رہتا ہے۔کبھی بھی کتے کے بھونکنے سے اپنا سفر نہیں روکتا بس اسی طرح ہم کو بھی بے دین لوگوں کی طعنہ زنی کے باوجود دین کا کام کرتے رہنا ہے۔تاریخ گواہ ہے کہ علماء وصلحاء پر ہر دور میں دنیا پرست ہنستے رہے ہیں جب کہ اس دنیا کا وجود ہی علماء وصلحاء کے وجود پر موقوف ہے اگر یہ اہل اللہ نہ رہیں تو دنیا کا کاروبار ٹھپ پڑ جائے ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:"لَوْ کَانَتِ الدُّنیا تعدِلُ عِندَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوضَۃٍ مَّا سَقیٰ مِنہَا کَافِراً شَرْبَۃَ مَاءٍ" اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اس میں سے کسی کافر کو ایک گھونٹ پانی بھی نہ پلاتا اصل چیز تو مرنے کے بعد اہل اللہ کو نصیب ہونے والی نعمت ہے اس کے مقابلہ میں دنیا کی کوئی قدر و قیمت ہی نہیں۔اس لئے ہماری نظر ہمیشہ آخرت پر ہونی چاہئے۔دنیا کے ساز و سامان پر ہرگز نظر نہیں کرنی چاہئے۔دنیا میں کوئی ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آیا ہے۔اللہ تعالیٰ کے عظیم الشان پیغمبر بھی آئے مگر وہ بھی اپنا وقت مستعار پورا کر کے آخر کار دنیا سے چل بسے۔دنیا فانی اس کی ہر چیز فانی جو شخص بھی دنیا میں آگیا اس کو فنا ہونا ہی ہے۔

معاشی اور عصری علوم مدارس کے لئے سم قاتل

جس کی نظر دنیا سے اوپر اٹھ کر آخرت پر جم چکی ہے اسے یہ دنیا دار بے وقوف کہتے ہیں۔اس طرح کے لوگ چاہتے تو یہ ہیں کہ یہ مدارس فنا ہو جائیں اور جس چیز کو

یہ مدارس زندہ رکھنا چاہتے ہیں موت کے گھاٹ اتر جائے، مگر مسلمانوں کو دین و مذہب سے جو مضبوط اور گہرا تعلق ہے اسے دیکھ کر یہ ڈرتے ہیں کہ ان کا یہ ارادہ پورا نہ ہوگا تو وہ انہیں ایسی راہ پر لگانا چاہتے ہیں اور انہیں ایسا نصاب تعلیم قبول کرنے کی تلقین کرتے ہیں جو بظاہر خوش نما اور دلآویز ہے،لیکن اس پر چلنے اور اسے قبول کرنے سے مدارس کا ڈھانچہ تو رہ جائے مگر اندر سے اس کی روح اور طاقت فنا ہو جائے، جیسے انگریزوں کے نظام و نصاب تعلیم نے مسلمانوں کا نام تو باقی رکھا،مگر اندر سے بہتوں کی اسلامی روح کو نکال باہر کر دیا ہے۔

اکبر مرحوم نے کس قدر سچی بات کہی ہے:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بد نام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

اور کچھ ایسے لوگ بھی دنیا کی طمع کاری کے فریب میں آگئے جو دل سے مخلص ہیں وہ اسلام اور مسلمانوں کو تازہ دم دیکھنا چاہتے ہیں لیکن دنیا داری کے غوغا سے وہ متاثر ہو گئے،اور انہوں نے اپنی سادگی یا کم علمی کی وجہ سے اسی راہ کو اختیار کرنا پسند کیا۔جو بظاہر خوشنما مگر حقیقت میں تباہ کن ہے، دنیا دار حکومت نے شکار کا ایک جال بچھایا اور اس میں معاشی سہولیات کے پرفریب دانے ڈال دیئے، اور ان دانوں کی افادیت اس طرح ظاہر کی، کہ شکار کا جال نگاہوں سے اوجھل ہو گیا، معاشی آسانیوں کے لالچ نے جال کو بھی اوجھل کیا اور اصل دینی تعلیمات سے بھی غافل کر دیا، پھر کتنے لوگ جو مدارس کے مخلص ذمہ دار تھے اس جال میں پھنس گئے اب اس جال کے جو نتائج سامنے آرہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملہ کچھ سے کچھ ہو گیا ہے۔

مدارس سے مسلمانوں کو گہرا تعلق ہے

یہ مدارس اسلامیہ اس دور کی نعمت عظمیٰ ہیں اور انہیں مدارس کے ذریعہ ہمارے ایمان ویقین کی حفاظت ہورہی ہے جب تک یہ مدارس رہیں گے ہم کو چین وسکون رہے گا اور آئے دن نئے نئے فتنے جو سر ابھار رہے ہیں اور ہمارا ایمان چھیننے کی کوشش کررہے ہیں انشاءاللہ ہرگز ہرگز کامیاب نہ ہوسکیں گے۔

ہمارے اکابرو اسلاف نے مدارس اسلامیہ کی جو بنیاد رکھی ہے بڑے اخلاص اور دردِدل کے ساتھ رکھی ہے اس کے خرچ کے لئے نہ تو باقاعدہ طور پر کوئی ذریعہ آمدنی اختیار کیا کہ بڑے بڑے کمپلکس یا زمین وجائیداد وغیرہ لے لی جائیں اور نہ ہی کسی حکومت وسلطنت سے ایک روپیہ لینا گوارا کیا بڑے بڑے نواب ورئیس کی خواہش تھی کہ ہم اپنے جیب خاص سے دارالعلوم دیوبند کا پورا خرچہ سنبھالیں گے مگر ہمارے اکابرو اسلاف نے انکار کردیا اور فرمایا کہ عوامی چندے سے ہمارے مدارس چلتے ہیں اور انہیں سے چلتے رہیں گے۔انہیں بزرگوں کے اخلاص ونیک نیتی کی برکت ہے کہ یہ مدارس چل رہے ہیں فقر وفاقہ اور تنگدستی کے زمانہ میں بھی الحمدللہ ان مدارس کا خرچ آرام سے پورا ہورہا ہے۔

دشمنان اسلام پریشان ہیں کہ آخر مدارس کا اتنا بڑا خرچ بغیر کسی ذریعہ آمدنی اور حکومت کے بغیر کیسے پورا ہورہا ہے۔الحمدللہ آج بھی مسلمان اپنے دین ومذہب کے لے سب کچھ قربان کرسکتا ہے۔اپنی غربت وافلاس کے باوجود بھی مدارس کو چندے دیتا ہے کیونکہ اسے معلوم ہے کہ مدارس اسلامیہ کی حفاظت ہر ایک مسلمان کا دینی وملی فریضہ ہے جب تک یہ مدارس محفوظ ہیں ہم بھی محفوظ ہیں۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا مقولہ

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ کا ارشاد ہے: لَنْ يُصْلِحَ آخِرُ هٰذَا الْأُمَّةِ اِلَّا بِمَا صَلُحَتْ بِهٖ اَوَّلُهَا: اس امت کا پچھلا دور کسی اور طریقے سے نہیں اسی طریقے سے درست ہوسکتا ہے جس طریقے سے پہلا دور درست ہوا تھا۔

نئے نئے طریقے، نئے نئے نصاب، نئے نئے نظام، خواہ بظاہر وہ کتنے ہی دل فریب اور خوش نما ہوں، مدارس کے لئے کچھ مفید نہیں، مفید وہی طریقہ ہے وہی نظام ہے جسے فرسودہ اور آثار قدیمہ کہا جاتا ہے خواہ لوگوں کو یہ بات کتنی ہی گراں گزرے۔

فضول سمجھ کر جسے بجھا دیا تم نے
وہی چراغ جلاؤ تو روشنی ہوگی

مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ کے پاس ایک بہت بڑا رئیس آیا غالباً میرٹھ کا باشندہ تھا اس نے حضرت کو ہدیہ پیش کیا حضرت نے انکار فرمادیا۔ بہت اصرار کرنے کے باوجود بھی جب نہیں قبول فرمایا تو اس رئیس نے کہا کہ اپنے طلبہ ہی کو تقسیم کردیں تو حضرت نے فرمایا کہ تمہارا پیسہ ہے تمہیں اس کے زیادہ حقدار ہو پھر وہ پیسے لے جاکر اس نے حضرت کی جوتیوں میں رکھ دیئے۔ حضرت جب باہر نکلے تو دیکھا کہ پیسوں سے جوتیاں چھپ گئی ہیں حضرت نے وہ پیسے لینے کے بجائے پاؤں سے جوتا جھاڑ دیا اور چلتے ہوئے فرمانے لگے کہ اہل دنیا بھی دنیا کماتے ہیں اور ہم بھی دنیا کماتے ہیں مگر فرق یہ ہے کہ اہل دنیا دنیا کے پیچھے بھاگتے ہیں اور دنیا آگے بھاگتی ہے اور ہم دنیا سے بھاگتے ہیں دنیا ہمارے پیچھے آتی ہے۔آج مادیت کی طرف لوگ بھاگے جارہے ہیں روحانیت کی طرف بالکل توجہ نہیں ہر ایک کو دیکھو صرف دنیا ہی کی فکر ہے کیا عالم کیا جاہل کیا پڑھا لکھا کیا ان پڑھ مادیت اور اسباب وذرائع سے انکار نہیں کیا جاسکتا ہے۔

اخروی علوم ہی ذریعہ نجات

لوگوں کی نظریں آج ذریعہ معاش پر ہوتی ہیں اس لئے عصری تعلیم حاصل کرتے ہیں تا کہ بہتر سے بہتر نوکری مل سکے اور زیادہ پیسہ کما سکیں تا کہ خوشگوار زندگی بسر ہو اور راحت اور آرام مل سکے مگر تاریخ گواہ ہے کہ سکون و اطمینان و راحت و آرام صرف اہل اللہ کو ہی نصیب ہوتا ہے بڑے بڑے دنیا دار کئی کئی فیکٹریوں کے مالک روپے پیسے کی بہتات عیش و آرام کی ساری چیزیں مگر پھر بھی ہر وقت پریشان نظر آتے ہیں۔ نیند آور گولیاں کھاتے ہیں تب جا کر نیند آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاف فرما دیا: اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ. سن لو اللہ کے ذکر سے ہی دلوں کو اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ آج امت کا ایک بڑا طبقہ اسکولوں اور کالجوں کا رخ کرتا ہے اور ایک قلیل افراد ہی مدارس کو جاتے ہیں یا تو وہ غریب ہوتے ہیں جو اسکول کی فیس وغیرہ دینے کی صلاحیت و استطاعت نہیں رکھتے یا بہت ہی کمزور ہوتے ہیں اسکول میں پڑھتے نہیں اس لئے وہ مدارس میں بھیج دیئے جاتے ہیں یاد رکھیں ہم پہلے مسلمان ہیں اس لئے جس طرح عصری علوم کے لئے بچوں پر توجہ دیتے ہیں اس سے کہیں زیادہ توجہ دینی علوم کے لئے ہونی چاہیئے اس لئے کہ آخرت میں کام آنے والی چیز دینی تعلیم ہی ہے دنیا کی تعلیم تو صرف دنیا ہی کی حد تک ہے جیسے دنیا فانی ایسے ہی دنیوی تعلیم بھی فانی ہے۔ میرے کہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ عصری علوم کی طرف بالکل توجہ نہ دیں بلکہ دینی علوم بھی اپنے بچوں کو سکھائیں ورنہ آخرت میں ہماری پکڑ ہوگی اگر چار لڑکے ہیں تو دین کی تھوڑی بہت معلومات تو ہر ایک کو ہونی چاہیئے۔ مگر دو بچوں کو تو کم سے کم عالم ضرور بنائیں۔ اور ہرگز یہ فکر نہ کریں کہ میرا بیٹا مولوی بن کر کیا کرے گا کہاں سے کھائے گا۔ الحمد للہ مولوی بھی بڑے آرام سے رہتے ہیں یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص

اللہ کے دین کی خدمت کرے اور اللہ اسے بھوکا رکھے۔ اس لئے اس بات کا عہد کریں کہ ہم اپنے بچوں اور بچیوں کو مدارس میں ضرور بھیجیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم ہمارے مدارس کی حفاظت فرمائے۔ آمین!

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

☆☆☆

بحمد اللہ تعالیٰ

''خواتین کیلئے منتخب تقاریر'' تمام ہوئی۔

وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ .